سلسلۂ مطبوعات انجمن ترقی اردو نمبر ۸۲

میر عبدالحی تاباں دہلوی کے کلام کا مجموعہ
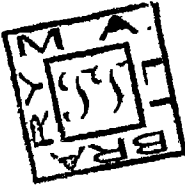
مرتبۂ

مولوی عبدالحق صاحب معتمد اعزازی

انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)

سنہ ۱۹۳۵

میر عبدالحی تاباں شاہجہان آباد کے رہنے والے اور دور محمد شاہی کے شعرا میں سے تھے - میر صاحب سے لے کر شیفتہ تک جس قدر تذکرے اردو شعرا کے لکھے گئے ہیں ان سب میں ان کے حسن و جمال کی بے انتہا تعریف لکھی ہے - عین عالم شباب میں کثرت مے نوشی کے باعث انتقال کیا ـ

ان کی شاگردی کے متعلق مختلف روایتیں ہیں - لطف اور شیفتہ اور اُن کی تقلید میں نساخ نے انہیں سودا کا شاگرد لکھا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے - میر صاحب محمد علی حشمت کا شاگرد بتاتے ہیں - قاسم نے بھی اسی کو صحیح مانا ہے اور حاتم کی استادی کو تسلیم نہیں کرتا - مصحفی کا قول اس بارے میں زیادہ قرینِ صحت ہے وہ لکھتے ہیں کہ "اگرچہ زبانِی شاہ حاتم در ابتدا شاگرد شاہ حاتم است ' امانچہ شہرت دارد و واقعی است اینست کہ بہ شاگردیِ محمد علی حشمت کہ شاگرد محمد علی بیگ قبول کشمیریست ' بسیار بسر بردہ "- آزاد نے بھی مصحفی کی تقلید میں ان کے تلمذ کو حاتم اور حشمت دونوں سے منسوب کیا ہے - حاتم نے اپنے دیوان

کے دیباچے میں اپنے تلامذہ کے جو نام لکھے ہیں ان میں
تاباں کا نام بھی شریک ہے۔ یہی نہیں بلکہ ان کے مکمل
دیوان میں دو شعر ایسے پائے جاتے ہیں جن میں حاتم نے
اُن کی استادی کا دعویٰ کیا ہے —

فیضِ صحبت کا تری حاتم عیاں ہے ہند میں
طفلِ مکتب تھا سو عالم بیچ تاباں ہو گیا

ریختے کے فن میں ہیں شاگرد حاتم کے بہت
پر توجہ دل کی ہے ہر آن تاباں کی طرف

تاباں کے دیوان میں بھی دو ایسے شعر موجود ہیں
جن میں اپنے استاد کی طرف اشارہ کیا ہے، ان میں
ایک شعر کا دوسرا مصرع حاتم کے مصرع سے لڑ گیا ہے —

ریختہ کیوں نہ میں حاتم کو سناؤں تاباں
اس سوا دوسرا کوئی ہند میں استاد نہیں

اور ہی رتبہ ہوا ہے تب سے اس کے شعر کا
جب سے حاتم نے توجہ کی ہے تاباں کی طرف

لیکن ایک قلمی دیوان میں جس سے اس مطبوعہ
نسخے کی ترتیب میں مدد لی گئی ہے، ان دونوں شعروں
میں بجائے حاتم کے حشمت لکھا ہے ۔ مگر حشمت کی
شاگردی کا ایک قطعی ثبوت تاباں کے دیوان میں ایسا
موجود ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا ۔ تاباں نے ایک
مثنوی اپنے اُستاد اور عمدۃ الملک امیر خاں انجام کی

مدح میں لکھی ہے جس میں وہ صاف صاف حشمت کی
شاگردی کا اعتراف کرتے ہیں —

نہ اُستاد کی مجھہ کو تاب ثنا
کہوں گر تو کب ایسی فکر رسا
کمالوں میں جن کے نہیں کچھہ قصور
وے سب طفل مکتب ہیں اُن کے حضور
کسی کو کہاں اس سے ہے برتری
کہ ہے نام اس کا محمد علی
تخلص بھی حشمت ہے اس کا بجا
وہ اہل سخن بیچ ہے بادشا

اس سے بڑہ کر کسی دوسرے ثبوت کی ضرورت نہیں۔
تاباں کا کلام صاف سادہ اور شیریں ہے، تخیل کی
بلند پروازی نام کو نہیں، خیالات بھی کچھہ گہرے یا
دقیق نہیں - عشق و محبت کی عام باتیں ہیں لیکن
زبان اور بول چال کا لطف ضرور پایا جاتا ہے - اگرچہ
تاباں دور محمد شاہی کے شاعر ہیں - لیکن قدیم الفاظ
اور محاورے ان کے کلام میں نسبتاً بہت کم ہیں - میر صاحب
نے ان کے کلام کے متعلق بہت سچی راے دی ہے —

" ہر چند عرصۂ سخن او ہمیں در لفظہاے گل
و بلبل تمام است، اما بسیار برنگیں گفت "۔

دیوان میں علاوہ غزلوں کے کچھہ رباعیات، ایک

کے دیباچے میں اپنے تلامذہ کے جو نام لکھے ہیں ان میں تاباں کا نام بھی شریک ہے - یہی نہیں بلکہ ان کے مکمل دیوان میں دو شعر ایسے پائے جاتے ہیں جن میں حاتم نے اُن کی استادی کا دعویٰ کیا ہے —

فیض صحبت کا تری حاتم عیاں ہے ہند میں
طفلِ مکتب تھا سو عالم بیچ تاباں ہو گیا
ریختے کے فن میں ہیں شاگرد حاتم کے بہت
پر توجہ دل کی ہے ہر آن تاباں کی طرف

تاباں کے دیوان میں بھی دو ایسے شعر موجود ہیں جن میں اپنے استاد کی طرف اشارہ کیا ہے ' ان میں ایک شعر کا دوسرا مصرع حاتم کے مصرع سے لڑگیا ہے —

ریختہ کیوں نہ میں حاتم کو سناؤں تاباں
اس سوا دوسرا کوئی ہند میں استاد نہیں
اور ہی رتبہ ہوا ہے تب سے اس کے شعر کا
جب سے حاتم نے توجہ کی ہے تاباں کی طرف

لیکن ایک قلمی دیوان میں جس سے اس مطبوعہ نسخے کی ترتیب میں مدد لی گئی ہے ' ان دونوں شعروں میں بجائے حاتم کے حشمت لکھا ہے - مگر حشمت کی شاگردی کا ایک قطعی ثبوت تاباں کے دیوان میں ایسا موجود ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا - تاباں نے ایک مثنوی اپنے اُستاد اور عمدۃ الملک امیر خاں انجام کی

مدح میں لکھی ہے جس میں وہ صاف صاف حشمت کی شاگردی کا اعتراف کرتے ہیں —

نہ اُستاد کی مجھ کو تاب ثنا
کہوں گر تو کب ایسی فکر رسا
کمالوں میں جن کے نہیں کچھ قصور
وے سب طفل مکتب ہیں اُن کے حضور
کسی کو کہاں اس سے ہے برتری
کہ ہے نام اس کا محمد علی
تخلص بھی حشمت ہے اس کا بجا
وہ اہل سخن بیچ ہے بادشا

اس سے بڑہ کر کسی دوسرے ثبوت کی ضرورت نہیں۔

تاباں کا کلام صاف سادہ اور شیریں ہے ، تخیل کی بلند پروازی نام کو نہیں ، خیالات بھی کچھہ گہرے یا دقیق نہیں - عشق و محبت کی عام باتیں ہیں لیکن زبان اور بول چال کا لطف ضرور پایا جاتا ہے - اگرچہ تاباں دور محمد شاہی کے شاعر ہیں - لیکن قدیم الفاظ اور محاورے ان کے کلام میں نسبتاً بہت کم ہیں - میر صاحب نے ان کے کلام کے متعلق بہت سچی راے دی ہے —

" هرچند عرصۂ سخن او همیں در لفظهاے گل و بلبل تمام است ، اما بسیار رنگیں گفت "۔

دیوان میں علاوہ غزلوں کے کچھہ رباعیات ، ایک

مثلث، ۹ مخمس، ۲ مسدس، ایک ترکیب بند، ایک مستزاد، ایک قصیدہ مدح بادشاہ میں، ایک مثنوی اپنے استاد اور نواب عمدۃ الملک کی مدح میں، چند تضمینیں حافظ اور مظہر جان جاں وغیرہ کی غزلوں پر اور آخر میں تاریخی قطعات وفات ہیں - ان قطعات میں بعض ایسے شعرا وغیرہ کی وفات کی تاریخیں بھی ہیں جو دوسری جگہہ نہیں ملتیں —

تاباں کی وفات کی صحیح تاریخ معلوم نہیں ہوئی- میر صاحب نے ان کے احوال کے ضمن میں ان کی وفات کا بھی ذکر کیا ہے- میر صاحب کے تذکرے کا سنہ تالیف ۱۱۶۵ھ ہے- تاباں کے دیوان کے آخر میں جو تاریخی قطعات ہیں اُن میں سب سے آخری قطعہ حشمت کی وفات پر ہے جو سنہ ۱۱۶۱ ھ میں واقع ہوی- اس سے یہ قیاس ہوتا ہے کہ تاباں کا انتقال سنہ ۱۱۶۱ اور سنہ ۱۱۶۵ ھ کے درمیان ہوا —

یہ نسخہ تین قلمی نسخوں سے مرتب کیا گیا ہے- ایک نسخہ جو سب سے ضخیم اور مکمل ہے، وہ محترم پنڈت برجموہن دتاتریہ صاحب کیفی دہلوی کا عطیہ ہے، دوسرا ری سرچ انسٹیٹیوٹ مدراس یونیورسٹی کا اور تیسرا انجمن کا —

عبدالحق	اورنگ آباد دکن
معتمد انجمن ترقی اردو	۸ جون سنہ ۱۹۳۵ ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ردیف الف

اے مرد خدا ہو تو * پرستار بتاں کا
مذہب میں میرے کفر ہے انکار بتاں کا

لگتی وہ تجلی شرر سنگ † کے مانند
موسیٰ تو ‡ اگر دیکھتا دیدار بتاں کا

گردن میں میرے طوق ہے زنار کے مانند
ہوں عشق میں از بسکہ گنہ گار بتاں کا

دونو کی تک اک سیر کر انصاف سے اے شیخ
کعبے سے تیرے گرم ہے بازار بتاں کا

دوں †† ساری خدائی کو عوض ان کے ‡‡ میں ' تاباں '
کوئی مجھ سا بتادے تو § خریدار بتاں کا

—*—

نہیں کوئی دوست اپنا یار اپنا مہرباں اپنا
سناؤں کس کو غم اپنا الم اپنا فغاں اپنا

---

* (ن) ہے تو گرفتار - † (ن) طور ‡ (ن) جو †† (ن) دیں
‡‡ (ن) اس کے اے §(ن) جو

نہ طاقت ھے اشارے کی نہ کہنے کی نہ سننے کی
کہوں کیا میں سنوں کیا میں بتاؤں کیا بیاں اپنا

نپٹ رکتا ھے جی میرا خفا ھوں ناک میں دم ھے
نہ گھر بہاتا ھے نے صحرا کہاں کیجے مکاں اپنا

ھوا ھوں گم میں لشکر میں پریرویاں کے ھی ظالم
کہاں ڈھونڈوں کسے پوچھوں نہیں پایا نشاں اپنا

بہت چاھا کہ آوے یار یا اس دل کو صبر آوے
نہ یار آیا نہ صبر آیا دیا میں جی نداں اپنا

قفس میں بند ھیں یہ عندلیبیں سخت بے بس ھیں *
نہ گلشن دیکھ سکتی ھیں نہ اب وے آشیاں اپنا †

مجھے آتا ھے رونا ایسی تنہائی پہ اے تاباں
نہ یار اپنا نہ دل اپنا نہ تن اپنا نہ جاں اپنا

— * —

کئی دن ھو گئے یارب نہیں دیکھا ہے یار اپنا
ھوا معلوم یوں شاید کیا کم اُن نے پیار اپنا

ھوا بھی عشق کی لگنے نہ دیتا میں اُسے ھرگز
اگر اس دل پہ ھوتا ھائے کچھہ بھی اختیار اپنا

یہ دونو لازم و ملزوم ھیں گویا کہ آپس میں
نہ یار اپنا کبھو ھوتے سنا نے روزگار اپنا

---

*(ن) قفس میں بند ھیں بے بال و پر ھیں سخت بے بس ھیں -

(ن)† نہ گلشن دیکھہ سکتے ھیں نہ اُڑکر آشیاں اپنا -

ہوا ہوں خاک اُس کے غم میں تو بھی سیلہ صافی سے
نہیں کھوتا ہے وہ آئینہ رو دل سے غبار اپنا

یہ شعلہ سا تمہارا رنگ کچھہ زور ہی جھمکتا ہے
جلا کیونکر نہ دوں میں خرمن صبر و قرار اپنا

سر فتراک تھا اُس کو نہ تھا لیکن نصیبوں میں *
تڑپتا چھوڑ کر جاتا رہا ظالم شکار اپنا

تجھے لازم ہے ہونا مہرباں تاباں پہ اے ظالم
کہ ہے بیتاب اپنا عاشق اپنا بے قرار اپنا

— * —

نکیلا † میرا باغ میں کل گیا تھا
اُسے دیکھہ کانٹوں پہ گل لوٹتا تھا

مجھے لے کے ظالم سے دل نے ملایا
بغل میں یہ ‡ دشمن کہاں کا دھرا †† تھا

نہ رہنے دیا ہاے یہاں باغباں نے
چمن میں نہایت مرا دل لگا تھا

فغاں نے میرا منھہ پھر آکر کھلایا
ابھی روتے روتے میں چپکا رہا تھا

لیا چاہ سے کھینچ یوسف کو اپنے
میرا ※ عشق 'تاباں' قیامت رسا تھا

— * —

* (ن) نصیب اُس کے †(ن) رنگیلا ‡(ن) ہی ††(ن) کھڑا
※(ن) ترا

میری لوح تربت پہ یارو کہدانا
کہ اُس سنگ دل سے نہ کوئی دل لگانا

خزاں تک تو رهنے دے صیاد هم کو
کہاں یہ چمن پهر کہاں آشیانا

هوا جا کے ظالم کے قابو میں بے بس
کہا هاے اِس دل نے میرا نہ مانا

جو کچهہ میں کہوں تم کو واسوختگی سے *
میری بات خاطر میں هرگز نہ لانا

تیرے غم سے † نسیاں هے یہاں تک کہ مجهکو
اِدهر بات کہنا اِدهر بهول جانا

زبس تیرے مژگاں سے هے مجهکو الفت
جہاں دیکهنا خار وهاں لوٹ جانا

نہ کبهو هاتهہ سے اپنے 'تاباں' کو هرگز ††
کہ پهر اُس سا ‡ مشکل هے کوئی هاتهہ آنا

— * —

رهتا هے خاک و خوں میں سدا لوٹتا هوا
میرے غریب ‡‡ دل کو الٰهی یہ کیا هوا

میں اپنے دل کو غنچۂ تصویر کی طرح
یارب کبهو خوشی سے نہ دیکها کهلا هوا

---

*(ن) واسوختہ اپنی - †(ن) میں †† (ن) نہ دے هاتهہ اپنے سے
‡(ن) ویسا ‡‡(ن) مجهہ ناتواں کے

ناصح عبث نصیحت بیہودہ تو نہ کر
ممکن نہیں کہ چھوٹ سکے دل لگا ہوا

تو دیکھ مجھکو نزع میں مت کڑہ کہ تیرے * یار
مجھ سے بہت ہیں ایک نہ ہوگا تو کیا ہوا

ہم بے کسی پہ اپنی نہ روئیں تو کیا کریں
دل سا رفیق ہائے ہمارا جدا ہوا

ہر دم کروں میں کیوں نہ گریباں کو اپنے چاک
آتا ہے یاد یار کا جاما چسا ہوا

کچھ دیکھتے ہی تجکو تڑپنے لگا یہ دل
اچھا تھا رات کو تو اسے آج کیا ہوا

تاباں کے دیکھنے سے برا مانتے تھے تم
کھودی بہار خط نے تمہاری بھلا ہوا

— * —

صبا میرا پیغام اُن تک یہ لے جا
کہ تم چھوڑ ہم کو رہے کیوں جدے جا

کسی بات کا میں نہ شکوہ کروں گا
تیرے جی میں آوے سو مجکو کہے جا

زبانی ہی قاصد تو اس سے یہ کہیو
کہ خط آگیا ہم کو خط بھی نہ بھیجا

ابھی ڈوب جاتا ہے † گنبد فلک کا
تو اے اشک چشموں ‡ سے اکدم †† بہے جا

*(ن) میرے †(ن) نہ جب تک کہ ڈوبے یہ ‡(ن) آنکھوں ††(ن) تب تک

اگر یار میرا کہاتا ہے اے دل
تو ظالم کے کوچے میں مجکو نہ لے جا

تڑپتا ہے بسمل تیرا تشنگی سے
تو ٹک آب شمشیر پھر اُس کو دے جا

کداتا ہے جس وقت تو اپنا گھوڑا
دھڑکتا ہے گاو زمیں کا کلیجا

اُڑاوے صبا خاک میری اگر تو
تو کوچے میں اُس بے وفا ہی کے * لیجا

بھلے اور برے کی پریرو کو 'تاباں' †
وہ مانے نہ مانے تو اُس کو کہے جا

— * —

کیا کہوں میں ماجرا اپنے دل بیتاب کا
آب جس کو دیکھ کر زہرا ہوا سیماب کا

آئینہ میں دیکھ اپنی زلف اور معلوم کر
پوچھ مت احوال میرے دل کے پیچ و تاب کا

جب سے دیکھی ہے تیرے رخ کی جھلک اے شعلہ رو
رنگ تب سے زرد ہے خورشید عالمتاب کا

پیچ میں آ زلف کے کوئی سروقد نہیں بچا
خشک کردینا شجر کا کام ہے لبلاب کا

خنجر مژگاں کا مارا کوئی جیتا ہی نہیں
کیا جیے مذبوح 'تاباں' دشنۂ قصاب کا

— * —

*(ن) کے نہ †(ن) بھلی اور بری سب پریرو سے تاباں

آشنا ہو چکا ہوں میں سب کا
جس کو دیکھا سو اپنے مطلب کا

شیخ کیا کیا تو پاوے کیفیت
یار ہو گر ہمارے مشرب کا

آ کبھو تو میری طرف کافر
میں ترستا ہوں دیکھہ تو کب کا

ہیں بہت جامہ زیب پر ہم نے
کوئی دیکھا نہیں تری چھب کا

اے طبیبو سواے وصل کہو
کچھہ بھی درماں ہے عشق کی تب کا

جب سے آیا عدم سے ہستی میں
آہ روتا ہی میں رہا تب کا

بلبلو کیا کروگے اب چھٹ کر
گلستاں تو اُجڑ چکا کب کا

میرے روز سیہ کو وہ جانے
دکیہہ پڑے جس پہ ہجر کی شب کا

ہم تو 'تاباں' ہوے ہیں لا مذہب
منجبیلا † دیکھہ سب کے مذہب کا

— * —

یہاں پلک بھی نہ ہم سکیں چھپکا
ایسا قاصد تو جائیو لپکا

---

†(ن) مجھولا

غم میں ساقی کے اشک کا میرے
ہے لگا مینہ کی طرح ٹپکا

آرزو ہی رہی یہ دانۂ تاک
قطرۂ مے کبھو نہ ہو ٹپکا

دیکھ اس ماہرو کو اے 'تاباں'
کیا تو چیتے کی طرح سے لٹکا

— * —

جدائی سے تری کیا جانئے کیسا الم ہوگا
یہ اتنا جانتا ہوں میں کہ جینا بھی ستم ہوگا

میں حیراں ہوں کرے گا عذر کیا اس وقت اے ظالم
کہ جب میرا نشاں آہ محشر کو علم ہوگا

ہمارے میکدے میں ہیں جو کچھ کیفیتیں ظاہر
کب اس خوبی سے اے زاہد تیرا بیت حرم ہوگا

جلادوں ریش قاضی بوجھ ریش محتسب کو میں
کوئی مجھ سا بھی رند و کیفی و بد مست کم ہوگا

تجھے جلدی ہے کیا اے شمع پروانے کے مرنے کی
کوئی دم کے تئیں آپ ہی یہ بیچارہ عدم ہوگا

پڑے گا میرے اور یعقوب کے شبہہ قیامت کو
کہ میرا پیرہن بھی دیدۂ گریاں سے نم ہوگا

نہ ہو ان زاہدوں کی ضد سے بیت اللہ کا حاجی
عرب سے لے کے تو بدنام 'تاباں' تا عجم ہوگا

— * —

رکھتا تھا ایک جی سو ترے غم میں جا چکا
آخر تو مجکو خاک میں ظالم ملا چکا

کچھ فائدہ نہیں ہے نصیحت کا اب تری
ناصح حیا میں عشق میں اپنی اُڑا چکا

کاکل کی طرح کیوں نہ پریشاں مجھے کرے
تو جانتا ہے دام میں میرے یہ آچکا

کس منہ سے بولتے ہو مخطط ہو مجھ سے اب
جب تک تھا حسن ناز تمہارے اُٹھا چکا

کرتے ہو میرے عشق کا یارو عبث علاج
میں جانتا ہوں مجھ سے یہ آزار جا چکا

خاطر میں میری ایک بھی آیا نہ اُس کا جور
سو آفتوں کو چرخ مرے سر پہ لا چکا

بیتا بیوں کا عشق کی کرتا ہے کیوں گلا
تاباں اگر یہ دل ہے تو آرام پا چکا

— * —

جفا سے اپنی پشیماں نہ ہو ہوا سو ہوا
تری بلا سے مرے جی پہ جو ہوا سو ہوا

سبب جو میری شہادت کا یار سے پوچھا
کہا کہ اب تو اسے گاڑ دو ہوا سو ہوا

مبادا اس کے میرا قتل اور کوئی بھڑ کے *
نہ اشتہار دو چپکے رہو ہوا سو ہوا

* (ن) بھڑ کے آد۔

یہ دردِ عشق مرا جی ہی لے کے چھوڑیگا
ہزار کوئی دوائیں کرو ہوا سو ہوا

ہمارے دل کی حقیقت کو پوچھتے ہو کیا
تمہارے ہاتھ سے اے دلبرو ہوا سو ہوا

بھلے برے کی ترے عشق میں اُڑا دی شرم
ہمارے حق میں کوئی کچھ کہو ہوا سو ہوا

نہ پائی خاک بھی تاباں کی ہم نے پھر * ظالم
وہ ایک دم ہی ترے روبرو ہوا سو ہوا

— ⚬ —

خوباں سے اگر مجکو سرو کار نہ ہوتا
تو دل کو مرے ہائے کچھ آزار نہ ہوتا

دل بستگیء زلف اگر دل کو نہ ہوتی
تو دامِ بلا میں یہ گرفتار نہ ہوتا

مژگاں نہ تری کھینچتیں گر دل کو ہرا کے
تو کوئی تری چشم کا بیمار نہ ہوتا

یوسف کی کبھو گرمیء بازار نہ ہوتی
گر اُس کا زلیخا سا خریدار نہ ہوتا

غم سایۂ طوبیٰ کا مرے دل سے نہ جاتا
گر مجکو ترا سایۂ دیوار نہ ہوتا

تاریک ہی رہتا یہ مرا کلبۂ احزاں
گر یار مرا شمع شب تار نہ ہوتا

---

* (ن) اے۔

'تاباں' نے تمنا میں تری جی کو دیا ہاے *
گر رحم تو کرتا تو گنہگار نہ ہوتا

— * —

کہاں تک سہ سکے ہر روز اُٹھہ کر کوئی غم کھانا
الہی ہے مرے نزدیک بہتر اس سے مر جانا

میں باتیں عشق کی کسطرح سے ناصح کو سمجھاؤں
کہ جو احمق ہوا ہے بے فائدہ کچھہ اس کو سمجھانا

ہمیشہ غیر کے جاتے ہو اپنے شوق سے ہر دم
بلاتے ہیں اگر ہم تم کو تو یہاں ناز سے آنا

ارے ناصح میں کہتا ہوں کہ مت دے پند تو مجکو
وگر نہ سوجھتا ہے آبرو کا تیری اب جانا

جو ہووے تند خو معشوق اور دانا کہاتا ہو
جو دل چاہے سو اُس سے کرکے پھر نادان ہو جانا

یہ زنجیریں بھی ساری توڑ اور زنداں بھی چھوڑے گا
خدا حافظ ہے اب کی بے طرح بپھرا ہے دیوانا

ہمیشہ کھینچتا ہے یہ تمہاری زلف و کاکل کو
تمہارے سر چڑھا ہے بے طرح کچھہ آن کر شانا

ہمیشہ دیکھتا تھا اس کو چھپ کر چوری چوری سے
الہی کیا کروں میں آج تو اُن نے بھی پہچانا

خدا دیوے اگر قدرت مجھے تو ضد سے زاہد کی
جہاں تک مسجدیں ہیں میں بناؤں توڑ بتخانا

* (ن) ہے ۔

نہ رکھنا پانو اے ناصح نصیحت کی طرف ہرگز
وگرنہ سوجھتا ہے روز تجکو جوتیاں کھانا

تو پہلے سیکھہ لے 'تاباں' سے شغل کبک بازی کو
کوئی یوں بوالہوس آتا ہے مہ رویاں کا پرچانا

— * —

سر پہ مرے سایہ کیا گر اے ہما تو کیا ہوا
یا کھائے میرے استخواں بعد از فنا تو کیا ہوا

ظالم وفا میری میں کچھہ ہرگز کمی ہونے کی نہیں
تونے اگر مجھہ پر کئے جور و جفا تو کیا ہوا

جیتا ہے جب تک تب تلئیں شور جنوں مجنوں میں ہے
صحرا سے زنداں میں اُسے لاکر رکھا تو کیا ہوا

مرنے سے بھی * ممکن نہیں جو وصل ہووے یار کا
فرھاد نے سر پھوڑ کر جی کو دیا تو کیا ہوا

جینے کی غافل حرص کیا آخر ملیگا خاک میں
گر چار دن اس دہر کی کہباٹی ہوا تو کیا ہوا

کوئی میں تو اُس کے وصل کی امید سے مایوس نہیں
وہ شوخ رہتا ہے اگر مجھہ سے جدا تو کیا ہوا

دنیا کے نیک اور بد سے کچھہ 'تاباں' نہیں ہے غم مجھے
گر یوں ہوا تو کیا ہوا اور یوں ہوا تو کیا ہوا

— . —

دل درد اور الم میں گرفتار ہی بھلا
یہ بے نصیب عشق کا بیمار ہی بھلا

(*) ن مر گئے پہ بہی ۔

ہر گلبدن کے عشق میں دیتا ہے مجھہ کو رنج
پہلو میں ایسے دل کی جگہ خار ہی بہلا

زاہد ترا تو دین سراسر فریب ہے
رشتے سے تیرے سبحہ کے زنار ہی بھلا

ہوتے ہیں مفت جان کے دشمن یہ خوبرو
اقرار سے اِس عشق کے انکار ہی بھلا

منظور نہیں ہے رحم اگر میرے حال پر
ظالم لگا تو کھینچ کے تروار ہی بھلا

راحت تو وصل میں بھی میسر نہیں ہمیں
ہم کو تمہارے ہجر کا آزار ہی بھلا

تاباں کو سن کے خاک بسر یار نے کہا
سودائی اس طرح کا سدا خوار ہی بھلا

— * —

صبح آغوش میں تھا مہر درخشاں میرا
اِس سبب خانۂ دل آج ہے تاباں میرا

سرو تعظیم کرے پھول کریں جھک کے سلام
جاے گلشن میں اگر سرو خراماں میرا

غیر کے ساتھہ جو دیکھا ہے اُسے بال کھلے
اِس سبب دل ہے نپٹ آج پریشاں میرا

میں ہوں فرہاد سا مجنوں مجھے کیا شہر سے کام
میں سلامت رہوں ، اور کوہ بیاباں میرا

اِس ہوا میں نہیں وہ یار پیوں کیونکہ شراب
جی کڑھاتا ہے نپٹ آج یہ باراں میرا

اشکِ گلگوں جو گرے بسکہ مری انکھیوں سے
ہوگیا دامن گلچیں یہ گریباں میرا

گرم ہے عشق کا بازار اُسی سے اب تو
حق تعالیٰ کرے جیتا رہے 'تاباں' میرا

— ❊ —

سجا ہے خوب کیا پھبتا اہاہاہا! اہاہاہا
کہ بل جاتا ہے جی میرا اہاہاہا! اہاہاہا

تیرا منہ چاندنی میں ماہرو، دیکھا تھا میں اک شب
نظر آیا تھا کیا چمکتا اہاہاہا! اہاہاہا

لٹا کر عشق میں گھر بار اے میرے میاں تیرے
ہوا ہوں خلق میں رسوا اہاہاہا! اہاہاہا

گلابی ہاتھ میں ہے اور بغل میں یار ہے * میرے
کسے یہ عیش ہے پیدا اہاہاہا! اہاہاہا

وہ بچھڑا یار جس کو ڈھونڈتا تھا شہر میں یارو
سو میرے ہاتھ اب آیا اہاہاہا! اہاہاہا

ترے کوچہ میں عاشق ہو کے بسمل ہاتھ سے تیرے
تڑپتا اور کہتا تھا اہاہاہا! اہاہاہا

اگر عالم میں آئی عید تو آنے دو اے یارو
ہمارے گھر میں یار آیا اہاہاہا! اہاہاہا

* (ن) نازنیں -

چمک تو آئینہ اور مہر و مہ میں ہے ولے دلبر
ترا بھی ہے عجب مکھڑا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

ہوا آزاد دنیا سے اہو ہو ہو ! اہو ہو ہو
علائق سے میں اب چھوٹا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

پھپھولے پانو میں ہیں اور خار دشت ہیں یارو
اکیلا میں ہوں اور صحرا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

چڑھی ہے کہنیوں سے آستیں چولی بھی مسکی ہے
ہے تسمہ لٹ پٹا پوپٹا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

تمہاری زلف کا عالم تو سودائی ہے اے پیارے
ہوا اب مجھ کو بھی سودا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

مے و معشوق ہے اور باغ ہے اور مینھ کا یارو
لگا ہے زور ہی جھڑکا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

یہ تھا ویران مجنوں بن قدم سے مجھ دوانے کے
ہوا آباد پھر صحرا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

نہ زلفیں ہیں نہ ہیں کاکل نہ * خط ہے اور نہ پٹے ہیں
تیرا کیا صاف ہے چہرا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

رہے محروم سب میکش اُس کی بزم میں لیکن
مجھے ساقی نے دی صہبا اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

کہا میں راست 'تاباں' دیکھ اُس خوش قد ظالم کو
اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا ! اہا ہا ہا

— * —

* (ن) نہ خط و خال ہیں ہرگز -

اگر پتھروں سے ٹکڑے ہوکے اُڑ جاوے بدن میرا
نہ چھوٹے تو بھی لڑکو مجھ سے یہ دیوان پن میرا

دیا ہے جی میں اپنا دیکھ کر سج جس کے جامے کی
اُسی کا لے کے دامن کیجیو یارو کفن میرا

خجالت سے سر اپنا تب سے رکھا ہے گریباں میں
چمن میں جب سے دیکھا چاک گل نے پیرہن میرا

مجھے جو دیکھتا ہے اب نہیں پہچانتا ہرگز
ضعیفی سے ہوا ہے اس قدر لاغر بدن میرا

مجھے پروا نہیں اے ابر رحمت کچھ تیری ہرگز
کہ رہتا ہے سدا سر سبز گریے سے چمن میرا

کروں گر آہ آتش ناک غم سے شمع رویوں کے
بھڑک اُٹھے طرح شعلے کے ہر مرے بدن میرا

مجھے آتا ہے رونا ایسی * غربت پر کہ اے تاباں
ہوا ہوں عشق میں بے خانماں چھوٹا وطن میرا

—*—

کوئی دوسرا مجھ سا ناداں نہ ہوگا
کہ دل دے تجھے پھر پشیماں نہ ہوگا

میں اب جائے مجنوں کے ہوں بعد میرے
پھر آباد ہرگز بیاباں نہ ہوگا

ستمگر کو کیا حال اپنا سناؤں
مرا درد و غم اس سے پنہاں نہ ہوگا

* (ن) اپنی تنہائی پہ ۔ ۔ ۔ ن درد دل

مجھے تب تلک کون جانے گا مجنوں
مرا چاک جب تک گریباں نہ ہوگا

جفا جو کرے گا سو یہ دل سہے گا
کبھو تیرے ہاتھوں سے نالاں نہ ہوگا

اگر چھوڑ دے گا تو ہم کو قفس سے
تو صیاد کیا تیرا احساں نہ ہوگا

ترے خط کے آنے سے اے سرو قامت
سب آزاد ہونگے پہ تاباں نہ ہوگا

— ✲ —

جدا تجھ سے صنم گر عاشق رنجور ہو جاتا
خدا جانے تو کیا حال دل مہجور ہو جاتا

نہ ان جلاد نے تن سے کیا سر کو جدا میرے
میں خوش ہوتا اگر یہ بار گردن دور ہو جاتا

لٹا تھا شیشۂ دل جا کے میرا مست کے ہاتھوں
اگر ٹک چھوڑتا اس کو تو چکنا چور ہو جاتا

ملیحان عرب اے سانورے گر دیکھتے تجھ کو
ملاحت اور نمک کا تیرے اُن میں شور ہو جاتا

نہ ہوتا دل مرا محتاج صہبا کا تری ساقی
مۓ وحدت سے یہ ساغر اگر معمور ہو جاتا

گریباں کے عوض گر چاک کرتا اپنے سینے کو
تو عالم میں مرا دیوانہ پن مشہور ہو جاتا

نہ آتا چاہ سے ہو مہرباں وہ یوسف ثانی
تو جوں یعقوب رو رو غم سے ' تاباں ' کور ہو جاتا

—*—

کون سا عاشق ترے کوچے میں گریاں ہوگیا
اشک خونیں سے بتا کس کے گلستاں ہوگیا

کیوں کیا میں نے گریباں چاک اس کے غم میں ہائے
داغ سینہ کا مرے سب میں نمایاں ہوگیا

کیا بری ساعت تھی جو صیاد آیا باغ میں
ایک دم میں آشیاں بلبل کا ویراں ہو گیا

جب ہوی معلوم میرے تئیں حقیقت عشق کی
جیونا مرنا مرے نزدیک یکساں ہو گیا

بات کہتے ہے ستوں میں کوہکن نے جی دیا
کام تو مشکل تھا لیکن اس کو آساں ہوگیا

کس ہوس سے بلبلیں جاتی تھیں گلشن کو چلی
راہ میں صیاد اُن کا دشمن جاں ہوگیا

صبح کو آیا ہمارے بزم میں وہ خورشید رو
خانۂ دل دیکھہ اس کے مکھہ کو تاباں ہوگیا

—*—

جو ہوگا رند مشرب اس کو ڈر سے کام کیا ہوگا
اگر قاضی بھی اُس پر بیٹھ دے الزام کیا ہوگا

بتاں کے عشق میں کافر ہوا ہوں چھوڑ کر حق کو
خدا جانے مرے اس کام کا انجام کیا ہوگا

کمی کیا ہے کی ہو جاوے گی میخانہ میں اے ساقی
اگر ہم کو پلا دے گا کبھی اک جام کیا ہوگا

تو میرے جی کی حسرت کا رہ ایک ہی تیغ میں قاتل
اگر او چپی لگاوے گا تو میرا کام کیا ہوگا

میں سارے شہر میں رسوا ہوا خوباں سے مل مل کر
زیادہ مجھ سے اے تاباں کوئی بدنام کیا ہوگا

— * —

میں ہو کے تیرے غم سے ناشاد بہت رویا
راتوں کے تئیں کر کے فریاد بہت رویا

حسرت میں دیا جی کو محنت کی نہ ہوی راحت
میں حال ترا سن کر فرہاد بہت رویا

گلشن سے وہ جوں لایا بلبل نے دیا جی کو
قسمت کے اُپر اپنی صیاد بہت رویا

نشتر تو لگاتا تھا پر خوں نہ نکلتا تھا
کر فصد مری آخر فصاد بہت رویا

کر قتل مجھے اُن نے عالم میں بہت ڈھونڈھا
جب مجھ سا نہ کوی پایا جلاد بہت رویا

جب یار مرا بگڑا خط آئے سے اے تاباں
تب حسن کو میں اس کے کر یاد بہت رویا

— * —

روا ہے یار کے تئیں نعش یار پر رونا
کبھو تو، تو بھی ہمارے مزار پر رونا

نہ گل رھے تھے چمن میں نہ شور بلبل تھا
خزاں کو دیکھہ کے آیا بہار پر رونا

عجب نصیب ھیں ان کے جنہیں میسر ہے
سر اپنا رکہہ کے سدا پائے یار پر رونا

میں اپنے دکہہ کو کہا سنگدل سے تو بھی ھائے
نہ آیا اس کو مرے حال زار پر رونا

بتاں کی سنگدلی دیکہہ کر خوش آتا ہے
اکیلے بیٹھہ کے تاباں بہار پر رونا

— * —

بیجا نہیں ہمارا یہ ذاہ* ماہ رونا
تک کا رھتا ھے یارو دل کا بخار رونا

ظالم کے ھجر میں ھیں دو عیش مجکو حاصل
اس کی گلی میں جانا اور زار زار رونا

جب اور کوئی گلرو، ہنس ہنس کے مجہہ سے بولے
سر ھاتہہ رکھہ کے تب تو اے میرے یار رونا

رخسار و زلف بن ہے اس گلبدن کے مجکو
مانند شمع و شبنم لیل و نہار رونا

دیتا نہیں ھے ساقی اس ابر میں پیالا
آتا ھے مجکو تاباں بے اختیار رونا

— * —

* بی اُدھاز شاران تبار

فرہاد سا کوئی عاشق اور قیس سا دیوانا
پیدا نہ ہوا ڈھونڈھا یہ کوہ یہ ویرانا

دن رات میں رہتا ہوں خوباں کے تصور میں
ہے شیشۂ دل میرا گویا کہ پری خانا

ایسے کے تئیں کوئی سر پر بھی چڑھاتا ہے
کھیلتے ہے تری زلفیں کیا شوخ ہے یہ شانا

جب شمع کی لیتا ہے گُلگیر زباں منھہ میں
مرجاے ہے غیرت سے تب جل کے یہ پروانا

یہاں جام ہے گردش میں مانند فلک 'تاباں'
ہے دور قیامت تک آباد یہ میخانا

— * —

تعلق سے جہاں کے جو کوئی آزاد ہو بیٹھا
وہ آب زندگی سے اپنے بیشک ہاتھہ دھو بیٹھا

گلی میں اپنی روتا دیکھہ مجھکو وہ * لگا کہنے
کہ کچھہ حاصل نہیں ہونے کا† ساری عمر رو بیٹھا

ہمارا وہ بت کافر نظر آیا جسے یارو
وہ اپنا دین و ایمان دیکھتے ہی اُس کو کھو بیٹھا

زمیں بھی تیری ظالم عاشقوں کے جی کی دشمن ہے
ہوا وہ خاک سے یکساں تیرے کوچے میں جو بیٹھا

جو حق سعی تہا اپنی طرف سے کرچکا 'تاباں'
میں اب ہر طرح اُس کے وصل سے مایوس ہو بیٹھا

— * —

* (ن) یہ — † (ن) ہوے کا —

غنیمت جان جینا آدمی کا
بھروسا کچھہ نہیں اس زندگی کا

بتاں ہیں سخت ہی بے رحم اُن سے
لگے یارب نہ ہرگز دل کسی کا

لیا تھا دوستی سے جن نے دل ہائے
وہ اب دشمن ہوا ہے میرے جی کا

نہیں اک لمحہ بیتابی سے فرصت
الٰہی دل لگا تھا کس گھڑی کا

تمہارے لال کی سرخی کے آگے
لگے یاقوت کا بھی رنگ پھیکا

مجھے ترسا کے اُس کافر نے مارا
نتیجہ کیا یہی تھا عاشقی کا

تبسم دیکھہ اُس غنچہ دہن کا
جگر ٹکڑے ہوا ہے ہر کلی کا

نہ مانے جو کوئی حشمت کو 'تاباں'
وہ دشمن ہے محمد اور علی کا

— * —

یار ایسے شوخ کا ہونا نہ تھا
تخم دل میں درد کا بونا نہ تھا

کیا کروں اب کچھہ نہیں ہوتا علاج
دل کو اپنے ہاتھہ سے کھونا نہ تھا

مجھکو اپنے اشک کے پانی بغیر
نامۂ اعمال کو دھونا نہ تھا

تیر مژگاں سے مشبک ہوگیا
دل کو اُن کے روبرو ہونا نہ تھا

عشق ظاہر اب مرا 'تاباں' ہوا
مجھکو یوں بیتاب ہو رونا نہ تھا

— : —

ایسا نہیں طبیب کوئی اس دیار کا
چلتا کرے جو زخم کسی دل فگار کا

باد سموم لگتی ہے مجھکو نسیم صبح
تجھ بن خزاں ہے باغ میں موسم بہار کا

جاری ہے اس قدر کہ بہا دے کسی طرف
دشمن ہوا ہے اشک ہمارے غبار * کا

ہے سوز عشق یہاں تئیں مجھ میں کہ بعد مرگ
پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا

رونا نہ ہوے جس کا لہو سے میرے بہار
ایسا نہیں ہے سنگ کوئی کوے یار کا

پتھر سے کیا عجب ہے جو نکلے شرر بھی سبز
ایسا ہی اب کے جوش ہوا ہے بہار کا

اکثر جو اس زمین کو ہوتا ہے زلزلہ
شاید گڑا ہے جسم کسی بیقرار کا

* (ن) مزار -

کس کس طرح سے دل میں گزرتی تھیں حسرتیں
ہے وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
'تاباں' فلک نہ جان تو اس تیرہ روز * کو
گنبد ہے میرے دود دل داغدار کا

— * —

خیال مجھکو فقیری کا اب تلک تو نہ تھا
پر اب کروں گا مقرر کہ تو ہوا ہے جدا

یہ وہ فلک ہے کہ برباد دے گا دم میں حباب
اسی امید پہ خیمے کو تو نہ کر برپا †
تمہارے عشق میں ہوں ' ہر طرف خراب و ذلیل
حیا و شرم گئی ' ہر طرف ہوا رسوا

کیا ہے سر میں تری راہ عشق کو یہاں تک
کہ چو میں میرے قدم قیس و کوہکن بھی آ

گیا ہوں دونوں جہاں کے میں کام سے 'تاباں'
نہ کام دیں سے نہ دنیا کی کچھ مجھے پروا

— * —

جہاں سے قطع ہوے نام بے وفائی کا
خدا کسی کو نہ دکھلاے دن جدائی کا

مجھے ضرور ہے پاس ادب گلی کا تری
سبب نہ پوچھ تو میری برہنہ پائی کا

* (ن) پشت ۔
† (ن) یہ چرخ دیوے گا برباد دم میں مثل حباب
کسی امید کے خیمے کو تو نہ کر برپا

حرم کو چھوڑ رہوں کیوں نہ میکدے میں شیخ
کہ یہاں ہر ایک کو ہے مرتبہ خدائی کا

میں تیرے راز سے محرم ہوں خوب اے زاہد
تو میرے آگے نہ لے نام پارسائی کا

کسی سے کریے مروت نہ اس زمانے میں
کہ اب برا ہی نتیجہ ہے یہاں بھلائی کا

گلی میں یار کے میں پاوں رکھہ سکوں کیونکر
کہ وہاں تو حکم نہیں مجھکو جبہہ سائی کا

ہے اس طرح کا مرا شوخ چلبلا اے 'تاباں'
کہ جس سے برق کرے کسب اچپلائی کا

— * —

قفس میں گل کو جی ترسے ہمارا
کرو اے ہمصفیرو تم نظارا

سبب کیا ہے کہ تم روٹھے ہو ہم سے
بتاو کیا کیا ہم نے تمہارا

ارے صیاد ہم کو چھوڑ دے تو
قفس میں جی نہیں لگتا ہمارا

ہوا ہے عاشقاں سے کس طرح نرم
ترا دل سخت ہے جوں سنگ خارا

تو رویا اس قدر 'تاباں' کہ آخر
ہوا سب راز تیرا آشکارا

— * —

ہمیشہ رات کو غیروں کے * رہنا
پھر آکر صبح کے تئیں ہم سے کہنا

جو یار آیا تو میں دونا رکہائی
تم اے انکھیوں میری مت پھوٹ بہنا

اگر شور دو عالم کم ہو لیکن
فغاں سے چپکے اے دل تو نہ رہنا

مرے بانکے کے زخم تیغ کے تئیں
نہیں رستم دلوں کا کام سہنا

عجب احوال ہے 'تاباں' کا میرے
کہ رونا رات دن اور کچھ نہ کہنا

— * —

عاشق میں اب تو شوخ ستمگر پہ ہو چکا
ہیہات اپنی جان سے یوں ہاتھ دھو چکا

پانی ہو بہہ گیا مرا نور نظر بھی سب
یہاں تک تو تیرے ہجر میں ظالم میں رو چکا

مجھ میں تمہارے عشق نے چھوڑا تو کچھ نہ تھا
رکھتا تھا ایک صبر سو اب وہ بھی کھو چکا

کانٹوں پہ کس طرح نہ پھروں اب میں لوٹتا
پھولوں کی سیج پر تو ترے ساتھ سو چکا

'تاباں' تو رشتۂ غم و اندوہ توڑ اب
تار نگہ میں اشک کے موتی پرو چکا

— * —

* ا ن ' سے -

جسے لذت سے درد و غم کے کچھہ حاصل نہیں ہوتا
وہ ہرگز زمرۂ عشاق میں کامل نہیں ہوتا

کہا لا تقنطوا قرآں میں حق نے آپ اے واعظ
ڈراتا ہے ہمیں اور آپ تو قائل نہیں ہوتا

زبس حاصل ہوئی ہے اب ہمیں لذت خموشی کی
کسی سے بات کہنے کو ہمارا دل نہیں ہوتا

جو خون عاشقاں سے روز کئی دریا بہاتا ہے
ہمارا آشنا افسوس وہ قاتل نہیں ہوتا

تمہارے جور کا 'تاباں' نہیں کرتا کہیں شکوہ
یہ باتیں دل میں رکھتا ہے کبھو بیدل نہیں ہوتا

—*—

دشمن ہوں کیوں نہ شیخ فضیلت مآب کا
بے ربط سب کلام ہے اُس کی کتاب کا

خالی کبھو نہ ہوئیگا دل عشق سے مرا
شیشہ بھرا ہوا ہے یہ اور ہی شراب کا

آفت جو کچھہ ہوی سو ہوی مجھہ پہ عشق میں
نقصان کیا ہوا دل خانہ خراب کا

قاصد کو میرے حکم کیا اُن نے قتل کا
حاصل ہوا سوال یہ تیرے جواب کا

'تاباں' فلک سے کیونکہ بھرے ساغر مراد
رکھتا ہے واژگوں یہ پیالہ حباب کا

آئی بہار شورش طفلاں کو کیا ہوا
اہل جلوں کدھر گئے یاراں کو کیا ہوا

غنچے لہو سے تر نظر آتے ہیں تہہ بہ تہہ
اس رشک گل کو دیکھ گلستاں کو کیا ہوا

یاقوت لب ترا ہوا کیوں خط سے جرم وار
ظالم یہ رشک لعل بدخشاں کو کیا ہوا

اُس جامہ زیب غنچہ دہن کو چمن میں دیکھ
حیران ہوں کہ گل کے گریباں کو کیا ہوا

آنے سے تیرے خط کے یہ کیوں ہے گرفتہ دل
بتلا کہ تیری زلف پریشاں کو کیا ہوا

کیوں گرد باد سے یہ اُڑاتا ہے سر پہ خاک
ہوں میں تو جائے قیس بیاباں کو کیا ہوا

روتے ہی تیرے غم میں گذر گئی ہے اُس کی عمر
پوچھا کبھو نہ تو نے کہ 'تاباں' کو کیا ہوا

— * —

ہر چند اُس صنم کے لیے ہم نے کی دعا
ہوتی نہیں قبول ہماری کبھی دعا

یارب یہ میری خاک کرے پائمال وہ
لوح مزار پر یہی لکھوں گا یہی دعا

پہنچے سلام شوق مرا کیونکہ اُس تلک
جس تک کبھی پہنچتی نہیں ہے مری دعا

خالق نے خلق جس کو سراپا کیا ھے خُلق
جن نے برا کہا ھے اُسے ان نے دی دعا

قد حلقۂ کماں اسی حسرت میں ہو گیا
تیر هدف کبھی نہ ہماری ہوی دعا

ہو کیا کشود کار کہ ہوتی نہیں کبھو
مفتاح قفل باب اجابت تری دعا

'تاباں' نہیں ہے مجھ سا کوئی خوش نصیب آج
جس سے ملا جہاں میں مجھے اُن نے دی دعا

— ✲ —

ایسا ہی مرے اشک کا گر زور * رہے گا
تو شمع صفت جسم بھی پانی ہو بہے گا

† ظالم ترے چہرے سے نمودار تو خط ہو
دیکھیں کہ ترا ظلم کوئی کیونکہ سہے گا

جز ترک محبت کہ میں نا چار ہوں اس میں
مانوں گا میں سب، مجھ سے تو ناصح جو کہے گا

میں خواب میں دیکھا ہے اسے مہندی لگائے $
کیا جانئے کس کس کا لہو آج بہے گا

اخگر کو چھپا راکھ میں میں دیکھ کے سمجھا
'تاباں' تو تہ خاک بھی جلتا ہی رہے گا

— * —

* (ن) جوش - † (ن) ظالم ترے چہرے پہ نمودار ہے یہ خط - $ (ن) لگاتے -

گلشن میں زمانے کے کوئی یار نہ پایا
ہم سب سے ملے ایک بھی غمخوار نہ پایا

رکھتی ہیں ہمیشہ ہی یہ خونخوار و خوں آشام
کوئی ہم نے تری چشم سا بیمار نہ پایا

گو ہم سے جدا ہو کے ہوئے خوش تو رہو خوش
ہم نے بھی کچھ اس بات سے آزار نہ پایا

کیا سنی تھی تیرے جامۂ زیبا کی کہ ہم نے
پھر اپنے گریباں کا کہیں تار نہ پایا

وہ جب سے ہوا خاک تری راہ میں ظالم
تاباں کا کہیں ہم نے پھر آثار نہ پایا

—*—

تمہارے ہاتھ سے پا کر بہت آزار دل میرا
بتاں ساری خدائی سے ہوا بیزار دل میرا

بڑا تھا عرش سے بھی اپنے رتبہ میں یہ اے ظالم
ہوا لیکن ترے کوچہ میں آ کر خوار دل میرا

کسی سے دل لگے تیرا تو ہو معلوم اے ظالم
کہ کیا کیا کھینچتا ہے عشق میں آزار دل میرا

رفو چاک گریباں کا تو کیا کرتا ہے اے ناصح
خبر لے ہے نگہ کی تیغ سے افگار دل میرا

فغاں سے کام مانند جرس کیونکر نہ ہو اس کو
کہ ہے مدت سے غم کا قافلہ سالار دل میرا

صلح اپنے خدا کا بھی نہیں میں ملتجی لیکن
مجھے کرتا ہے ملامت کش ترا ہر بار دل میرا

نشان آہ اس کو عشق نے بخشا ہے اے تابان
ہوا ہے فوج غم کا اب علم بردار دل میرا

— * —

اگر تو علائق سے چھٹ جائے گا
دلا زور ہی * لذتیں پائے گا

تو مجھہ کم سعادت پہ سایہ نہ کر
ہما تیرا اقبال اڑ جائے گا

الٰہی شب ہجر کی تاب نہیں
کبھی وصل کا روز بھی آئے گا

نہ دیکھو کبھی † ریش کو شیخ کی
ابھی جھاڑ ہو کر یہ لگ جائے گا

اگر دل لگایا ہے تاباں کہیں
تو غیر از اذیت تو کیا پائے گا

— * —

دل کو سمجھایا میں اپنے بارہا
چھوڑتا ہی نہیں یہ چسکا عشق کا

استخواں کا آپ وہ محتاج ہے
کب مجھے درکار ہے ظل ہما

(ن) * اے دل اور ہی۔ (ن) † کرنی

تم نے کعبے سے کیا ہے دل کو سرد
خیر دیوے اے بتاں تم کو خدا

میں جو دیکھا کود کن کی گور کو
لوح تربت پر یہ تاباں تھا کھدا

ذوق سے شیریں تو مل خسرو کے ساتھہ
ہم نے چھاتی کے اوپر پتھر دیا

— ٭ —

(ردیف ب)

مت تو آیا کر چمن میں بار بار اے عندلیب
آخر اس مستی کا کھینچے گی خمار اے عندلیب

کوئی دن کے تئیں خزاں کرتی ہے خوار اے عندلیب
جان گلشن میں غنیمت یہ بہار اے عندلیب

گر کرے گی نالہ و افغاں ہزار اے عندلیب
گل نہیں ہونے کا ہرگز تجھہ سے یار اے عندلیب

دوستی پر گل کی تو مت بھولیو کہتا ہوں میں
باغ میں دشمن ہے تیرا خار خار اے عندلیب

کیا ہوا آئی خزاں تو دل میں مت ہو نا ملول
پھر بھی اس گلشن میں آوے گی بہار اے عندلیب

آج آوے گا چمن میں وہ مرا رشک بہار
کیجیو زر اہر گل کا تو نثار اے عندلیب

کیا عجب ہے بھول جاوے دل سے تیرے یاد گل
تو اگر دیکھے ہمارا گلعذار اے عندلیب

دیکھ کر ویراں ترا کل گلستاں میں آشیاں
مجکو رقت آگئی بے اختیار اے عندلیب

کیا ہوا ظاہر میں گر شور و فغاں کرتی ہے تو
کب ہے تاباں کے برابر بیقرار اے عندلیب

— * —

گو کہ مت ظل ہما ہو مجھے اے یار نصیب
ہوئے تیرا تو کبھو * سایۂ دیوار نصیب

رنج اور غم ہی میں رہتا ہوں گرفتار سدا
یا الٰہی کوئی مجھ سا بھی ہے آزار نصیب

تجکو جس روز دیا تھا دل شاداں حق نے
مجکو اس روز ہوا تھا یہ دل زار نصیب

مجکو آتی ہے اسیران قفس پر رقت
کہ کبھو ان کو نہیں عشرت گلزار نصیب

آرزو ہے کہ ترے غم سے بیاباں میں پھروں
اور ہو آبلۂ پا کو ترے خار نصیب

جا گلے کی تو طرح اس کی نہیں اور کوئی
تیری ٹھوکر سے مگر ہو مرا بیدار نصیب

کیوں نہ ہو گرمیٔ بازار تب اس کی تاباں
جب زلیخا سا ہو یوسف کو خریدار نصیب

— * —

* (ن) ہو حیو تیرا کبھو

مت کر فغاں تو باغ میں زنہار عندلیب
صیاد ہو مبادا خبردار عندلیب

سیر چمن کو چھوڑ مرے گلبدن کو دیکھ
تو کس بلا میں ہوئی ہے* گرفتار عندلیب

آتا ہے مجھکو رحم کہ گلچیں کے ہاتھ سے
تو کھیلچتی ہے سخت ہی آزار عندلیب

بیزار باغباں کو کیا تیرے شور نے
اے کاش تو نہ کھولتی منقار عندلیب

تنہا تو ہی خراب نہیں گلرخاں کے ہاتھ
'تاباں' بھی تیری طرح سے ہے خوار عندلیب

— * —

آرزو میں مے کی میں مرتا ہوں تو جائے گلاب
چھڑکیو تربت پہ میری آکے اے ساقی شراب

چرخ نے جوں نقش پا مجکو ملایا خاک میں
دستگیری کیجیو اس وقت میں یا بو تراب

آج آیا چاہتا ہے یار شاید گھر میرے
بیقراری جی کو ہے اور دل کو میرے اضطراب

ہوں میرا کفر اور اسلام کی باتوں سے میں
ہو بلائے کعبہ ویراں یا ہو بت خانہ خراب

سن کے میرا سوز دل کہتا ہے وہ میخوار یوں
کیا کروں 'تاباں' خوش آتی ہے مجھے بوے کباب

— * —

* (ن) ہیگی -

تمہارے ہجر میں رہتا ہے ہم کو غم میاں صاحب
خدا جانے جیئں گے یا مریں گے ہم میاں صاحب

اگر بوسہ نہ دینا تھا کہا ہوتا نہیں دیتا
تم اتنی بات سے ہوتے ہو کیا برہم میاں صاحب

خطا کچھ ہم نے کی یا غیر ہے شاید تمہیں مانع
سبب کیا ہے کہ تم آتے ہو اب کچھ کم میاں صاحب

اگر تو شہرۂ آفاق ہے تو تیرے بندوں میں
ہمیں بھی جانتا ہے خوب اک عالم میاں صاحب

تمہارے عشق سے 'تاباں' ہوا ہے شہر میں رسوا
تم اُس کے حال سے اب لگ نہیں محرم میاں صاحب

—*—

مجھ پہ ہر روز جو کرتے ہو حکومت صاحب
کونسی کی ہے میرے ساتھ مروت صاحب

آئینہ لے کے تو دیکھو کہ نکل آیا خط
تسپہ بھی ناز تمہارے ہیں قیامت صاحب

میری تقصیر تو تم پہلے کرو کچھ ثابت
کیوں ہمیشہ مجھے دیتے ہو اذیت صاحب

غیر پر لطف و کرم ہم پہ توجہ بھی نہیں
واہ واہ تم کو یو نہیں چاہئے رحمت صاحب

یہ ستاتا ہے تو ایک روز میں جی دوں گا جان
آدمی میں بھی ہوں ہے مجھ میں بھی غیرت صاحب

نگہ تند سے غیروں کی طرف تم دیکھو
اپنے بندوں پہ کرو لطف و عنایت صاحب

جو جفا ہم نے سہی کوئی بھی سہتا ہے بھلا
کیا کروں ہوں میں گرفتار محبت صاحب

ہم سے بیزار اگر ہو تو لو ہم جاتے ہیں
تم ہمیشہ رہو دنیا میں سلامت صاحب

کل جو 'تاباں' کے تئیں میں نے تمہارے دیکھا
حال پر اُس کے مجھے آگئی رحمت صاحب

— ✻ —

ہو کس طرح سے آکے تیرا ہمسر آفتاب
ممکن نہیں کہ ہوسکے ہر اختر آفتاب

ہوتا ہے جلوہ گر مرا ساقی تو شرم سے
منہہ ڈھانپتا ہے ابر کی لے چادر آفتاب

طاقت کہاں کہ تاب ترے حسن کی وہ لائے
رهتا ہے کانپتا ہی سدا تھرتھر آفتاب

کیوں داغ ہو نہ سراپا تو رشک سے
دیکھا ہے تو نے کس کا رخ انور آفتاب

'تاباں' ہے سلطنت مجھے ملک جنون کی
ہر دشت پائے تخت ہے اور افسر آفتاب

— ✻ —

(ردیف ت)

ہوا ہوں اس جہاں میں دل سے تیرا آشنا حشمت
کروں میں دولت دنیا کے تئیں اب لے کے کیا حشمت

جو تیرا آشنا ہو اُس کو سیم و زر سے کیا حاجت
میں تیرے ربط کے تئیں جانتا ہوں کیمیا حشمت

نہ ہوں محتاج دنیا میں کسی شاہ و گدا کا میں
رہے لطف و کرم ایسا ہی گر مجھہ پر ترا حشمت

تری باتوں میں اپنا درد غم سب بھول جاتا ہوں
کروں کس طرح تجکو آپ سے اکدم جدا حشمت

ہے سب کو آرزو ظل ہما کی مجکو کیا پروا
قیامت تک رہے سر پر مرے سایا ترا حشمت

سخن کے بحر میں آکے مری کشتی تباہی تھی
کنارے آلگی جب سے ہوا تو نا خدا حشمت

پرستش کیوں نہ دنیا میں کریں ہم اُس کی اے 'تاباں'
ہمارا قبلہ حشمت دین حشمت رہنما حشمت

—*—

ہو روح کے تئیں جسم سے کس طرح محبت
طائر کو قفس سے بھی کہیں ہو ہے محبت

تو ظل ہما مت ہو رہے سر پہ ہمارے
تا حشر تیرا سایۂ دیوار سلامت

اطوار تیرے باعث آفات جہاں ہیں
آثار تیرے ہیں گے سب آثار قیامت

صیاد نہ اب بے پر و بالوں کو تو اب چھوڑ
پھر حسرت گل دے گی ہمیں سخت اذیت

اسباب جہاں کی تو دلا فکر نہ کر تو
حاصل نہیں کچھہ اس میں بجز رنج و مشقت

چھوڑوں گا نہ میں تجھکو ترے خط کے بھی آئے
تو تب بھی نہ ہو یار تو یہ بھی مری قسمت

'تاباں' تو سدا سیر تر اک دل کی کیا کر
اس گلشن ہستی کا نظارا ہے غنیمت

— * —

مرے قاتل کے سنمکھہ کون آسکتا ہے کیا قدرت
سوا میرے کوئی آنکھیں لڑا سکتا ہے کیا قدرت

ترے کوچے میں ظالم کون جاسکتا ہے کیا قدرت
کوئی وہاں جاکے کب جیتا پھر آسکتا ہے کیا قدرت

یہ وہ بت ہیں جنہوں نے رام عالم کو کیا اپنا
کوئی ان سے لگاکر دل چھڑا سکتا ہے کیا قدرت

تمہیں معلوم ہیں زاہد کی ساری راز کی باتیں
تمہارے روبرو شیخی جتا سکتا ہے کیا قدرت

نگہ کی تیغ کی کس کو جرات ہے کہ ٹھہراوے
ترے سنمکھہ جو عاشق ہو بچا سکتا ہے کیا قدرت

مرا بس ہو تو میں تو خط نہ آنے دوں ترے لیکن
نصیبوں کا لکھا کوئی مٹا سکتا ہے کیا قدرت

کہا 'تاباں' یقیں نے شعر کا انداز سن میرے
مقابل آج اُس کے کوئی آسکتا ہے کیا قدرت

— — —

ساقی و بادہ موسم برسات
ہوں میسر جسے ؛ ہے اوقات

ہاتھہ میں اُس کے ہاتہہ تھا ھیہات
دل مرا گم ہوا ہے ہاتھوں ہات

میری روتی گزرتی گئی ہے عمر
اُن نے ھنسکر کبھو نہ پوچھی بات

سبزۂ خط کو کیوں نہ خضر کہوں
زلف تیری ہے کوچۂ ظلمات

طرح بسمل کی یار بن 'تاباں'
میں تڑپتا رہا ہوں ساری رات

— * —

بچتا ہی نہیں ہو جسے آزار محبت
یارب نہ کوئی ہووے گرفتار محبت

کہتے ہیں مری نبض کے تئیں دیکھہ طبیباں
جینے کا نہیں آہ یہ بیمار محبت

عاشق تو بہت ہوں گے پہ کوئی مجھہ سا نہ ہو گا
دیوانہ و اندوہ کش و خوار محبت

اس پلٹ میں کھینچوگے بہت خواری وذلت
آساں نہیں اے بوالہوس کار محبت

آزاد ہوا بوجھہ سے میں دونوں جہاں کی
جب سے کہ لیا سر کے اوپر بار محبت

آگے تو بہت دھوم تھی مجنوں کے جلوں کی
اب گرم مرے دم سے ہے بازار محبت

ناصح جو ترے جی میں ہو سو مجھ سے کرا لے
کرنے کا نہیں ایک میں انکار محبت

گو جی ہی نکلتا ہو پہ معشوق سے عاشق
ہرگز نہ کرے چاہئے اقرار محبت

ہر چند چھپاوے گا یہ 'تاباں' نہ چھپیں گے
ظاہر ہیں ترے چہرے سے آثار محبت

— * —

دیکھ لو میرے یار کی صورت
ہے سراپا بہار کی صورت

خواب میں بھی نظر نہیں آتی
مجکو افسوس یار کی صورت

ایک عالم ہوا ہے سودائی
دیکھ کر زلف یار کی صورت

دیکھئے کیا تری ہوا میں ہو
میرے مشت غبار کی صورت

کٹ گیا دیکھ رنگ برگ کنول
کف پائے نگار کی صورت

دل ہے 'تاباں' کا غرق خوں تجھ بن
چشم ہے آبشار کی صورت

— * —

(ردیف ت)

گر نظر آوے کہیں وہ راہ بات
تو میں پوچھوں کیوں ہے تو مجھ سے اُچات

سرد دل ہو کیونکہ زخمی عشق کا
آب میں تروار کب کرتی ہے کات

جیب تو کیا اب کے آنے دو بہار
ٹکڑے جامے کا کروں گا پات پات

فرش پر مخمل کے جو سوتے تھے ہاے
اب میسر ان کو نہیں ہوتا ہے ٹات

کہکشاں نہیں دیکھہ میرا چاک جیب
رشک سے چڑہاتی گئی گردوں کی پھات

ایک کوڑی گرچہ پاوے شوم طمع
سر پہ رکھہ لیوے اُٹھا کر چوم چات

ہے مگر آزردہ وہ غنچہ دہن
آج تیرا دل ہے ' تاباں ' کیوں اُچات

— * —

(ردیف ث)

ظالم سے دل ہوا ہے مرا آشنا عبث
سہتا ہے اُس کے ہاے یہ جور و جفا عبث

اُن کو خدا کہیں تو نہ چھوڑیں گے کافری
ہونا ہے ان بتوں کے اوپر مبتلا عبث

اے دل سمجھ کہ کام ہے معشوق کا جفا
اُس بے وفا سے رکھہ نہ امید وفا عبث

یہاں آکے ایک دم بھی نہ راحت ہوی نصیب
پیدا جہاں میں مجھہ کو خدا نے کیا عبث

بے رحم و بے وفا و ستمگار و تند خو
'تاباں' تو جانتا تھا اُسے دل دیا عبث

— * —

(ردیف ج)

غیر کے ہاتھہ میں اُس شوخ کا داماں ہے آج
میں ہوں اور ہاتھہ مرا اور یہ گریباں ہے آج

لٹپٹی چال کھلے بال خماری انکھیاں
میں تصدق ہوں مری جان یہ کیا آن * ہے آج

کب تلک رھئیے ترے ہجر میں پابند لباس
کیجئیے ترک تعلق ھی یہ ارماں ہے آج

آئینہ کو تری صورت سے نہ ہو کیوں حیرت
در و دیوار تجھے دیکھہ کے حیراں ہے آج

آشیاں باغ میں آباد تھا کل بلبل کا
ھاے 'تاباں' یہ سبب کیا ہے کہ ویران ہے آج

— * —

در قفس کا ھاے کیوں ہوتا نہیں وا کیا علاج
تسپہ آئی فصل گل اب بلبلوں کا کیا علاج

* (ن) شان -

خاک و خوں میں وہ تڑپتا ہی پڑا مرتا نہیں
اپنے بسمل کا بتا قاتل کرے گا کیا علاج

ہم کو تم بن ایک دم اے جان جینا ہے محال
تم تو ہوتے ہو جدا لیکن ہمارا کیا علاج

فصل گل کی سن خبر مجنوں مرا بن کی طرف
خانۂ زنجیر سے جاتا ہے نکلا کیا علاج

اب علاج اُس کے سے عاجز ہوگئے ہیں سب طبیب
ہاتھہ سے جاتا ہے 'تاباں' مفت اُس کا کیا علاج

— * —

جامہ زیبوں میں سجیلی ہے مرے یار کی سج
تنگ چولی کی سج اور پھینٹۂ بلدار کی سج

شرم سے سرو تہکت * ہوکے زمیں میں گڑ جاے
باغ میں گرچہ وہ دیکھے تری رفتار کی سج

پان کھاتا ہوا آتا ہے ادا سے جس وقت
قتل کرتی ہے اک عالم کو یہ خونخوار کی سج

مل گئی خاک میں یک لخت شعاع خورشید
دیکھہ کر سر پہ ترے طرۂ زر تار کی سج

کھینچ تلوار ڈراتا ہے مجھے اے 'تاباں'
بھولتی نہیں ہے میرے دل سے ستمگار کی سج

— ○ —

* (ن) تیری خجل -
* (ن) کل ہم نے خوب سیر جہاں کی چمن کے بیچ

(ردیف چ)

کی ہم نے سیر خوب جہاں کے چمن کے بیچ *
پائی نہ بو وفا کی کسی گلبدن کے بیچ

مدت ہوئی کہ قتل ہوئے تھے پر اب تلک
آتی ہے بو لہو کی ہمارے کفن کے بیچ

گل سینہ چاک، سرو ہے گلشن میں سبز پوش †
ماتم ہے عندلیب کا شاید چمن کے بیچ

خسرو کے پاس چھوڑ کے شیریں کو مر گیا
غیرت یہی تھی عشق کی کیا کوہکن کے بیچ

دیکھا نہ تجکو سیر کیا قتل تونے ہائے
حسرت چمن میں تھی سو رہی من کی من کے بیچ

اُس شعلہ خو کو غیر کی محفل میں دیکھ کر
مانند شمع آگ لگی جان و تن کے بیچ

ھلستا ہے گل چمن میں تو نالاں ہے عندلیب
دو دل خوشی نہ دیکھے کبھی اس چمن کے بیچ

'تاباں' کسی سے عشق ہمارا چھپا نہیں
آتی ہے بوے درد ہمارے سخن کے بیچ ‡

— * —

گر فصل گل میں ہم نہ گئے گلستان کے بیچ
پھر کیا کرینگے جاکے چمن میں خزاں کے بیچ

---

* (ن) کل ہم نے خوب سیر جہاں کی چمن کے بیچ - † (ن) سر بلا جیب -
‡ (ن) بو مشک کی چھپی ہے کہاں بوی ختن کے بیچ -

صیاد نے قفس میں کیا بند اُن کو آج
کل بلبلیں جو باغ میں تھیں آشیاں کے بیچ

تارے نہ جانیو کہ مرے تیر آہ سے
سوراخ ہوگئے ہیں یہ سب آسماں کے بیچ

ہنستا ہے گل چمن میں تو نالاں ہے عندلیب
دو دل خوشی نہ دیکھے کبھی اس جہاں کے بیچ

'تاباں' میرے صنم کو خدا کا بھی ڈر نہیں
بے رحم و سنگ دل ہے وہ کافر بتاں کے بیچ

— * —

یہ جو ہیں اهل ریا آج فقیروں کے بیچ
کل گلیں گے جُتّا ان ہی کو پیروں کے بیچ

میں بھی اس زلف کا قیدی ہوں خدا حافظ ہے
کوئی جیتا نہ بچا جس کے اسیروں کے بیچ

ذکریا سے نہیں آپ کو گنتا کچھہ کم
ذکر ارہ جسے آتا ہے فقیروں کے بیچ

شیخ دل میں کرے ہے نذر کے پیسوں کا حساب
نام کو نقش یہ لکھتا ہے لکیروں کے بیچ

اشک میرے نے ڈبایا ہے تمام عالم کو
رہ گئے ہیں گے کچھہ اک لوگ جزیروں کے بیچ

دیکھہ کر ان کے تئیں شاہ بھی مردی پکڑے
ہو شجاعت کا اگر جز و امیروں کے بیچ

اس کی مژگاں کے مقابل تو نہ ہونا تاباں
دل ترا مفت میں چھن جائے گا تیروں کے بیچ

— * —

(ردیف ح)

دیکھ اس کو خواب میں جب آنکھ کھل جاتی ہے صبح
کیا کہوں میں کیا قیامت مجھ پہ تب لاتی ہے صبح

شمع جب مجلس سے مہ رووں کی لیتی ہے اُٹھائے
کیا کہوں کیا کیا سمیں اس وقت دکھلاتی ہے صبح

جس کا گورا رنگ ہو وہ رات کو کہلتا* ہے خوب
روشنائی شمع کی پھیکی نظر آتی ہے صبح

پاس تو سوتا ہے چنچل پر گلے لگتا نہیں
منتیں کرتے ہی ساری رات ہو جاتی ہے صبح

نیند سے اُٹھتا ہے تاباں جب مرا خورشید رو
دیکھ اس کے منہ کے تئیں شرمائے چھپ جاتی ہے صبح

— * —

نمکیں حرف ہے مرا یہ فصیح ذال شیئی من الدائم ملیح
وقنا ربنا عذاب النار شمع کی ہے ہمیشہ یہ تسبیح
لمن الماء کل شیئی حی شرب مے سے ہوا ہے مجکو صحیح
مثلہٗ لیس واحدٌ ثرا ماہ کنعاں بھی تھا اگرچہ فصیح

*(ن) لگتا۔

جی میں آوے سو کہہ تو 'تاباں' کو
لیس من فیک شتمنا بقبیح

— ⁂ —

ابرو ترے نے مجھ پہ کیا وار بے طرح
دل میں مرے لگی ہے یہ تروار بے طرح

ڈرتا ہوں جوں چنار مبادا میں جل اٹھوں
نکلے ہے دل سے آہ شرر بار بے طرح

ممکن نہیں کہ عشق کے ہاتھوں سے جی بچے
پیدا ہوا ہے مجھکو یہ آزار بے طرح

عالم تمہارے پیچ میں آوے گا آج جان
تم نے سجا ہے پھینٹہ بلدار بے طرح

پگڑی کو بیچ اس کی پئے گا شراب آج
زاہد کی فکر میں ہے وہ میخوار بے طرح

کیا جانئے کہ آج کس عاشق کی ہے اجل
کیفی ہوا ہے آج مرا یار بے طرح

ممکن نہیں قفس سے خزاں تک بھی یہ چھٹے *
بلبل ہوئی ہے اب کے گرفتار بے طرح

غارتگری کو ہاے ترے ملک حسن کی
ہے فوج خط کی گرد نمودار بے طرح

*(ن) کہ گل تک پہنچ سکے -

'تاباں' بتا کہ یار کو کیوں کر مناٹیے
اب کے ہوا ہے مجھ سے وہ بیزار بے طرح

— : —

پھر بہار آتی ہے جی ڈرتا ہے میرا بے طرح
ہر طرف شور جنوں ہووے گا برپا بے طرح

فصل گل آنے تئیں معلوم نہیں ہوتا ہے کیا
ہے مجھے یارو ابھی سے جوش سودا بے طرح

دیکھئے طوفان کیا ہو اس تدور چشم سے
آج میرے اشک کا امڈا ہے دریا بے طرح

عاشقاں کی صف میں اب کوئی دم کو ہوئے قتل عام
تیغ ابرو سے تو کرتا ہے اشارا بے طرح

سن یقیں کے مصرعۂ رنگیں کو تاباں جی اتہا
پھر مروج ہو چلا دین مسیحا بے طرح

— ❊ —

یار روٹھا ہے مرا اس کو مناؤں کس طرح
منتیں کر پاؤں پڑ اس کے لیاؤں کس طرح

جب تلک تم کو نہ دیکھوں تب تلک بے چین ہوں
میں تمہارے پاس ہر ساعت نہ آؤں کس طرح

دل دھڑکتا ہے مبادا اُٹھہ کے دیوے گالیاں
یار سوتا ہے مرا اس کو جگاؤں کس طرح

بلبلوں کے حال پر آتا ہے مجکو رحم آج
دام سے صیاد کے ان کو چھڑاؤں کس طرح

یار بانکا ہے مرا چھٹ تیغ نہیں کرتا ہے بات
اس سے اے تاباں میں اپنا جی بچاؤں کس طرح

— * —

کس سے پوچھوں ہائے میں اس دل کے سمجھانے کی طرح
ساتھ طفلاں کے لگا پھرتا ہے دیوانے کی طرح

یار کے پاؤں پہ سر رکھ جی کو اپنے دیجئے
اس سے بہتر اور نہیں ہوتی ہے * مرجانے کی طرح

کب پلاوے گا تو اے ساقی مجھے جام شراب
جاں بلب ہوں آرزو میں مے کی پیمانے کی طرح

مست آتا ہے پئے مے آج وہ قاتل مرا
کچھ نظر آتی ہے مجھ کو اپنے جی جانے کی طرح

شمع رو کے گرد پھرتی ہیں سدا قربان ہو
چشم میری پر لگا مژگاں کے پروانے کی طرح

باغ میں گل نے کیا اپنے تئیں لوہو لہان
دیکھ اس غنچہ دہن کے پان کے کھانے کی طرح

فصل گل آئی ہے تاباں گھر میں کیا بیٹھا ہے یوں †
کر گریباں چاک جا صحرا میں دیوانے کی طرح

— ◦ —

دیکھ بر میں گلبدن کے جامۂ رنگیں کی طرح
اس کے دامن سے لگا پھرتا ہوں میں گلچیں کی طرح

میں خطا کی جو کہا سنبل کو یہ مشک ختن
دیکھ کر اے ملہون اس طرۂ مشکیں کی طرح

---

*(ن) ہووے گی - †(ن) تو -

کیونکہ چھوڑوں غم سے اس کے سر طرح فرہاد کی
یار میرا اور کا ہوجاے گا شیریں کی طرح

باز نہیں آتا تھا یہ ابتو دبوچا شوخ نے
پنجۂ مژگاں سے میرے دل کے تئیں شاہیں کی طرح

مل بتاں سے کھو کے ایماں دل سے بھولا ہوں خدا
کوئی کافر بھی نہ ہوگا مجھہ سے بد آئیں کی طرح

تک رہا ہے یہ کوئی سونے کی چڑیا آ پھنسے
دام سبحہ لے کے زاہد گربۂ مسکیں کی طرح

ہاتھہ سے تاباں یکایک دل مرا جاتا رہا
دیکھہ کر اس سیمتن کی ساعد سیمیں کی طرح

—*—

میرا سینہ ہے ترے ہجر میں مجمر کی طرح
تسمیں رکھتا ہوں دل خستہ میں اخگر کی طرح

روشنی صبح بنا گوش کی ہے ملہہ سے زیاد
در کا موتی ہے ترے کان میں اختر کی طرح

روز آ سر کو مرے پانو سے ٹھکراتا تھا
بھولتی نہیں ہے مرے دل سے ستمگر کی طرح

مرد کہتے ہیں اُسی مرد کو سب اہل تمیز
جو کرے زیست کو دنیا میں قلندر کی طرح

یار گر میری طرف پانو رکھے اے 'تاباں'
کفش کو اُس کے رکھوں سر پہ میں افسر کی طرح

—*—

کیا کہوں غم میں تیرے دن کے گزرنے کی طرح
اور ہر رات تری یاد میں مرنے کی طرح

جو کہ عاشق ہو میں کہتا ہوں اُسے لیوے سیکھہ
شمع سے جلنے کی پروانے سے مرنے کی طرح

جان جاتی ہے مری جان کو کوئی لے آوے
اس سوا اور نہیں جیو کے بچنے کی طرح

قطب میں سیر ترے ساتھہ جو کی تھی کر یاد
اشک جاری نہیں مرے چشم سے جھرنے کی طرح

اب تلک دل سے نہیں بھولتی ہے اے تاباں
ساتھہ سوتے مرے اس شوخ کے ڈرنے کی طرح

— ٭ —

جاں بلب ہیں غم میں تیرے ساغر و صہبا کی طرح
اشک جاری ہیں ہماری چشم سے مینا کی طرح

غیر غم ہم نے کبھو راحت نہ دیکھی دھر میں
نام ہی سنتے رہے ہیں عیش کا عنقا کی طرح

باد سے جنبش نہیں ہے سرو کو ہے کانپتا
دیکھہ کر اے شوخ تیرے قامت رعنا کی طرح

رشک سے گل نے کیا ہے چاک اپنا پیرھن
دیکھہ میرے گلبدن کے جامۂ زیبا کی طرح

آبرو، یکرنگ، ناجی، احسن اللہ اور ولی
ریختہ کہتے نہ تھے 'تاباں' مرے سودا کی طرح

— ٭ —

چشم ہیں اُس گلبدن کی نرگسستاں کی طرح
گل سے گالوں پر ہیں زلفیں سنبلستاں کی طرح

سب مرا دیوان ہے ان گلرخاں کے وصف میں
چاہئے مشہور ہو یہ بھی گلستاں کی طرح

جھوٹ کہتا ہے یہ واعظ کب ہے جنت میں بہار
ایک گل بھی وہاں نہیں یہاں کے گلستاں کی طرح

ہائے کیا کیا خوبرو آگے تھے میرے ہم سبق
یاد آتی ہے مجھے اپنی دبستاں کی طرح

میں تو اُس کے دیکھتے ہی دل سے پروانہ ہوا
یار ہے 'تاباں' مرا شمع شبستاں کی طرح

— * —

بلبل کی آہ گرم کے دیکھو اثر کی طرح
نکلے ہے شاخ گل سے ہر اک گل شرر کی طرح

گر وا کرے تو بند قبا شب کو غیر پاس
ہو چاک غم سے سینۂ عاشق سحر کی طرح

تیرے دہن کی فکر میں از بس ہوا تھا غرق
معدوم ہو گیا ہوں میں تیری کمر کی طرح

دہشت سے ہونٹ سوکھ گئے ہیں محیط کے
دیکھی ہے جب سے اُن نے مرے چشم تر کی طرح

ہو گئے خراب گھر سے نکل طفل اشک ہائے
رکھتے تھے ورنہ آب یہ 'تاباں' گہر کی طرح

— * —

چاک کرتا ہوں گریباں اپنا میں گل کی طرح
یاد جب آتی ہے مجھکو تنگ پوشاں کی طرح

کوئی سجیلا اب تلک بھی ساجتا * دیکھا نہیں
تنگ پوشی میں بھی سارے خوبرویاں کی طرح

زیب اور پوشاک بن کہتے ہیں جس کے دل میں چھپ
سب پری رویاں میں ہے ایسی سلیماں کی طرح

ابر میں چھپ جاے جھمکے دیکھتے ہی آفتاب
دیکھی ہے 'تاباں' کبھی ان ماہ رویاں کی طرح

— ❊ —

(ردیف خ)

کیا قتل اُن نے کرکے پیرہن سرخ
ہمارا کیجیو یارو کفن سرخ

زباں ہوتی ہے اُس کے وصف میں لال
کہ جس کا رنگ پان سے ہے دہن سرخ

بہا انکھیوں سے یہاں تک خون دل ہاے
کہ میرا ہوگیا ہے پیرہن سرخ

نظر آتی نہیں یہ گل ہوا ہے
ہمارے اشک خونیں سے چمن سرخ

اگائیں باغ میں لالہ زمیں سے
ہوا خون شہیداں سے چمن سرخ

* (ن) بے ساختہ -

بہار آئی ہے 'تاباں' دیکھہ چل کر
ہوا ہے ہر طرف ٹیسو سے بن سرخ

— * —

* تجکوں غرض نہیں ہے کسو آشنا سے شوخ
کوئی مرو یا کوئی جیو تجہ بلا سے شوخ

معلوم اب ہو تجہ کو مرے دل کا حال سب
تیرا بھی دل لگے جو کسی بے وفا سے شوخ

آتا ہے جی میں میں کہ † کروں اب وفا کو ترک
یہاں تک خفا ہوا ہوں میں تیری جفا سے شوخ

کرتا ہے تو جو قتل ہر عاشق کو بے گنہ
ڈرتا ہے کچھہ بھی دل میں تو اپنے خدا سے شوخ

مجھہ پر بھی تیغ کھینچ اوسی طرح سے تو آ
'تاباں' کو تونے قتل کیا جس ادا سے شوخ

— * —

(ردیف د)

نہ کر ان عندلیبوں پر تو بیداد
خدا سے ڈر ارے بے رحم صیاد

نہ ہوں گے ہم سے دیوانے وہ ہرگز
یہ باتیں ہیں کہ تھے مجنوں و فرہاد

ملوں ہوں خاک جوں آئینہ منہ پر
تری صورت مجھے آتی ہے جب یاد

* یہ غزل نسخۂ مدراس میں زائد ہے۔ † (ن) بھی۔

پر پریوں کے دامن تک نہ پہنچی
گئی آخر یہ مشت خاک بر باد

ہوا شاگرد تب حشمت کا 'تاباں'
نہ پایا اُس سا کوئی جب اور استاد

— * —

بتاں کے عشق سے میں کیوں نہ ہوں شاد
کہ اُن کو دیکھ آتا ہے خدا یاد

ہوا ہے ہائے بن مجنوں کے ویراں
کرے اب کون اس صحرا کو آباد

ہوں جب سے میں اُس سرو قد سے
ہوا ہوں دین اور دنیا سے آزاد

مرا جو دیکھتا ہے عشق میں حال
کوئی کہتا ہے مجنوں کوئی فرہاد

نہیں دیتا وہ ظالم داد 'تاباں'
کروں میں ہائے کب تک شور و فریاد

— * —

تو دے ان بلبلوں کی داد صیاد
قفس سے کر انہیں آزاد صیاد

ہمارا آشیاں مدت سے ہے یہاں
نہ دے اس کے تئیں برباد صیاد

بہار آئی ہمیں تو بھی نہ چھوڑا *
کریں گے کیا تجھے ہم یاد صیاد

* (ن) اب چھوڑ تو بھی۔

کیا ویراں ہمارے آشیاں کو
قفس اپنا کیا آباد صیاد

بڑا احسان ہوتا اس کا تاباں
جو دیتا بلبلوں کی داد صیاد

— * —

(ردیف ڈ)

آگے جو اپنے حسن کا حد تجکو تھا گھمنڈ
نکلے سے خط کے اب وہ ترا کیا ہوا گھمنڈ

پیدا نہیں ہوا ہے کوئی تجھ سا اب تلک
صورت پہ اپنی تیرے تئیں ہے بجا گھمنڈ

پڑھتا ہے دیکھ آیت أنا تو بسورۃ

... ...

آگے تو اپنے حسن پہ مغرور تھا ہی تو
اب چاہلے سے میرے ہے دونا ترا گھمنڈ

تاباں جہاں کسی نے کہا ایک شعر بھی
ہوتا ہے اپنے دل میں اس احمق کو کیا گھمنڈ

— * —

(ردیف ذ)

لکھوں اس گلبدن کو کیونکہ اپنی جان کا کاغذ
دماغ اس کو کہاں ہے جو پڑھیگا وہ مرا کاغذ

تجھے پرزے پہ دل کے حال لکھہ دیتا ہوں اے قاصد
وہ پوچھے کیوں لکھا اس پر تو تو کہیو نہ تھا کاغذ

منشط سادہ رویوں ... ... ہو کیونکر
کہ ہو جاتا ہے آخر کے تئیں ردی لکھا کاغذ

لکھونگا وصف اے گلرو تری مخمور آنکھوں کا
قلم نرگس کی ڈنڈی کر اور اس کے برگ کا کاغذ

حقیقت اپنی لکھتا تھا میں اس بے رحم کو تاباں
کہ میرے اشک کے پانی سے سارا تر ہوا کاغذ

— * —

ہجر میں ساقی کے یارو جب کبھی آتا ہے ابر
تب ہمارے سر پہ کیا روز سیہ لاتا ہے ابر

رات دن آنسو مرے جاری ہیں تک تھمتے نہیں
دیکھہ میرے اشک کے باراں کو شرماتا ہے ابر

ہم نے رو رو بحر و بر یکساں کیا اس شوخ بن
اس ہماری شدت باراں کو کب پاتا ہے ابر

جی ترستا ہے مجھے ساقی نہیں دیتا شراب
ہائے میرا بس نہیں کیا منت میں جاتا ہے ابر

اشک کو میرے پہنچ سکتا نہیں طوفان نوح
تو عبث اپنا برسنا ہم کو دکھلاتا ہے ابر

بال اپنے کھولتا ہے جب تو اے خورشید رو
چاند سے رخ پر ترے اس وقت آجاتا ہے ابر

ماهرو آتا نهیں میرا نه هیں اسباب عیش
موسم باراں میں تاباں کب مجھے بھاتا ھے ابر

— * —

اب جو نہیں آتے ھو دل اوروں سے جوڑا ھے مگر
رشتۂ الفت کو تم نے ھم سے توڑا ھے مگر

بے سبب نہیں تلدی ہو گل میں اکثر* باغ میں
میرے گلرو نے عرق مٹہہ سے نچوڑا ھے مگر

تم جو ملتے هو جلانے کو مرے غیروں سے جا
غم جدائی کا تمہاری مجکو تھوڑا ھے مگر

منتشر هیں ریزۂ مینا ترے کوچه میں آج
شیشۂ دل کو کسی کے تو نے توڑا ھے مگر

ھے جو مانند زرہ بکتر مشبک آسماں
اس کو میری آہ کے تیروں نے توڑا ھے مگر

کھینچتا ھے کیوں تو ایذا میرے مرنے کے لیے
مجھه میں کچھه باقی جفا تیری نے چھوڑا ھے مگر

اس قدر بے نور کیوں ھے مٹہہ ترا اے ماهرو
ان دنوں تاباں سے تو نے ربط چھوڑا ھے مگر

— * —

گھٹا امڈی ھے اے ساقی کرم کر
پلا اس وقت مجکو آکے ساغر

* (ن) گویا † (ن) امڈی

میں اپنے قتل کو راضی ہوں ظالم
جو ہے اس میں رضا تیری تو بہتر

سر اپنا ان نے چیرا عاشقی میں
کوئی فرہاد سے ہو کیونکہ سر بر *

مجھے ملتے ہی ظالم نے کیا ذبح
عجب جلدی کری † اللہ اکبر

سب اس کے ہاتھہ سے نالاں ہے تاباں
مرا ظالم قیامت ہے ستمگر

— * —

لے میری خبر چشم مرے یار کی کیونکر
بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر

منصور کو ہوتی نہ اگر دار سی * سیڑھی
تو راہ وہ پاتا ترے دیدار کی کیونکر

ناصح مرے قاتل کو بلاتا ہی نہیں تو
یوں تجھہ سے ہو مرہم دل افگار کی کیونکر

خورشید بھی کانپے ہے تجھے دیکھہ کے تھر تھر
ہو تاب کسی کو ترے دیدار کی کیونکر

دن تو تجھے جاتا ہے تڑپتے مرے تاباں
سچ کہہ کہ حقیقت ہے شب تار کی کیونکر

— * —

* (ن) ہم سر † (ن) عجب بے رحم تھا ‡ (ن) کی

عزیزاں ستمگر نہ آیا مرے گھر
نہ آیا میرے گھر* عزیزاں ستمگر

محبت تو مت کر دل اس بیوفا سے
دل اس بے وفا سے محبت تو مت کر

لگا دل میں خنجر تمہاری نگہہ کا
تمہاری نگہہ کا لگا دل میں خنجر

ہوا کیوں مکدر تو اے آئینہ رو
تو اے آئینہ رو ہوا کیوں مکدر

وہ ایذا مقرر تجھے دے گا تاباں
تجھے دے گا تاباں وہ ایذا مقرر

—*—

کہاں تک کروں ہجر میں اس کے صبر
مجھے زندگی یار بن ہو ہے† جبر

اگر تک میں روؤں تو دریا بہیں
کہ رک رہی ہے چھاتی مری مثل ابر

جو عاشق مرے عشق کی راہ میں
کرو کوچۂ یار میں اس کی قبر

یہ صیاد کب چھوڑتا ہے تمہیں
کرو بلبلو جان کو اس کی صبر‡

بتاں کی پرستش کو تاباں نہ چھوڑ
کوئی تجکو ترسا کہو کوئی گبر

*(ن) میرے گھر نہ آیا - †(ن) ہوئی ہے - ‡(ن) نذر

اگر مرجائیں گے اس شعلہ رو کے غم میں ہم جل کر
بہت پچھتائے گا تب حیف کیا کیا ہاتھ مل مل کر

نہ ہوں میں کس طرح سے ہوش اپنا کھو کے دیوانا
کہ آتے ہی نظر دل کو پریرو لے گیا چھل کر

ہوا ہے ان دنوں جو شہرۂ آفاق دنیا* میں
ہمارے جی میں ہے دیکھیں کبھی اس شوخ کو چل کر

یہ کیا بیداد اس ظالم نے کی ہیہات اے ظالم
ملایا خاک میں دل کو مرے پاؤں تلے مل کر

جھمک† خورشید رو کے رنگ کی کب ہو سکے تاباں
مصور گر لکھے تصویر سورج‡ کے تئیں حل کر

— * —

پھرتا ہوں درد عشق سے روتا میں در بدر
عالم میں میرا حال ہے مشہور گھر بہ گھر

لے دین و دل مرا تو مکرتا ہے کیوں صنم
اتنا بھی جھوٹ کن نے بدا ہے خدا سے ڈر

اب تک تو رحم دل میں نہیں سنگدل کے ہائے
کیا جانئے کہ آہ مری کب کرے اثر

جو مے پئے مدام اسے ہو ہے کیف کم
ساقی مجھے شراب پلاتے نہ جی میں ڈر

عاشق ہوا جو تجھ پہ لیا تو نے اس کا جی
ظالم میں تیرے ظلم سے کرتا ہوں الحذر

*(ن) خوباں - †(ن) چمک - ‡(ن) سورج -

آنکھوں میں آرہا ہے مرا تن سے جی نکل
اے جان آکہ دیکھہ لوں تجکو میں پھر نظر

عالم میں تیرے عشق سے تاباں ہوا خراب
کیا تجکو اس کے حال کی اب تک نہیں خبر

— * —

† ہرگز نہ جا کے کریے کسی گلستاں کی سیر
گر عقل ہو تو کیجئے اِن گل رخاں کی سیر

مت رکھہ امید یہ کہ کروں گا جہاں کی سیر
اے بے خبر سمجھہ تو غنیمت جہاں کی سیر

یارب قفس میں گل کو ترستے ہیں ہم اسیر
اور ہم صفیر کرتے ہیں اب گلستاں کی سیر

دست عدم میں پارۂ دیوانگی ہے ہائے
تجھہ بن مجھے بتا کہ کروں میں کہاں کی سیر

رونے سے آج تک مجھے فرصت نہیں ہوئی
کل عندلیب کی تھی میرے آشیاں کی سیر

گر شاعر آسماں ہیں زمین غزل نے سب
تاباں کو فکر شعر میں ہے آسماں کی سیر

— * —

[ردیف ڑ]

رویا نہ ہوں جہاں میں گریباں کو اپنے پھاڑ
ایسا نہ کوئی دشت ہے ظالم نہ کوئی اجاڑ

---

*(ن) تقریر - † یہ غزل نسخۂ مدراس میں زاید ہے -

آتا ہے محتسب پئے تعزیر* مے کشو
پگڑی کو اس کی پھینک دو ڈاڑھی کو لو اکھاڑ

ثابت تھا جب تلک یہ گریباں خفا تھا میں
کرتے ہی چاک کھل گئے چھاتی کے سب کواڑ

میرے غبار نے تو تیرے دل میں کی ہے جا
گو میری مشت خاک سے دامن کے تئیں تو جھاڑ

تاباں زبس ہوائے جنوں سر میں ہے مرے
اب میں ہوں اور دشت ہے یہ سر ہے اور پہاڑ

— * —

(ردیف ز)

کسی گل میں نہیں پانے کی تو بوے وفا ہرگز
عبث اپنا دل اے بلبل چمن میں مت لگا ہرگز

طبیبوں سے علاج عشق ہوتا ہے نپٹ مشکل
ہمارے درد کی اُن سے نہیں ہونے† کی دوا ہرگز

تجا گھر ایک اور سارے بیاباں کا ہوا وارث
کوئی مجنوں سا عیارا نہ ہوگا دوسرا ہرگز

بہار آئی ہے کیونکر عندلیبیں باغ میں جاویں
قفس کے در کے تئیں کرتا نہیں صیاد وا ہرگز

نہ تھے عاشق کسی بیداد پر ہم جب تلک تاباں
ہمارے دل کے تئیں کچھ درد و غم تب تک نہ تھا ہرگز

— * —

*(ن) تقریر۔ †(ن) نہ ہوے گی۔

صرف ہے چاک کلالاں میں مری خاک ہنوز
ہے نصیبوں میں مرے گردش افلاک ہنوز

گل زمیں سے جو نکلتے ہیں برنگ شعلہ
کون دل سوختہ جلتا ہے تہ خاک ہنوز

کیوں مری خاک پہ آ پھر مجھے بے چین کیا
میں تو رکھتا تھا گریبان کفن چاک ہنوز

خاک زیریں قدم * ان کے سے بلایا تھا مجھے
تب تو پامال بتاں ہیگی مری خاک ہنوز

دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تاباں
کیا مرے ہجر میں جیتا ہے وہ غمناک ہنوز

— * —

مرگ کے سے تو نہیں میرے کچھ آثار ہنوز
رحم کر رحم کہ جیتا ہے یہ بیمار ہنوز

کوئی پیدا نہ ہوا قاتل و کنار ہنوز
ہر سر و ہی میں مالا سی ہے زنار ہنوز

فصل گل آن کے جاتی بھی رہی گلشن سے
ہم رہے دام میں ظالم کے گرفتار ہنوز

مر گئے سے بھی میسر نہ ہوئی صبح وصال
گور میں بھی تھی وہی میری شب تار ہنوز

ایک دن سچ کہیں دیکھی تھی ترے جامے کی
چاک کرتا ہوں گریباں کو میں شرتار ہنوز

* (زیر قدم) زیر قدم -

بعد مرنے کے بھی عاشق کی کھلی ہیں آنکھیں
رہ گئی آہ اسے حسرت دیدار ہنوز

سوجھتے ہیں مجھے دن اپنی سیہ بختی کے
گرد خط کو کہ نہیں تیرے نمودار ہنوز

گھر کے گھر خاک میں مل گئے ہیں فلک کے ہاتھوں
پر نہیں اس کی خرابی کے کچھ آثار ہنوز

کوئی دیندار ہوا کوئی مسلماں تاباں
ایک میں ہوں کہ رہا بت کا پرستار ہنوز

— * —

(ردیف س)

مر گیا جان ترے ہجر میں ہو کر مایوس
رہ گئی دل میں مرے وصل کی حسرت افسوس

کر کے لوگوں سے حیا پردۂ فانوس میں شمع
اس طرح رہتی ہے جس طرح سے گھونگھٹ میں عروس

کیوں نہ اس غم سے مرے جل کے کہو پروانہ
شمع کے حسن کا سر پوش ہے یارو فانوس

دل مرا بسکہ ہے لبیک حرم سے بیزار*
جا کے بتخانہ میں سنتا ہے صدائے ناقوس

صحبت شیخ میں تو رات کو جایا مت کر
وہ سکھا دے گا تجھے جان نماز معکوس

* (ن) آزاد ۔

داغ ہے ہاتھہ سے نادر کے مرا دل تاباں
نہیں مقدور کہ جا چھین لوں تخت طاؤس

— * —

یہاں تلک کے ہے ترے ہجر میں فریاد کہ بس
نہ ہوا تو بھی کبھی ہاے یہ ارشاد کہ بس

ایک * بلبل بھی چمن میں نہ رہی اب کی فصل ؛
ظلم ایسا ہی کیا تو نے اے صیاد کہ بس

بیستوں کھود کے سر پھوڑ دیا جی اپنا
کام ایسا ہی ہوا تجھہ سے اے فرہاد کہ بس

دل کی حسرت نہ رہی دل میں مرے کچھہ باقی
ایک ہی تیغ لگا ایسی اے جلاد کہ بس

عشق میں اس کے بگھولے کی طرح اے تاباں
خاک اپنی کو دیا یہاں تئیں برباد کہ بس

— * —

کھوتا ہی نہیں ہے ہوس مطعم و ملبس †
یہ نفس ہوسناک و بد آموز و مہوس

بے شبہ تری ذات خداوند خلائق
اعلیٰ ہے تعالیٰ ہے معلیٰ ہے مقدس

وہ کام تو کر جس سے تری گور ہو گلزار
کیا خانۂ دیوار کو کرتا ہے مترنس

* (ن) دیکھہ † (ن) سال ‡ (ن) ہوتا ہے غریق ہوس الخ -

مدفن کے تئیں آگے ہی منعم نہ بنا رکھ
کیا جانئیے وہاں دفن ہو یا کھائے گا کرگس

ہے وصل ترا جنت و دوزخ ہی جدا ہے
جانے ہے کب اس باب کے تئیں ہر کس و ناکس

تصویر ترے پنجۂ سیمیں کی طلا سے
دیوان میں ہے میرے لکھی جائے مخمس

کھلنے کو مرے دل کے سن اے گلشن خوبی
گر ہے تو ترے کو ہے یہ فردوس یہ مردس

سن سن کے ترا شور وہ بیزار ہوا اور
نالے کا اثر تیرے دلا دیکھ لیا بس

اس جبہ و عمامہ سے رندوں میں نہ آو
رسوا نہ کرو شیخ جیو یہ شکل مقدس

مانند کماں خم نہ کروں قد کو طمع سے
گردش میں رکھے گو مجھے یہ چرخ مقوس

ہر رات ہے عاشق کو ترے روز قیامت
ہر روز جدائی میں اُسے ہو ہے حندس

'تاباں' یہ غزل اہل شعوروں کے لئے ہے
احمق نہ کوئی سمجھے تو جانے مرا ڈھلتس *

— * —

* (ن) یہ میرا بس ـ

(ردیف ش)

تو مل اُس سے ہو جس سے دل ترا خوش
بلا سے تیری میں ناخوش ہوں یا خوش

خوشی تیری جسے ہردم ہو درکار
کوئی اُس سے نہیں ہوتا ہے ناخوش

کوئی اب کے زمانہ میں نہ * ہوگا
الٰہی آشنا سے آشنا خوش

فلک کے ہاتھہ سے اے خالق خلق
کوئی نہیں آکے دنیا میں رہا خوش

ترا سایہ ہو جس پر اُس کو ہرگز
نہ آوے سایۂ بال ہما خوش

قفس میں آہ حد ایذا ہے ہم کو
نہ آتی کاش گلشن کی ہوا خوش

اگر لاوے تو بو اُس گلبدن کی
تو ہوں تجھہ سے نہایت اے صبا خوش

کیا قتل اُن نے مجھکو غیر سے مل
ہوا دشمن جدا خوش وہ جدا خوش

نصیحت کی تھی اُن نے میکشوں کو
بہت مستوں نے زاہد کو کیا خوش

موے آتش میں جل پروانہ و شمع
محبت سے میں اُن کی حد ہوا خوش

* (ن) بھی -

کیا چاک اے جنوں ترا بھلا ہو
کبھو میں اس گریباں سے نہ تھا خوش

گیا تھا سیر کو لے ساقی و مے
نہ آئی باغ کی آب و ہوا خوش

کہا قاتل نے بسمل کو مرے دیکھ
مجھے لگتا ہے اُس کا لوٹنا خوش

سنے کیونکر وہ لبیک حرم کو
جسے ناقوس کی آئے صدا خوش

ستانا بے دلوں کے دل کو ہردم
تمہیں اے دلبرو آتا ہے کیا خوش

سمور و قاقم وسنجاب ہے پشم
مجھے آتا ہے ٹوٹا بوریا خوش

صنم کے پاس سے قاصد پھرا ہے
خدا جانے کہ میں ناخوش ہوں یا خوش

کوئی خوش ہوے خوباں کی وفا سے
مجھے تو ان کی آتی ہے جفا خوش

نہ چھوڑوں گا کبھی میں بت پرستی
نہ ہو گو مجھ سے اے ' تاباں ' خدا خوش

— * —

لگی ہے عشق کی یوں میرے تن کے تئیں آتش
کہ جیسے گرمی میں لگتی ہے بن کے تئیں آتش

مرے گا عشق میں جو جل کے شعلہ رویوں کے
لگے گی قبر میں اُس کے کفن کے تئیں آتش

گیا جو غیر کی محفل میں یار سن کے لگی
مثال شمع مری جان و تن کے تئیں آتش

ہوا ہے ایسا گلوں کا وفور اب کے سال
کہ لگ رہی ہے یہ گویا چمن کے تئیں آتش

سنا ہے جب سے مرے سوز دل کو اے 'تاباں'
لگی ہے شمع کے تب سے بدن کے تئیں آتش

— * —

تیری مخمور چشم اے مے نوش
جن نے دیکھی سو ہوگیا خاموش

کئی فاقوں میں عید آئی ہے
آج تو ہو تو جان ہم آغوش

اپنے تئیں سر پہ ہاتھہ جو نہ رکھے
اُس کے سر پر نہ مارئے پاپوش

عشق میں میں ترے ہوا مجنوں
کس کو ہے عقل اور کہاں ہے ہوش

پالکی بھی مجھے خدا نے دی
توبھی 'تاباں' رہا میں خانہ بدوش

— * —

عشق میں دل سے جو اٹھتے ہیں شرار آتش
عاشقوں پاس ہے گلزار بہار آتش

کوہکن تھا اثر آہ قیامت تیرا
دل ہر سنگ میں اب تک ہے شرار آتش

حلقۂ زلف میں رخسار کو دیکھو اُس کے
رات کو زور ہی ہوتی ہے بہار آتش

آدمی عشق میں کس طرح نہ ہوجاے گداز*
جز جلانے کے ہے کچھ اور بھی کار آتش

سخت دل میں بھی اثر عشق کا دیکھا 'تاباں'
دیکھ آہن سے نکلتے ہیں شرار آتش

— ٭ —

ہے شمع کہ یہ قد ہے ترا شعلۂ آتش
رخ مہر دل افروز ہے یا شعلۂ آتش

بلبل تھی تری آہ زبس گرم تاثر
ہر گل کو گلستاں میں کیا شعلۂ آتش

ہوں سوختہ دل گرچہ کروں غم میں ترے آہ
ہر موے بدن ہو ہے مرا شعلۂ آتش

از بسکہ ترے غم میں جلا ہوں عوض آہ
اُٹھتا ہے میرے دل سے سدا† شعلۂ آتش

جب مہر لقا‡ تجکو بنایا تھا خدا نے
'تاباں' کا بھی دل خلق کیا شعلۂ آتش

— * —

* (ن) جان گداز — † (ن) مری گور سے کیا — ‡ (ن) پریزاد —

(ردیف ص)

کسی سے اس لئے کرتے نہیں ہیں ہم اخلاص
کہ بے نفاق زمانہ میں اب ہے کم اخلاص

تو ہے گا دشمن ایماں کسی مسلماں کو
خدا کرے کہ نہ ہو تجھہ سے اے صنم اخلاص

جہاں ہو عاشق و معشوق مثل حسن اور عشق
زیادہ چاہئے باہم ہو دم بدم اخلاص

کسی کے تئیں نہیں ہوتا ہے خوبرویاں سے
بغیر محنت و غم درد اور الم اخلاص

سخن میں اُن کے محبت کی بو ہے اے 'تاباں'
رکھیں ہیں تب تو کشن چلد جی سے ہم اخلاص

— * —

(ردیف ض)

جز جفا و جور نہیں کچھہ اور خوباں کی غرض
اُن سے رکھتا ہے عبث کوئی لطف و احساں کی غرض

دل تو میرا لے چکے پھر باربار آتے ہیں کیوں
* جانتا نہیں کیا ہے اب ان دلربایاں کی غرض

† خانماں میرا ڈبایا تو بھی ہیں جاری وہی
دیکھئے اب کیا ہے میری چشم گریاں کی غرض

* (ن) کیا ہے اب میں جانتا ہوں الخ -
† (ن) سارے عالم کو ڈبایا تو بھی تھمتا نہیں ہے اشک -

سنگ طفلاں کا میں دیوانا ہوں اور گلیوں سے خوش
مجکو مجنوں کی طرح کب ہے بیاباں کی غرض

جان بے وسواس سوؤ * ساتھہ اس کے رات کو
مت ڈرو کچھہ اور نہیں ہے تم سے 'تاباں' کی غرض

— * —

ہوں با وفا سے با وفا اور بے وفا سے کیا غرض
ہوں آشنا کا آشنا نا آشنا سے کیا غرض

جو دلربا دل کے تئیں اور پھر نہ دلداری کرے
رکھتا ہوں بے دل اس سے میں اس دلربا سے کیا غرض

جو کوئی کہ خون عاشقاں پامال کرتا ہو سدا
اس قاتل خونخوار کو رنگ حنا سے کیا غرض

جو غائبانہ اور ہو اور دوست ہووے روبرو
پھر دل میں شرمندہ نہ ہو اس بے حیا سے کیا غرض

طوفان غم سے غم نہیں 'تاباں' مرے دل کے تئیں
کشتی کا میری ہے خدا اُس نا خدا سے کیا غرض

— * —

مرگ بہتر ہے الٰہی غم ہجراں کے عوض
اور آزار تو دے دوریِ یاراں کے عوض

اس زمانے میں تواب زیست سے آیا ہوں بتنگ
تنگیء گور بھلی وسعتِ دوراں کے عوض

تو جو اے شیخ ہے مردود بتاں دیر میں اب
بید خواں کیوں نہ ہوا حافظ قرآں کے عوض

* (ن) آسو - † (ن) پھر -

همصفیروں کے تئیں سیر چمن کی سوجھی
هم غریبوں کو قفس هو هے گلستاں کے عوض

چهوڑ کر تجهکو کوئی مول نہ لیتا اُس کو
تو اگر مصر میں هوتا مه کنعاں کے عوض

اب کے پهر فصل گل آئی ہے کروں کیا تدبیر
کر چکا چاک میں سینا بهی گریباں کے عوض

ان بتوں کو تو میرے ساتهہ محبت هوتی
کاش بنتا میں برهمن هی مسلماں کے عوض

ساقیا سخت میں قلاش هوں احساں هے تیرا
جرعۂ مے دے مجهے آج تو ایماں کے عوض

کچهہ تو هوتی اسے ان سنگدلاں سے نسبت
کاش پتهر هی بناتے مرے 'تاباں' کے عوض

— ٭ —

(ردیف ط)

همارے دل کو هے اس طرح گلرخاں سے ربط
هے عندلیب کو جس طرح گلستاں سے ربط

مجال کیا هے کہ صیاد باغ میں آوے
جو عندلیب کے تئیں هووے باغباں سے ربط

سفید ریش کی زاهد خدا سی شرم رکهے
هوا هے تجهکو بڑهاپے میں نوجواں سے ربط

انهوں کے عشق میں هوتا هے آدمی کافر
خدا کرے کہ کسی کو نہ هو بتاں سے ربط

نہوے کیونکہ تری * طبع موزوں اے تاباں
کہ بیشتر ہے مرے دل کو خوش قداں سے ربط

— * —

بے طرح لئے فوج نمودار ہوا خط
دیوے گا ترے حسن کے کشور کو لٹا خط

وہ رنگ کہ تھا جس کی ملاحت کا نپٹ شور
اُس رنگ پہ کس طرح سے یہ † سبز ہوا خط

ہر وقت چھپاتا ہے تو دیکھے ستی کیوں منہ
ایسا بھی تو لگتا نہیں اے جان برا خط

جیسا ہے تیرے مصحف رخ پر خط ریحاں
یاقوت رقم نے کبھی ایسا نہ لکھا خط

عاشق کی طرف دیکھتے نہیں حسن میں خوباں
از بسکہ یہ مغرور ہیں ہے اُن کی سزا خط

تو دیکھ کے آئینہ مری جان نہ کھا غم
تھا روز ازل سے ترے طالع میں لکھا خط

تاباں تھا میاں تیغ نگہ سے تری گھائل
اب اُس کو ہوا مرہم زنگار ترا خط

— * —

(ردیف ظ)

عشق میں عاشق جو ہو ہے اُس کو غم کھانے کا حظ
کب ہے بلبل کو چمن میں آب اور دانے کا حظ

* مری - † سر -

ایک تو گل خوں کا پیاسا تسپہ دشمن باغباں
خاک ہے ان بلبلوں کے باغ میں جانے کا حظ

ایک گردش دیکھہ تیری چشم کی مے خوار سب
کیا عجب ہے بھول جاویں دل سے پیمانے کا حظ

توڑ کر شیشہ صراحی پھوڑ کر خم * اور سبو
آج زاہد لے گیا مستوں سے میخانے کا حظ

یار کے کوچے میں جا کر جو کوئی دیتا ہے جی
اُس کے تئیں ہوتا ہے تاباں خوب مرجانے کا حظ

— * —

(ردیف ع)

ہے کس کے رشک حسن سے یوں سوگوار شمع
کیوں اس طرح سے روتی ہے بے اختیار شمع

پاتی نہیں ہے سوختہ دل کا ترے نشاں
پھرتی ہے ڈھونڈتی ہوئی سب کے مزار شمع

یہ اشک آتشیں نہیں خوباں کی بزم میں
کرتی ہے پھول سونے کے تجھہ پر نثار شمع

ٹکڑوں سے لخت دل کے بھرا سب لگن کے تئیں
روی زبسکہ غم میں ترے زار زار شمع

نقصان و نفع لازم و ملزوم ہیں سدا
غیر از وبال سر نہ ہوئی تاجدار شمع

---

*(ن) جام –

پانی ہو مارے شرم کے آخر کو بہہ گئی
اے کاش شعلہ رو سے نہ ہوتی دو چار شمع

ہرگز زباں پہ سوز جگر کا نہ لاوے نام
تاباں کا ڈر تو دیکھیے دل داغ دار شمع

— * —

بزم میں اُس شعلہ خو کو گرم جب پاتی ہے شمع
تب خجالت سے سراپا آب ہوجاتی ہے شمع

جلوہ گر ہوتا ہے جب مجلس میں وہ خورشید رو
دیکھہ اُس کے حسن کو تب تاب کب لاتی ہے شمع

گرچہ رکھتی ہے سراپا آب وہ سوز و گداز
پر مرے واسوخت کے تئیں سن کے جل جاتی ہے شمع

رات کو مرنے کا پروانے کے لیتی ہے وبال
صبح کے ہوتے تئیں اپنا کیا پاتی ہے شمع

دیکھہ کر محفل میں تاباں اس مرے مہرو کے تئیں
پردۂ فانوس میں شرما کے چھپ جاتی ہے شمع

— * —

(ردیف غ)

شعلہ خو کے ہاتھہ سے جل کر ہوا ہے بسکہ داغ
آہ یوں نکلے ہے میرے دل سے جوں دود چراغ

کوئی عاشق شاد نہیں دیکھا کسی معشوق سے
سرو سے ناخوش ہے قمری ، گل سے بلبل بے دماغ

خار و خس بھی جاے گل گویا نہ اُگتا تھا کبھی
ہوگیا ایسا خزاں سے یک بیک ویراں یہ باغ

ایک ہی ساغر سے مجکو کیف ہوگئی بزم میں
دیکھہ کم ظرفی میری ہنسنے لگا مجھ پر ایاغ

رات کو آتا ہے تنہا جب مرے گھر ماہرو
دل میں تب آتا ہے اے تاباں کہ گل کردوں چراغ

— * —

(ردیف ف)

آئی خزاں چمن میں گئی اب بہار حیف
بلبل قفس سے تو بھی نہ چھوٹی ہزار حیف

آتا ہے رحم حال پہ مجنوں کے میرے تئیں
طفلاں کے ہاتھہ سے یہ ہوا اشکبار حیف

جو غیر میری جان کے دشمن ہیں اُن کے تئیں
وہ جانتا ہے اپنا نپٹ دوستدار حیف

بھاری تھا کوہکن کو پہاڑوں کا کھودنا
بن جی لئے نہ سر کا ٹلا اس کے بہار حیف

تاباں لگی ہے آگ مرے تن کو عشق کی
ہر استخواں جلے ہے مرا شمع وار حیف

— * —

نہ سنتا ہے مرا شور و فغاں حیف
نہ ہوتا ہے وہ ظالم مہرباں حیف

ارے کہتا کوئی اس بے وفا سے
کہ تیرے ہجر میں جاتی ہے جاں حیف

لگا تیر نگہ کو دل میں میرے
کہاں جاتا رہا ابرو کماں حیف

نہ بلبل چھوٹنے پائی قفس سے
چمن میں آ گئی جلدی خزاں حیف

بتاں کی بندگی میں مفت تاباں
گئی سب عمر میری رائگاں حیف

— * —

جو کوئی دیکھے تری زلف پریشاں کی طرف
سیر کے تئیں پھر نہ جاوے سنبلستاں کی طرف

بے طرح صیاد بیٹھا ھے تمہاری فکر میں
بلبلو تم آج مت جاؤ گلستاں کی طرف

سن خبر صیاد کی جس وقت گھبراتے ھیں ویں
دیکھ کر ھنستا ھے گل تب عندلیباں کی طرف

جب تلک مجنوں تھا اس وادی میں ویرانہ نہ تھا
ھاے اس بن خاک اُڑتی ھے بیاباں کی طرف

اور ھی رتبہ ھوا ھے تب سے اُس کے شعر کا
جب سے حشمت* نے توجہ کی ھے تاباں کی طرف

— * —

کر نظر تیرے خط اور زلف پریشاں کی طرف
دیکھتا نہیں میں † کبھی سنبل و ریحاں کی طرف

* (ن) حاتم - † (ن) نہیں دیکھا میں -

یاد میں ساقیٔ بدمست کی میںنا کی طرف
اشک جاری ہے میرا دیکھ کے باراں کی طرف

کس میں طاقت ہے کہ ملکھ اس کا نظر بھر دیکھے
دیکھ سکتا ہے کوئی مہر درخشاں کی طرف

دیکھ کر شمع لگی رونے تیرے عاشق کے
چشم گریاں کی طرف اور دل سوزاں کی طرف

اور دیوانے مرے شور سے چھپ جاویں گے
مجھ سے مجنوں کو نہ لے جائیو زنداں کی طرف

ھجر میں یار کے مرجاوے جو بےکس ھوکو
کیجئے دفن اُسے گور غریباں کی طرف

کہکشاں نہیں ہے فلک رشک سے ہے سینہ شق
جب سے دیکھا ہے مرے چاک گریباں کی طرف

نہیں مقدور کہ ھم چھوٹ کے قفس سے آویں
اے صبا کہیو اگر جاے گلستاں کی طرف

ھجر میں یار کے تڑپے ہے وہ بسمل کی طرح
رحم آتا ہے مجھے دیکھ کے 'تاباں' کی طرف

— * —

(ردیف ق)

تمھارے ھجر میں رو رو کے آخر مرگیا عاشق
کبھو تم نے نہ پوچھا ھاے میرا کیا ھوا عاشق

سوا تیرے نہیں رکھتا کوئی معشوق دنیا میں
بتا مجکو کہاں جاوں کہا کر میں ترا عاشق

طرح سیماب کے رہتا ھے بے آرام دل اس کا
ہوا ھے جب سے اے آئینہ رو تجھہ سے جدا عاشق

کبھی تجکو نہ آیا ترس اے بے رحم ھے * ظالم
تیرے سہتا ہے کیا کیا دیکھہ تو جور و جفا عاشق

یہ زاھد بے خبر کیوں عاشقوں پر طعن کرتے ھیں
کہ کہلاتا ہے پیغمبر کا اے تاباں خدا عاشق

— * —

کعبہ ھے اگر شیخ کا مسجود خلائق
ھر بت ہے مرے دیر کا معبود † خلائق

نقصان سے اور نفع سے کچھہ اپنے نہیں کام
ہر آن ہے منظور مجھے سود خلائق

میں دست دعا اس کی طرف کیونکہ اٹھاؤں
ھوتا ھی نہیں چرخ سے مقصود ‡ خلائق

پھرتا ہے فلک فکر میں گردش میں یہ سب کی
ہرگز یہ نہیں چاھتا بہبود †† خلائق

تاباں مرے مذھب کو تو مت پوچھہ کہ کیا ھے
مقبول ھوں خلاق کا مردود خلائق

— * —

یکبار سر پہ ٹوٹ پڑی آ بلاے عشق
پوچھوں میں کس طبیب سے یارو دواے عشق

---

* (ن) اے † (ن) مقصود ‡ (ن) بہبود

یارو مرے طریق کو کیا پوچھتے ہو تم
شیدائے رنج و درد ہوں اور مبتلائے عشق

مانند گرد باد مری مشت خاک کو
لے گئی کدھر کو ہائے اڑا کر ہوائے عشق

آگے سے اپنی مرگ کی ہے کس کے تئیں خبر
لیکن میں جانتا ہوں کہ ہے وہ قضائے عشق

یارب میں دل کی چوٹ* سے ہوں سخت بے قرار
اے کاش اور رنج تو دیتا سوائے عشق

مسطور ہے گا صفحۂ دریا پہ موج سے
حاجت نہیں کہ کچھ میں لکھوں ماجرائے عشق

ناصح نہیں ہے کام مجھے عقل و ہوش سے
پیدا کیا ہے مجکو خدا نے برائے عشق

کرتا ہے مجکو جرم محبت پہ سنگسار
پھر پوچھتا ہے کیوں یہ تجھے دوں سزائے عشق

کیا جانئے کرے گا وہ کیا کیا خرابیاں
تاباں کو بے طرح سے لگی ہے ہوائے عشق

— * —

خون دل پیئے سوا رکھتا نہیں کچھ کام عشق
آہ کیوں پیدا ہوا خوں خوار خوں آشام عشق

اس کے سائے سے رکھے سب کے تئیں محفوظ حق
دشمن جاں ہے بلا ہے جس کا ہے گا نام عشق

* (ن) سوز عشق ۔

رنج و غم درد و الم سے کام مجکو دیکھنا *
لے گیا یک لخت دل سے صبر اور آرام عشق

شمع ساں آغاز ہی میں ہوگیا ہوں میں † گداز
دیکھئے آخر کرے گا کیا مرا انجام ‡ عشق

دیکھیو تاباں سے ہرگز ہو جیو مت بے وفا
اُن نے عالم میں ترا روشن کیا ہے نام عشق

(ردیف ک)

رکھتا ہوں اے شما تپش عشق یہاں تلک
جل جاوے جو تو آوے ¶ مری استخواں تلک

مرتا ہوں فصل گل کی تمنا میں اے صبا
پہنچا ئیو تو خاک مری گلستاں تلک

غربال کی طرح جو مشبک ہوا ہے یہ
پہنچی یہ $ آہ میری مگر آسماں تلک

مانند شمع ہر بن مو ہوئے شعلہ زن
گر بات سوز دل کی میں لاؤں زباں تلک

پروانگی نظارۂ گل کی چمن میں لوں
گر کچھہ بھی دسترس ہو مجھے باغباں تلک

آتا ہے جی میں کوچئے چھریوں سے اس کے تئیں
ہوں میں بتنگ ہاتھہ سے اس دل کے یہاں تلک

---

*(ن) دے گیا - †(ن) جاں گداز - ‡(ن) انجام - ¶(ن) آے - $(ن) پہنچے ہے

ہرگز یہ چھوڑتا ہی نہیں عشق کا خیال
سمجھاؤں اپنے دل کو میں تاباں کہاں تلک

— * —

دلبر سے درد دل نہ کہوں ہائے کب تلک
خاموش اس کے غم میں رہوں ہائے کب تلک

اس شوخ سے جدا میں رہوں ہائے کب تلک
یہ ظلم یہ ستم میں سہوں ہائے کب تلک

رہتا ہے روز ہجر میں ظالم کے غم مجھے
اس دکھ سے دیکھیے کہ چھٹوں ہائے کب تلک

آئی بہار جائیے صحرا میں شہر چھوڑ
مجھکو جنوں ہے گھر میں رہوں ہائے کب تلک

ظالم کو تک بھی رحم مرے حال پر نہیں
تاباں میں اس کے جور سہوں ہائے کب تلک

— * —

اس طرح تیری کمر چلنے میں کھاتی ہے لچک
سرو جیسے باؤ کے صدمہ سے جاتا ہے لچک

تیغ ابرو نے تری یہ شغل کا ڑھا ہے نیا
زخم دے دے کر مجھے نسبر چھڑکتا ہے نمک

اشک کو گرنے نہ دیتا چشم اپنی سوں ولے
جام جو لبریز ہوتا ہے سو جاتا ہے چھلک

فصل گل آئی ہے دیوانے کو میرے چھوڑ دو
ورنہ مر جاوے گا یہ زنداں میں اپنا سر پٹک

یار سے ملنا نہ چھوڑے گا اگر سو چرخ کہا
کب تری گردش سے ڈرتا ہے یہ تاباں اے فلک

— * —

مانند شمع دیکھا ہے جب * سے ترا تپاک
پروانہ وار رشک سے ہوتا ہوں میں ہلاک

کھوتا نہیں رفوے گریباں کا تو خیال
ناصح میں تیرے ہاتھ سے سیلہ کروں گا چاک

ڈرتا ہوں میں مبادا تو بدنام ہو کہیں
ورنہ مجھے تو قتل کا اپنے نہیں ہے باک

کس کی نگاہ مست کا ان کو اثر ہوا
کیوں جھومتے ہیں باغ میں پھر خوشہ ہاے تاک

دامن تلک نہ پہنچی پریرو کے یا نصیب
برباد ہی گئی مرے تاباں کی مشت خاک

— * —

(ردیف گ)

لگی ہے شمع صحبت دل کے دودماں کو آگ
اگر بیاں میں کروں لگ اٹھے زباں کو آگ

نہیں نہ باغ میں لالہ لگی ہے اے یارو
یہ آہ گرم سے بلبل کی گلستاں کو آگ

ہمارے جی میں ہے اے شعلہ خو کہ غم میں ترے
کہیں کو جائیں نکل دے کے خانماں میں آگ

* (ن) دیکھا کے سب

چمن میں آتش گل بے طرح دھکتی ہے
لگے گی مفت میں بلبل کے آشیاں کو آگ

نہیں فلک پہ شفق لگ گئی ہے اے تاباں
ہمارے آہ کے شعلہ سے آسماں کو آگ

—*—

(ردیف ل)

کیا تعویذ تو نے غیر کا دل
ملایا خاک اور خوں میں مرا دل

الٰہی کیا ہوا کس سے لگا دل
ہمارا بے کس و بے دست و پا دل

ستمگر پر ہوا ہے مبتلا دل
سہے گا کس طرح جور و جفا دل

نہ دیکھوں پھر کبھی میں اس کی صورت
ارے وہ کیا ہوا جن نے لیا دل

تجھے دیکھا ہے جب سے اے پریرو
ہوا ہے تب سے دیوانا مرا دل

اب اس کو جان تم چاہو نہ چاہو
تمہارا ہر طرح سے ہو چکا دل

ہمیشہ عشق میں خوباں کے تاباں
مجھے آرام نہیں دیتا مرا دل

—*—

کیوں ملا ظالم سے جا دل ہاے دل افسوس دل
کھیلتا ہے کیا جدا دل ہاے دل افسوس دل

کس پریرو نے چرایا * دل مرا معلوم نہیں
ڈھونڈھتا ہوں کیا ہوا دل ہاے دل افسوس دل

دیکھ کر اُس من ہرن کو مجھ سے اب ہو کر جدا
کس طرح سے رم کیا دل ہاے دل افسوس دل

جانتا تو تھا کہ وہ ظالم نپٹ بے رحم ہے
کیوں ہوا تھا مبتلا دل ہاے دل افسوس دل

درد و غم اور محنت و اندوہ میں تنہا مجھے
چھوڑ کر جاتا رہا دل ہاے دل افسوس دل

جن نے عالم کو کیا ہے قتل میرے دیکھتے
اُس ستمگر سے لگا دل ہاے دل افسوس دل

کس سے جا پوچھوں کہاں ڈھونڈوں کہیں پاتا نہیں
کیا ہوا تاباں مرا دل ہاے دل افسوس دل

— ٭ —

کوئی پاک طینتی میں نہیں ہے سواے گل
اس واسطے ہے سر کے اوپر سب کے جاے گل

صیاد جب پکڑ کے گلستاں سے لے چلا
بلبل جدا ہو گل سے پکاری کہ ہاے گل

آواز جو ہنسی میں نکلتی ہے شوخ کی
کھلنے میں کم شلی ہے میں ایسی صداے گل

* (ن) چرایا

بلبل کو ان نے حد ہی سنایا تھا باغباں
بیچا چمن سے توڑ یہی تھی سزائے گل

یوں دل ہوا ہے یار کی خاطر اسیر زلف
آتی ہے جیسے دام میں بلبل برائے گل

دشمن ترا ہوا ہے گلستاں میں خار خار
بلبل تو کیوں ہوئی تھی عبث آشنائے گل

از بسکہ اس کو روح سے الفت تھی بیشتر
اس واسطے مزار کے اوپر ہے جائے گل

آتا ہے فاتحہ کو بھی گلرو رقیب ساتھ
لاتا ہے خار قبر پہ میری بجائے گل

تاباں خزاں کے آنے کی حشمت* سے سن خبر
بلبل اٹھی پکار چمن میں کہ ہائے گل

— * —

نہ کرتی تو معین کاش اس گلشن میں جا بلبل
کہ تیرا آشیاں کنج قفس آخر ہوا بلبل

خبر سن فصل گل کی تو چلی تو نے گلستاں کو
جو وہاں صیاد بھی ہو تو خدا حافظ ترا بلبل

جسے پیش از اسیری تو نے دیکھا تھا تر و تازہ
وہ گلشن خاک میں دست خزاں سے مل گیا بلبل

چمن سے تجکو جانا ہے قفس میں ایک دن آخر
غنیمت جان اس گلشن کی تو آب و ہوا بلبل

* (ن) حاتم۔

گلستاں کی طرف جاتا ہوں یارو بہشت نیکو ہیں
غزلخوانی میں دیکھوں وو رشوں میں آج یا بلبل

قفس سے چھوٹ پھر ملنا نہ تھا تیرے نصیبوں میں
ہوی ہے کس گھڑی کی ہاے تو گل سے جدا بلبل

تو بس میں آکے جب صیاد ظالم کے ہوی بے بس
مرا 'تاباں' تری خاطر نہایت تب کڑھا * بلبل

— * —

(ردیف م)

دیکھ اُس میخوار کی سرشار چشم
نرگس شہلا کی ہیں بیمار چشم

آرزو ہے یہ کہ چار ابرو مرا
مجھہ سے کب ہووے گا آکر چار چشم

جس طرف دیکھے اُدھر ہو قتل عام
ایسی کم دیکھی ہیں میں خونخوار چشم

دیکھتا تھا یار کو میں خواب میں
ہاے میری کیوں ہوی بیدار چشم

کیوں نہ دیوانا ہو 'تاباں' دیکھہ کر
شوخ کی جادو بھری خونخوار چشم

— * —

سو طرح سے گر کریں گے نالہ و فریاد ہم
اس قفس سے تو بھی ہو سکتے † نہیں آزاد ہم

بعد میرے قتل کے بھی لاش کے ٹکڑے کرے ‡
چاہتے ہیں اپنے اُس قاتل سے اپنی داد ہم

* (ن) تلملا - † (ن) ہو رہیں گے - ‡ (ن) کیجے -

ہم تو اپنا سر دیے پھرتے ہیں راہ عشق میں
کب تری تلوار سے ڈرتے ہیں اے جلاد ہم

کھول دیوے گر رگ جاں کو تو سو دے سے چھٹیں
ڈھونڈتے ہیں اس طرح کا اب کوئی فصاد ہم

ہے اسیری کا ہمارے دل میں مدت سے خیال
اس لئے آتے ہیں اس گلشن میں اے صیاد ہم

ہم تو آخر مر گئے رو رو تمہارے ہجر میں
سچ کہو اب بھی کبھی آتے ہیں تم کو یاد ہم

وہ پریرو ہے مرا 'تاباں' سلیماں وقت کا
کیوں نہ اُس کے عشق میں دیں خانماں برباد ہم

— * —

تجکو ہے گا رات دن اوروں سے اے خود کام کام
مفت تیرے عشق میں میرا ہوا بد نام نام

گھات میری لگ رہی تھی اس پہ اک مدت سے آہ
ہو گیا غیروں کا آخر جا وہ دل آرام رام

زلف بھی اب چاہتی ہے دل کرے میرا اسیر
ایک تو تھا ہی تمہاری چشم کا بادام دام

سلطنت جمشید کی حاصل ہو گویا میرے تئیں
مجکو گر دیوے تو اے ساقی نکوفر * جام جام

التجا ہرگز کسی شاہ و گدا سے تو نہ کر
مانگ اس کے پاس 'تاباں' جس کا ہے انعام عام

— * —

* (ن) کوثر -

یار کے کوچے میں پھرتے ہیں نپٹ بے باک ہم
سر اگر کاٹے کوئی ہونے کے * نہیں غمناک ہم

جی میں آتی ہے یہ وحشت اپتو سن اے جامہ زیب
دامن صحرا میں جاویں کر گریباں چاک ہم

پیروی مجنوں کی طے عشق کے کوچہ میں کی
عاشقی کی راہ میں یہاں تک ہوے چالاک ہم

عشق میں حاصل ہوا جز درد ہمکو کچھہ نہ ہاے
منت دی برباد یارو اپنی مشت خاک ہم

سب کو اے ساقی پلاتا ہے تو انگوری شراب
ہم کو ساغر کیوں نہیں دیتا رہے ہیں تاک ہم

آسیا کی طرح سرگرداں ہوں دانے کو اگر
تو بھی خاطر میں نہ لاویں گردش افلاک ہم

چھوڑتی نہیں عشق کی آتش جلانا اب تلک
عشق میں 'تاباں' ہوے ہیں سو کہہ کر خاشاک ہم

— ✻ —

شعلہ خو کو غیر کی محفل میں جب پاتے ہیں ہم
رشک کی آتش میں تب جوں شمع جل جاتے ہیں ہم

کیا ترا ہم نے کیا مانع ہے کیوں اے باغباں
اس چمن میں بیٹھہ کر تک دل کو بہلاتے ہیں ہم

کب تلک صحبت رکھے کوئی درو دیوار سے
یار بن بیٹھے اکیلے گھر میں اُکتاتے ہیں ہم

* (ن) ہوتے -

جی نکلتا ہے یہ دل کی آرزو ہے دل کے بیچ
ہائے اس دنیا سے یوں حسرت بھرے جاتے ہیں ہم

دل کو الفت ہے ہمارے مثل بلبل گل کے ساتھ
ورنہ اس گلشن میں کب اے باغباں آتے ہیں ہم

دل تو چاہے ہے کہ کریے عیش لیکن جان بوجھ
نعمت دنیا سے اپنے جی کو ترساتے ہیں ہم

بحر غم سے جو نکالے آکے اے 'تاباں' ہمیں
ہائے ایسا آشنا کوئی نہیں پاتے ہیں ہم

— * —

نہیں دیتا ہے وہ ظالم کسی کی داد ہے ظالم
کریں ہم کس سے جا اس درد کی فریاد ہے ظالم

تڑپنے اور اسیری پر تجھے ان عندلیبوں کی
نہیں آتا ہے کچھ بھی رحم اے صیاد ہے ظالم

کریں جا کون سے ہم سرو قد کی بندگی صاحب
جو تم اپنی غلامی سے کرو آزاد ہے ظالم

کبھی بوسے کے شرمندے نہیں اس تیغ ابرو کے
ہمیں کرتا ہے ناحق قتل وہ جلاد ہے ظالم

مرا احوال سن بولا اب چل جانہ آیا کر
ہوا ظالم کا یوں حق میں مرے ارشاد ہے ظالم

رفیقوں بن ہمیں کب زندگی بھانی ہے اب مریے
نہ مجنوں ہے ارے 'تاباں' نہ ہی فرہاد ہے ظالم

— * —

ایسا کہاں حباب کوئی چشم تر کے ہم
لب خشک یہ محیط ہے کب اس قدر کہ ہم

ایسا نہیں غریب کوئی گھر بگھر کہ ہم
ایسا نہیں خراب کوئی در بدر کہ ہم

مدام ہی مشبک مژگانِ یار ہے †
لیکن نہ اس قدر ہے خستہ جگر کہ ہم

گو آج ہم ہیں بے سروپا دیکھئے کہ کل
یہ راہ پل صراط کرے شیخ سر کہ ہم

ہم بھتے ہیں چاک گریباں بہ تیرے ساتھہ
ور دیکھئے کہ ہم سے اٹھے تو سحر کہ ہم

روتے عدم سے آئے تھے روتے ہی جائیں گے
ایسا نہیں ازل سے کوئی نوحہ گر کہ ہم

دنیا کے نیک و بد سے مجھے کچھہ خبر نہیں
اتنا نہیں جہاں میں کوئی بے خبر کہ ہم

پوچھا میں اُس سے کون ہے قاتل مرا بتا
کہنے لگا پکڑ کے وہ تیغ و سپر کہ ہم

دیواں ہمارا عور سے 'تاباں' تو دیکھہ تو *
رکھتا ہے کب محیط یہ گنج گہر کہ ہم

— * —

کبھی تم مہربانی سے نہ آئے جان ہے ظالم
یہی جی میں رہا میرے سدا ارمان ہے ظالم

* (ن) دیکھیو -   † (ن) اصل نسخہ میں یہ شعر اسی طرح درج ہے -

ارے صیاد تجکو رحم نہیں آتا ھے بلبل پر
قفس میں منت و * دیتی ھے اپنی جان ھے ظالم

نہیں ھے ھاے اتنی دسترس جو یار سے ملیے *
ھوے ھیں اس قدر ھم بے سر و ساماں ھے ظالم

سخن کہنے کے دم تو تیغ ابرو مت ھلا قاتل
کرے گی قتل عالم کو تری یہ آن ھے ظالم

بہار آئی تو کیا خوش وقت ھوں ھم سیر گلشن سے
ھمارا لالہ رو ھے ھم سے نافرماں ھے ظالم

میں جب احوال کہتا ھوں تغافل سے نہیں سنتے
رقیبوں کا کہا لیتے ھو کیونکر مان ھے ظالم

تمہارے ھجر میں رو رو ڈبایا خانماں اپنا
تم اس کو جانتے ھو اب تلک طوفان ھے ظالم

ھمیں یوں درد و غم میں بھول جاو کیا قیامت ھے
یہی تم سے توقع تھی ھمیں کیوں جان ھے ظالم

مجھے فرہاد کے مرنے پہ 'تاباں' رحم آتا ھے
کہ کوئی اس طرح دیتا ھے اپنی جان ھے ظالم

— * —

ھوا ھے غیر سے اس کو نہایت پیار ھے ظالم
مجھے اب گالیاں دیتا ھے گن گن یار ھے ظالم

چلا ھے یار میرا چھوڑ مجکو زار ھے ظالم
کٹے گی رات میری کس طرح بے یار ھے ظالم

* (ن) خوباں سے ملنے کی -

جدا وہ آئینہ رو ایک دم مجھہ بن نہ رہتا تھا
مری صورت سے بھی اب ہوگیا بیزار ہے ظالم

چڑھاتا * آستیں اور تیغ کھینچے ہاتھہ میں اپنے
بہت بے طرح آتا ہے مرا خونخوار ہے ظالم

قیامت سرو پر برپا نہ ہووے کیونکہ گلشن میں
کہ آیا ہے نظر اُس کو وہ خوش رفتار ہے ظالم

ابھی آغوش میں میرے پریرو ساتھہ سوتا تھا
یکایک ہوگیا میں خواب سے بیدار ہے ظالم

نہ چھوڑے گا کسی کا جی خدا شاہد ہے اے قاتل
ترا یہ مسکرانا بات میں ہر بار ہے ظالم

تڑپ کر آرزو میں فصل گل کی مرگئی بلبل
نہ دیکھا اُن نے پھر 'تاباں' کبھی گلزار ہے ظالم

— * —

مجھے طاقت نہیں کب تک جفا تیری سہوں ظالم
مرے جی میں یہ آتا ہے کہ اب کچھہ کھا مروں ظالم

مرے تئیں درد دل ہے تک شتاب اُس کی خبر لینا
نہیں ممکن کہ اس آزار سے اب کے بچوں ظالم

تیرے جور و جفا و ظلم سے اور بے وفائی سے
گزرتی ہے جو کچھہ مجھہ پر سو تجھ سے کیا کہوں ظالم

مرے دل میں یہ آتا ہے کہ تیرے غم میں ہو وحشی
گریباں چاک کر صحرا میں میں تو جا رہوں ظالم

* (ن ، چڑھاے -

گراں خاطر نہ ہو آخر تو مجکو قتل کرتا ہے
تک اک سستا کہ تجکو سیر ہوکر دیکھہ لوں ظالم

مجھے کہتے ہیں تجھ سے یار کو ہم چھین لیویں گے
رقیبوں کی یہ باتاں سخت میں کیونکر سہوں ظالم

یہی 'تاباں' دعا کرتا ہے رو رو ہجر میں تیرے
خدا وہ دن کرے جو تجھ سے اب کے پھر ملوں ظالم

— * —

ہجر میں رہتے ہیں نرگس چشم کے بیمار ہم
کھیلچتے ہیں ہائے کیا کیا رنج اور آزار ہم

اک دم بھی وصل کی لذت نہیں ہوتی نصیب
اس طرح کے بے مزہ جینے سے ہیں بیزار ہم

کب تلک اُس گلبدن سے ہم نہ ہوویں بے دماغ
وہ ملے اوروں سے اور ہوں اُس کی خاطر خوار ہم

جی میں ہے چوکھٹ پہ اُس کی سر کو رکھہ کر روئیے
حیف پر باتے نہیں ہیں اُس کے در پر بار ہم

ڈوبتے دریا میں 'تاباں' پر لے آئیں آشنا
جب گیا تھا پار حشمت اور رہے تھے وار ہم

— * —

ہوئے بے رحم سے کیوں آشنا ہم
کہ کھیلچے منت میں رنج و جفا ہم

* (ن) حاتم -

رقیبوں سے سلوک اور ہم کو دشنام
بھلا کیونکر نہ مانیں گے برا ہم

کبھی باغ جہاں میں پھل نہ پایا
رہے افسوس بے برگ و نوا ہم

نہ ہونا کوئی ان خوباں بہ عاشق
کہے رکھتے ہیں سب سے بر ملا ہم

نہ آیا رحم اس ظالم کو تاباں
غم اپنا اس سے کئی باری کہا ہم

— * —

سنی جو فصل گل آنے کی ہر طرف سے دھوم
کیا ہے آن کے گلشن میں بلبلوں نے ھجوم

خدا کے واسطے آنا کبھی تو تربت پر
صنم سے کہیو کہ یوں کہہ موا ہے وہ مظلوم

پھرو ہو غیر کے ھمراہ رات دن پیارے
تم اور رقیب ہوئے ہو کہ لازم و ملزوم

ہوا ہے ابر ہے گلشن ہے دے شتاب شراب
خدا کے واسطے ساقی مجھے نہ رکھہ محروم

قریب مرگ کے پہنچے ہیں ھجر میں اس کے
ھمارا حال اُسے ھائے کچھہ نہیں معلوم

شیشہ جور و جفا ظالموں کی سہتا ہوں
خدا نے روز ازل سے مجھے کیا مظلوم

تمہارے ہجر میں تاباں کا سخت ہے احوال
بچے گا یا نہ بچے گا صنم خدا معلوم

— ٭ —

کیا کروں کب تلک نہ کھاوں غم
ایک دل اور ہزار درد و الم

کوئی دن عشق کر لو مل باہم
پھر کہاں تم ہو اور کہاں ہیں ہم

پاؤں سے سر تیرے قیامت تک
نا اوٹھاوں گا تیرے سر کی قسم

جی میں آتا ہے ہو جیے آزاد
سب علایق کو مار کر برہم

ہم سے طاعت خدا کی تو نہ ہوی
کس کی تاباں کریں اطاعت ہم

— ٭ —

(ردیف ن)

جز خدا اب کوئی * تھانبیے اشک کے پانی کیتیئں
نا خدا درکار نہیں کشتیء طوفانی کتئیں

ہو گیا ہوں غم میں تیرے صورت دیوار میں
کچھہ نہ پوچھہ اے آئینہ رو میری حیرانی کیتیئں

لالہ رو کی سرخئی لب کی کروں تعریف کیا
جن نے شرمندہ کیا لعل بدخشانی کیتیئں

* (ن) کون -

شیشۂ ساعت میں آتی ہے نظر جیسے کہ ریگ
جانتا ہوں میں یوہیں اس عالم فانی کیتئیں

مو قلم ہرگز نہ لیتا ہاتھہ تیرے آن مان
گر نظر آتی تری تصویر بہی مانی کیتئیں

زلف سے لڑکوں کی جا الجھے ہے شانے کی طرح
کیا کہوں یارو میں اپنے دل کی نادانی کیتئیں

مل کے نجھہ سے رام سے تاباں ہوا ہے بت پرست
نذر اس کردیا کی اپنی مسلمانی کیتئیں

— ・ —

دسترس کیا حق نے دی ہے ہائے اس شانے کیتئیں
کس طرح لپٹے ہیں جا زلفوں کے سلجھانے کیتئیں

توڑ زنجیریں مچاوے گا ابہی گلشن میں دھوم
مت کہو کوئی فصل گل آتی ہے دیوانے کیتئیں

آج اے ساقی ہوا ہے ابر ہے سب یار ہیں
ہے ترا احسان دے اس وقت پیمانے کیتئیں

عشق میں تیرے ہے میری جان اب * یہ بہوک پیاس
خون دل پینے کے تئیں اور غم ترا کھانے کیتئیں

دل تو سمجھاتا ہے تاباں آپ تو پہلے سمجھہ
کوئی نصیحت بہی اثر کرتی ہے دیوانے کیتئیں

— * —

* (ن) گئی ہے میری جان اب -

آج تیرے ہجر میں اے جان مجھ کو کل نہیں
جی کے بچنے کی توقع اب مجھے اک پل نہیں

گلرخاں کے سر کی خاطر حق نے اس گلشن کے بیچ
لعل کا صیغا * بنایا ہے گل مجدل + نہیں

زلف ہے بل دار اس کی ناتواں میں مو سا ہوں
کیونکہ اٹکاؤں دل اس کے ساتھ مجھ میں بل نہیں

دیکھ قارورے کو دیتے ہیں دوا بیمار کو
ان طبیبوں کے تئیں کچھ نبض میں اٹکل نہیں

پا برہنہ سر کھلے مجنوں ہوں تیرے عشق میں
میں پھرا جس میں نہ ہوں گا وہ کوئی جنگل نہیں

گر نہ ہو کوئی خضر رہ میرا تو پہنچوں کس طرح
راہ ہے تاریک منزل دور اور مشعل نہیں

زندگی ہے آدمی کے بحر تن میں جوں حباب
دم غنیمت جان تاباں آج ہے سو کل نہیں

— ⁂ —

جان تجھ بن عمر کو غفلت میں میں کھوتا نہیں
کون سا دم ہے کہ تیری یاد میں روتا نہیں

مشت گندم کے لیے جوں آسیا نہر گھر نہ پھر
سعی نا حق سے تری نادان کچھ ہوتا نہیں

ہوں گے فریادی کسو دن لوگ آئے ہیں بتنگ
شور نالے سے مرے کوئی رات کو سوتا نہیں

---

* (ن) جیغا - + (ن) مشعل -

آشنا تو مجھ سے ایسا ہے کہ جیسا چاہئے
پر جو کچھ دل چاہتا ہے ہائے وہ ہوتا نہیں

کیونکہ آوے نیند 'تاباں' ساتھ اُس کے رات کو
ہے یہ لڑکا چلبلا نچلا کبھی سوتا نہیں

— * —

جن نے صاحب ہوش کی باتوں کیتئیں مانا نہیں
وہ مری دانست میں نادان ہے دانا نہیں

ذات حق ہے جلوہ گر لیکن نہیں طالب کوئی
شمع تو روشن ہے پر افسوس پروانا نہیں

ہے تمہاری فکر میں صیاد گل کو دیکھ لو
پھر تمہیں اے عندلیبو باغ میں جانا نہیں

رو چکا وحشی ہوا اب جاں بلب ہوں شوق میں
ہائے اب تک شوخ نے عاشق مجھے جانا نہیں

جانتا نہیں کیا مچاوے گا چمن میں جا کے دھوم
میرے دیوانے کیتئیں گلشن میں لے جانا نہیں

سب کو مرنے سے ڈراتا ہے یہ واعظ بے خبر
اُس کے تئیں شاید کبھی دنیا میں مر جانا نہیں

بے تکلف آج میری بزم میں تو پی شراب
یار سب اپنے ہیں پیارے کوئی بیگانا نہیں

بولتا ہے تجھ میں حق اور تجھ سے ہے غافل یہ خلق
اب تلک 'تاباں' کسی نے تجھ کو پہچانا نہیں

— * —

غم میں روتا ہوں ترے صبح کہیں شام کہیں
چاہنے والے کو ہوتا بھی ہے آرام کہیں

وصل ہو وصل الٰہی کہ مجھے تاب نہیں
دور ہوں دور مرے ہجر کے ایام کہیں

لگ رہی ہیں ترے عاشق کی جو آنکھیں چھت سے
تجھکو دیکھا تھا مگر اُن نے لب بام کہیں

عاشقوں کے بھی لڑانے کی تجھے کیا ڈھب ہے
چشم بازی ہے کہیں بوسہ و پیغام کہیں

یملی کی سی طرح لخت جگر پر کھودوں
مجھکو معلوم اگر ہووے ترا نام کہیں

ہجر میں اُس بت کافر کے تڑپتے ہیں پڑے
اہل زنار کہیں صاحب اسلام کہیں

آرزو ہے مرے 'تابان' کو بھی اے قاتل
کہ بر آے ترے ہاتھوں سے مرا کام کہیں

—*—

لڑکا جو خوبرو ہے سو مجھ سے بچا نہیں
وہ کون ہے کہ جس سے میں یارو ملا نہیں

اے بلبلو چمن میں نہ جاو گئی بہار
گلشن میں خار و خس کے سوا کچھ رہا نہیں

ہے کیا سبب کہ یار نہ آیا خبر کے تئیں
شاید کسی نے حال ہمارا کہا نہیں

آتا نہیں وہ یار ستمگر تو کیا ہوا
کوئی غم تو اُس کا دل سے ہمارے جدا نہیں

تعریف اُس کے قد کی کریں کس طرح سے ہم
'تاباں' ہماری فکر تو ایسی رسا نہیں

—*—

کونسا وقت ہے جو جان تری یاد نہیں
اور ترے غم میں مجھے نالہ و فریاد نہیں

کیوں نہ خوش وقت ہو گلشن میں کرے رنگ رلیاں
آج بلبل کے نصیبوں کوئی صیاد نہیں

چومتا آکے قدم دیکھہ مرا محنت و غم
کیا کروں ہائے کہ اس عصر میں فرہاد نہیں

قتل عشاق پہ خوباں تو پڑے پھرتے ہیں
کون کہتا ہے کہ اس شہر میں جلاد نہیں

ریختہ کیوں نہ میں حشمت کو دکھاؤں 'تاباں'
اُس سوا دوسرا کوئی ہند میں اُستاد نہیں

—*—

آتا نہیں وہ شوخ تو کچھہ ہم کو غم نہیں
اُس کا خیال ہم سے جدا ایک دم نہیں

جی آرہا ہے لب پہ شتابی تو آئیو
آنے میں گرچہ دیر کی تو جان ہم نہیں

جس پر وہ شوخ جان کے عاشق جفا کرے
لطف و کرم ہے اُس کا وہ جور و ستم نہیں

ہے گفتگو خدا سے بھی اُس جلگبجو کے تئیں
کوئی اور اُس سا دوسرا کافر صنم نہیں

'تاباں' تو دکھ سے ہجر کے چاہے تبا زہر کھا ے
پر غم سا اُس کو دوسرا دنیا میں سم نہیں

—*—

خوبرو جو ایک کا محبوب نہیں
ایسے ہرجائی سے ملنا خوب نہیں

چولی نیچی مت پہن اے جامہ زیب
اس میں چھب تختی کا کچھ اسلوب نہیں

میں تو طالب دل سے ہوں گا دین کا
دولت دنیا مجھے مطلوب نہیں

صبر کب تک ہجر میں تیرے کروں
میں ترا عاشق ہوں کوئی ایوب نہیں

یار کی 'تاباں' زنخداں کو نہ چاہ
دیکھ کہتا ہوں کنوے میں ڈوب نہیں

—*—

خدا عشق مجھ سے چھڑاتا نہیں
یہ آزار بھونڈا * ہے جاتا نہیں

میں کس طرح کر آہ جی اپنا دوں
کہ سینے میں اب غم سماتا نہیں

* (ن) کھوٹا ۔

ترے غم سے مرتا ہوں اے جان میں *
تو ٹک دیکھنے کو بھی آتا نہیں

جلے ہیں لگن بیچ اُس کی پتنگ
کوئی شمع کے تئیں بجھاتا نہیں

عبث یاد کر اُس کو 'تاباں' نہ رو
گیا یار پھر ہاتھہ آتا نہیں

— * —

ساقی ہو اور چمن ہو مینا ہو اور ہم ہوں
باراں ہو اور ہوا ہو سبزہ ہو اور ہم ہوں

زاہد ہو اور تقویٰ عابد ہو اور مصلیٰ
مالا ہو اور برہمن صہبا ہو اور ہم ہوں

مجنوں ہیں ہم ہمیں تو اس شہر سے ہے وحشت
شہری ہوں اور بستی صحرا ہو اور ہم ہوں

یارب کوئی مخالف ہووے نہ گرد میرے
خلوت ہو اور شب ہو پیارا ہو اور ہم ہوں

دیوانگی کا ہم کو کیا حظ ہو ہر طرف گر
لڑکے ہوں اور پتھرے بلوا ہو اور ہم ہوں

اوروں کو عیش و عشرت اے چرخ بے مروت
غصہ ہو اور غم ہو رونا ہو اور ہم ہوں

---

* (ن) من -

ایمان و دیں سے 'تاباں' کچھہ کام نہیں ھے ھمکو
ساقی ھو اور مے ھو دنیا * ھو اور ھم ھوں

— * —

جی کا دینا مرے نزدیک تو کچھہ دور نہیں
پر مرا چاھنا تو بھی ترے منظور نہیں

کون دل ھے کہ ترے ھاتھہ سے نہیں ھے نالاں
کون ھے وہ کہ ترے عشق میں رنجور نہیں

ماہ پہنچے ھے کہاں منہ کی جھلک کو تیرے
وہ بھی ھر چند کہ روشن ھے پہ یہ نور نہیں

رات جاگا ھے کسی غیر کے گھر میں شاید
نشۂ مے سے تری چشم یہ مخمور نہیں

دل کو آرام نہیں اس میں یقیں ھے 'تاباں'
چھوڑ دوں عشق پہ † باللہ کہ مقدور نہیں

— * —

سن فصل گل خوشی ھو گلشن میں آئیاں ھیں
کیا بلبلوں نے دیکھو ‡ دھومیں مچائیاں ھیں

بیمار ھو زمیں سے اُٹھتے نہیں عصا بن
نرگس کو تم نے شاید آنکھیں دکھائیاں ھیں

دیکھہ اُس کو آئینہ بھی حیران ھو گیا ھے
چہرے پہ جان تیرے ایسی صفائیاں ھیں

خورشید اُس کو کہئیے تو جان ھے وہ پیلا
گر مہ کہوں ترا منہ تو اس پہ جھائیاں ھیں

* (ن) مینا - † (ن) کو - ‡ (ن) یارو -

یوں گرم یار ہونا پھر بات بھی نہ کہنا
کیا بے مروتی ہے کیا بے وفائیاں ہیں *

جھمکی دکھا جھجک کر دل لے کے بھاگ جانا
کیا اچپلائیاں ہیں کیا چلبلائیاں ہیں

قسمت میں کیا ہے دیکھیں جیتے بچیں کہ مر جائیں
قاتل سے اب تو ہم نے آنکھیں لڑائیاں ہیں

دل عاشقوں کا لے کر پھر یار نہیں یہ دلبر
ان بے مروتوں کی کیا آشنائیاں ہیں

پھر مہرباں ہوا ہے 'تاباں' مرا ستمگر
باتیں تری کسی نے شاید سنائیاں ہیں

— * —

تیری آنکھیں بری سی † پیاری ہیں
اُن کے پھر دیکھنے کی ‡ واری ہیں

گالیاں تیں جو دے $ گیا تھا مجھے
مجکو اب تک وہ یاد گاری ہیں

آتش عشق میں جو جل نہ مریں
عشق کے فن میں وہ اناڑی ہیں

رات جاگا ہے پی شراب کہیں
تیری آنکھیں نپٹ خماری ہیں

تم سے کہتا ہے جان ** سچ 'تاباں'
جھوٹی باتیں سبھی تمہاری ہیں

— * —

* (ن) کیا بیوفائیاں ہیں کیا اچپلائیاں ہیں - † (ن) تری سی -
‡ (ن) پھر دیکھنے پلا - $ (ن) جو تو دے - ** (ن) حال -

رات کو دیکھا تھا اس مہ روکو ہم نے خواب میں
صبح جوں خورشید لرزا تھا دل بیتاب میں

اس ہوائی ابر میں ہے خاک جینا مے بغیر
آگ میں جل جایے یا ڈوب مریے آب میں

گر زلیخا چاہ سے یوسف کو رکھتی تھی عزیز
پر کوئی تجھہ سا نہ دیکھا ہو گا ان نے خواب میں

اپنے لب سے ایک بوسہ دے تو میں جیتا ہوجاں
ہے شفا بیمار کی اس شربت عناب میں

دیکھہ تیری زلف کو حلقہ کی اے دریاے حسن
ہوں طرح گرداب کی دن رات پیچ و تاب میں

جو تری آنکھوں میں ہے کیفیت اے ساقی بہار
ایسی کم ہوتی ہے کیفیت شراب ناب میں

ہجر میں اس سیم تن کے جس طرح تڑپے ہے دل
یہ تڑپ دیکھی نہیں ' تاباں' کہیں سیماب میں

— * —

اے شمع رو مرے گا جو کوئی تری لگن میں
وہ حشر لگ رہیگا جلتا ہوا کفن میں

بلبل کے تئیں اگر چہ کرتا ہے قید لیکن
اس کے قفس کو رکھیو صیاد تو چمن میں

مجنون و کوہکن کے قصے تو یوں بہت ہیں
ہرگز نہ ہوں گے مجھہ سے وے عاشقی کے فن میں

اس منہرن کا اپنے کچھہ کھوج میں نہ پایا
ہر چند خاک چھانی وحشی ہو جا کے بن میں

رخسار دیکھہ تیرے اے گلبدن خوشی سے
پھولا نہیں سماتا میں اپنے پیرہن میں

آنے کی جب خبر میں سنتا ہوں فصل گل کی
تیسو کی طرح آتش لگتی ہے میرے تن میں

زلفاں کی ناگنی سے جامن کے تئیں ڈساؤں
اُٹھتی ہے لہر 'تاباں' اکثر یہ میرے تن میں

— * —

دیا جی پر نہ آیا رحم کچھہ صیاد کے دل میں
رہی حسرت چمن کی بلبل ناشاد کے دل میں

ملایا خاک میں گھر کوھکن کا ہائے خسرو نے
یہ کیا بات آگئی اس خاناں آباد کے دل میں

اسی کا کام تھا جو بات کہتے جی دیا اپنا
نہ آیا کچھہ بھی دھڑکا جان کا فرھاد کے دل میں

مرے نزدیک شادی اور غمی دونوں برابر ہیں
کہ اصلا فکر نہیں ہوتا کبھی آزاد کے دل میں

جو کوئی عاشق ہوا اس پر اسی کو قتل کرتا ہے
کسی کا رحم نہیں 'تاباں' میرے جلاد کے دل میں

— * —

آرزو ہے میں رکھوں تیرے قدم پر گر جبیں
تو اٹھاوے ناز سے ظالم لگا ٹھوکر جبیں

اپنے گھر میں تو بہت پٹکا پہ کچھہ حاصل نہیں
اب کے جی میں ہے تیری چوکھٹ پہ روڑں دھرجبیں

جیسی پیشانی تری ہے اے مرے خورشید رو
چاند کی ہے روشنی میں اس سے کب بہتر جبیں

شیخ آ جلوہ خدا کا میکدے میں ہے مرے
کیوں رگڑتا ہے عبث کعبہ کے تو در پر جبیں

کیا کروں تیرے قدم تک تو نہیں ہے دسترس
نقش پا ھی پر ترے ملتا ہوں میں اکثر جبیں

شیخ گر شیطاں سے صورت نہیں ملتی تری
بس بتا داغی ہوئی ہے کس طرح یکسر جبیں

ہے کسی کی بھی تری سی اوندھی پیشانی بھلا
دیکھہ تو اے شوخ اپنی آئینہ لے کر جبیں

آ کے جن ہاتھوں سے ملتا تھا ترے تلووں کے تئیں
پیٹتا ہوں اب انہیں ہاتھوں سے میں اکثر جبیں

بوجھہ کر نقش قدم کو تیرے محراب دعا
مانگتا ہوں میں مراد دل کو رکھہ اس پر جبیں

چاند کا مکھڑا ہے یا آئینہ یا مصحف کا لوح
یا تری ہے اے مرے رشک مہ و اختر جبیں

صاف دل تاباں مکدر ھی کبھو ہوتا نہیں
آئینہ کی ہیگی روشن دیکھہ لے یکسر جبیں

— * —

مست آتا ہے تو جب پیتا گلابی باغ میں
کیا کہوں ہوتی ہے تب کیسی خرابی باغ میں

جس جگھہ گل تھے نظر آتے نہیں وھاں خار بھی
اس قدر آکر خزاں نے کی خرابی باغ میں

مے ھے مطرب ھے ھوا ھے ابر ھے گلزار ھے
تو بھی آ اس وقت اے ظالم شتابی باغ میں

آج برسے گا مقرر خوں کہ آیا ھے دیکھو
پان کھاتا مے پئے میرا شرابی باغ میں

دھوپ میں تاباں اگر خورشید روجاوے مرا
ھو گل سورج مکھی تب آفتابی باغ میں

— * —

کیا بھولا پا ھے کہ وہ خونخوار میرا کھا کے پاں
پوچھتا ھے مجھہ سے کیسی لال ھوی میری زباں

جس کے دل میں نور حق نہیں اس کا دل بےنورھے
شمع بن رونق نہیں رکھتا ھے خالی شمع داں

سچ کہو آتا ھے کیا کیا دل میں گُل بن بلبلو
تم جو رھتے ھو قفس میں چھوڑ اپنا آشیاں

اے ھما مت کھائیو سب بال و پر جھڑ جائیں گے
ھے نمک سے عشق کے شوریدہ میری استخواں

طرح اسکندر کے 'تاباں' شاہ ھفت اقلیم ھو
گر تنک اک جرأت کرے یہ خسرو ھندوستاں

— * —

اشک گلگوں سے بھرا بسکہ کنار دامن
کٹ گیا دیکھہ کے گلچیں بھی بہار دامن

نہیں معلوم کسے قتل کیا ہے ظالم
تر بتا کس کے لہو سے ہے کنار دامن

خاک برباد نہ دے اتنی ہوا خواہوں کی
اے مری جان جھٹک مت تو غبار دامن

دسترس اب تو نہیں مجکو بھلا حشر تو ہو
پھر مرا ہاتھہ ہے اور ترا کنار دامن

سرخ جوڑے پہ ترے ہیگی کناری کی جھلک
برق ساں ابر کے ہوتی ہے نثار دامن

پیرہن چاک کیا یہاں تئیں تاباں ہم نے
کہ نہ کہیں تار گریباں ہے نہ تار دامن

—*—

سراب کی سی طرح کب تھا آب دریا میں
مرے ہی اشک سے ہوی آب و تاب دریا میں

برنگ آئینہ ظالم ترے تماشے کو
ہوا ہے چشم سراپا حباب دریا میں

عجب نہیں ہے کہ خشکی سے تیری اے زاہد
تمام آب ہو مثل سراب دریا میں

ہوا ز بسکہ یہ رکھتا تھا سر بلندی کی
ہوا حباب کا خانہ خراب دریا میں

ترے بدن کو نہاتے میں دیکھہ حیرت سے
ہوا ہے صفحۂ آئینہ آب دریا میں

ہمارے آبلہ پا کے تئیں اگر دیکھے
سر اپنا رشک سے پھوڑے حباب دریا میں

رخ اِس طرح سے ترا آئینہ میں جھمکے ہے
کہ جیسے صبح کے تئیں آفتاب دریا میں

تو بال کھول نہاتا تھا ایک دن اب تک
ہر ایک موج کو ہے پیچ و تاب دریا میں

ہمارے اس بت ہندی کے غسل کو تاباں
بنا ہے طاس کی صورت حباب دریا میں

—*—

روا جو اہل وفا پر رکھا جفا کے تئیں
بتاں دکھاؤگے کیا منہ بھلا خدا کے تئیں

جفا تو چاہئے اے شوخ مجھہ پہ یہاں تک کر
کہ سب کہیں مجھے رحمت تری وفا کے تئیں

اگر تو آے تو کوئی دم رہوں میں نزع میں بھی
وگر نہ سونپ دوں اس جان کو قضا کے تئیں

جو عمر نوح ہو بے یار زندگی کچھہ نہیں
اکیلے جینے کا کیا حظ ہے ارمیا کے تئیں

نہ پہنچے آب اگر میرے اشک خونیں کا
یقین ہے کہ نہ یہ رنگ ہو حنا کے تئیں

ہر اک کو کیجیو تیروں کا اپنے تو قندیل
کھلائیو پہ مری استخواں ہما کے تئیں

بیان کوچۂ قاتل کا کیا کروں تاباں
کہا میں آن کے یہاں طوف کربلا کے تئیں

—*—

داغ دل اپنا جب دکھاتا ہوں
رشک سے شمع کو جلاتا ہوں

وہ مرا شوخ ہے نپٹ چلچل
بھاگ جاتا ہے جب بلاتا ہوں

اس پریرو کو دیکھتا ہوں جب
ہو کے دیوانہ سدہ بھلاتا ہوں

مجھہ کو دیتا ہے گالیاں اُٹھہ کر
نیند سے جب اسے جگاتا ہوں

جب مجھے گھیرتا ہے غم تاباں
ساغر مے کو بھر پلاتا ہوں

—*—

تو ناصح نہ ہو پاس دار گریباں
نہ چھوڑوں گا ہرگز میں تار گریباں

اگر اے جنوں تو مددگار ہووے
تو گردن سے ہو دور بار گریباں

مرے اشک گلگوں سے یہاں تک ہے رنگیں
کہ رشک چمن ہے بہار گریباں

جنوں بسکہ ہے ضعف ہاتھوں میں میرے
نہیں توڑ سکتا میں تار گریباں

بھلا دیکھئے ور رھے کون ناصح
میں دشمن ھوں تو دوستدار گریباں

گرا اشک از بسکہ آنکھوں سے میرے
لب جو ھوا ھے کنار گریباں

کیا چاک جس روز سے میں نے 'تاباں'
نہ پایا کبھی پھیر تار گریباں

—*—

ھے آرزو یہ جی میں اُس کی گلی میں جاویں
اور خاک اپنے سر پر من مانتی اُڑاویں

شور جنوں ھے ہم کو اور فصل گل بھی آئی
اب چاک کر گریباں کیونکر نہ بن میں جاویں

بے درد لوگ سب ھیں ھمدرد ایک بھی نہیں
یارو ھم اپنے دکھہ کو جا کس کے تئیں سناویں

یہ آرزو ھماری مدت سے ھے کہ جاکر
قاتل کی تیغ کے تئیں اپنا لہو چٹاویں

خجلت سے خوں میں ڈوبے یا آگ سی لگے اُٹھہ
لالا کے تئیں چمن میں گر داغ دل دکھاویں

بے اختیار سن کر محفل میں شمع رودے
ھم بات سوز دل کی گر تک زباں پہ لاویں

یہاں یار اور برادر کوئی نہیں کسی کا
دنیا کے بیچ 'تاباں' ھم کس سے دل لگاویں

—*—

جو تو مجھہ پہ اے شوخ غصے نہیں
تو ناحق چڑھاتا ھے کیوں آستیں

چمن کی طرف بلبلیں آن کر
ترے در سے صیاد جاتی رھیں

کمر قتل پر کس کی کستے ھو تم
میاں آج تم کیوں ھو چیں بر جبیں

تری بات لاوے جو پیغامبر
وھی ھے میرے حق میں روح الامیں

ابھی کس طرف دل مرا گم ھوا
بہت اُس کو ڈھونڈھا نہ پایا کہیں

ترے غم میں رو رو کے اے ماہرو
میں یکساں کیا آسماں اور زمیں

بتاں سے ملا کھو کے زر حق کو بھول
نہ دنیا ملی مجھہ کو 'تاباں' نہ دیں

— * —

بسکہ اشک گرم سے میری بھری سب آستیں
نوح کے طوفاں کا گویا ھے تنور اب آستیں

تر جو مثل ابر رو رو ھم نے کی سب آستیں
موج زن دریا صفت ھر چیں سے ھے اب آستیں

اس قدر رویا کہ آخر بھیگ گئی سب آستیں
پوچھتی تھی میرے آنسو ورنہ جب تب آستیں

ڈوب جاوے آسماں اور غرق ہو جاوے زمیں
میں نچوڑوں اشک سے اپنی بھری جب آستیں

غم میں اُس خوش چشم کے گل بسکہ کھاے ہاتھہ پر
حکم نرگس داں کا رکھتی ہے مری اب آستیں

دن کو سارا دن گریباں پر میرے رہتا ہے ہاتھہ
رات کو رو رو کے تر کرتا ہوں میں سب آستیں

میرے آنسو نہیں ٹپکتے ایسے یارو زار زار
آپ بھی روتی ہے رونے پر مرے اب آستیں

ایک موتی پر صدف مغرور تو مت ہو کہ ہے
گوہروں سے اشک کے میری بھری سب آستیں

جذب کرتی ہے یہ تیرے اشک کے پانی کے تئیں
کہہ کف دریا سے 'تاباں' کم یہ ہے کب آستیں

— * —

بند کرتی ہے دلوں کو جامۂ زیباں کی پھبن
ہوش کھو دیتی ہے ان رعنا جواناں کی پھبن

چاک کرتا ہوں گریباں اپنا میں گل کی طرح
یاد جب آتی ہے مجکو تنگ پوشاں کی پھبن

کوئی سجیلا اب تلک بے ساختہ دیکھا نہیں
تنگ پوشی میں ہے ساری خوبرویاں کی پھبن

زینت اور پوشاک بن‌کھبنی ہو دل میں جسکی چھب
سب پری رویاں میں ہے ایسی سلیماں کی پھبن

ابر میں چھپتا ہے جن کے دیکھتے ہی آفتاب
دیکھئے 'تاباں' کبھی اُن ماہرویاں کی پھبن

— * —

پھر فصل گل آتی ہے کیا کیجئے تدبیریں
چھٹتا ہے یہ دیوانا اب توڑ کے زنجیریں

تو کون ہے اے واعظ جو مجکو ڈراتا ہے
میں کی بھی ہیں تو کی ہیں اللہ کی تقصیریں

آہو کی طرح ہم سے رمتے ہیں سبھی آکے
کیا ہاتھہ سے جاتے ہیں افسوس یہ نخچیریں

ہیں ہم تو ترے مجلوں پر اور ترا عاشق
فرہاد اگر ہووے تو اُس کا بھی سر چیریں

مہ رو کے کف پا پر 'تاباں' ہو جبیں ملتا
یوں کھینچے مصور تو اِن دونوں کی تصویریں

— * —

کہتے ہیں اثر ہوے رونے میں یہ ہیں باتیں
اِک دن بھی نہ یار آیا روتے ہی گئی راتیں

کر یاد ارے ظالم مرتا ہوں میں ہر ساعت
غصے کا وہ ٹھکرانا اور پیار کی وہ لاتیں

غیروں سے چھٹے دلبر دلدار ہووے میرا
برحق ہے اگر پیرو کچھہ تم میں کراماتیں

یا رب وہ نہیں آتا اور غم کی نہیں طاقت
دن عمر کے کٹ جاویں یا ہجر کی یہ راتیں

سودا میں گزرتی ہے کیا خوب طرح 'تاباں'
دو چار گھڑی رونا دو چار گھڑی باتیں

—*—

یار سے اب کے گر ملوں 'تاباں'
تو پھر اُس سے جدا نہ ہوں 'تاباں'

یا بھرے اب کے اُس سے دل میرا
عشق کا نام پھر نہ لوں 'تاباں'

مجھہ سے بیزار ہے مرا ظالم
یہ ستم کس طرح سہوں 'تاباں'

آج آیا ہے یار گھر میرے
یہ خوشی کس سے میں کہوں 'تاباں'

میں تو بیزار اُس سے ہوں لیکن
دل کے ہاتھوں سے کیا کروں 'تاباں'

وہ تو سنتا نہیں کسی کی بات
اس سے میں حال کیا کہوں 'تاباں'

بعد مدت کے ماہرو آیا
کیوں نہ اُس کے گلے لگوں 'تاباں'

—*—

دل مہجور کو قرار کہاں
طاقت و تاب انتظار کہاں

ایک ہی گردش فلک میں ہائے
میں کہاں اور میرا یار کہاں

کوئی دن دیکھنے دے موسم گل
ارے صیاد پھر بہار کہاں

آبلہ دل کا پھوڑنے کے تئیں
تیر مژگاں سوائے خار کہاں

شب ہجراں میں تیرے 'تاباں' کا
غم سوا کوئی غمگسار کہاں

—*—

گل ہے شب ماہ ہے ہائے نہیں گلبدن
روز قیامت ہے شب مجکو سقر ہے چمن

رات مرا حال دیکھہ غم میں ترے صبح نے
پنجۂ خورشید سے چاک کیا پیرہن

تیرا دہاں ہیچ بھی ہو تو کروں اُس کا وصف
جان میں کہتا ہوں سچ اس میں نہیں کچھ سخن

کیونکہ جئے گا کوئی ہاتھہ سے اُس شوخ کے
ایک تو سج قہر ہے تسپہ ستم بانکپن

'تاباں' چلا شہر سے ایکلا جب شیخ شہر
قبر سے مردا اٹھا پھاڑ کے گویا کفن

—*—

دل کو ہر چند مرے طاقت ہجراں تو نہیں
لیک اس غم سے غنیمت ہے کہ نالاں تو نہیں

ہاتھہ بے فائدہ زنداں میں نہ دوڑا مجنوں
طوق ہے تیرے گلے میں یہ گریباں تو نہیں

باولی کیوں نہ زلیخا ہو غم یوسف سے
چاہنا سخت ہی مشکل ہے کچھہ آساں تو نہیں

گرچہ سنبل کو ہے تشبیہ تری زلف کے ساتھہ
پر کوئی ایسا مری جان پریشاں تو نہیں

کوئی خریدار نہیں آئینۂ دل کا یہاں
نام اس شہر کا کیا کشور کوراں تو نہیں

باغباں پوچھنے آیا ہوں غم بلبل کو
ورنہ کچھہ میرے تئیں ذوق گلستاں تو نہیں

ہجر میں یار کے جاری ہے یہ مانند محیط
کیونکہ تھم جاے مرا اشک یہ باراں تو نہیں

گر تو ناخوش ہے مرے شور جنوں سے ناصح
کر مجھے شہر بدر لائق زنداں تو نہیں

سن مرا شور فغاں یار نے جھلا کے کہا
دیکھیو جا کے کوئی اس کو یہ 'تاباں' تو نہیں

— * —

چھوڑ کر غم میں ترے مسکن و ماوا کے تئیں
جی میں آتا ہے نکل جائیے صحرا کے تئیں

سرو پامال ہوا خاک میں سایہ کی طرح
دیکھہ گلشن میں ترے قامت رعنا کے تئیں

غم میں ساقی کے گلستاں میں گل و سرو کو دیکھہ
یاد کرتا ہوں بہت ساغر و مینا کے تئیں

جام گل باغ میں لبریز ہوا شبنم سے
ساقیا صبح ہی بھر ساغر و صہبا کے تئیں

مرگیا قیس غم یار میں روتا روتا
لے گیا گور میں فرہاد تمنا کے تئیں

خانۂ عشق رهے اس سے الٰهی 'تاباں'
داغ مجنوں کا مٹا دیکھہ کے سودا کے تئیں

—*—

ان ظالموں کو جور سوا کام هی نہیں
گویا کہ اُن کے ظلم کا انجام هی نہیں

غم وصل میں ہے هجر کا هجراں میں وصل کا
هرگز کسی طرح مجھے آرام هی نہیں

کیا کیا خرابیاں میں ترے واسطے سہیں
تسپر بھی چاهئے کا مرے نام هی نہیں

اب هم دنوں کو اپنے نہ روئیں تو کیا کریں
کرتے تھے جن میں عیش وے ایام هی نہیں

وے شخص جن سے فخر جہاں کو تھا اب وے هاے
ایسے گئے کہ اُن کا کہیں نام هی نہیں

تم جو هر اک کے دل کو ستاتے هو کیا میاں
آغاز کا جفا کے کچھہ انجام هی نہیں

'تاباں' بتا میں عجز کہاں تک کیا کروں
جز ترکِ مہر یار کا پیغام هی نہیں

—*—

ترے مژگاں کی فوجیں باندہ کر صف جب هوئیں کھڑیاں
کیا عالم کو سارے قتل لوتھیں هر طرف پڑیاں

دم اپنے کا شمار اس طرح تیرے غم میں کرتا ہوں
کہ جیسے شیشۂ ساعت میں گنتا ہے کوئی گھڑیاں

ہمیں کو خانۂ زنجیر سے الفت ہے زنداں میں
وگرنہ ایک جھٹکے میں جدا ہوجائیں سب کڑیاں

تجھے دیکھا ہے جب سے بلبل و گل نے گلستاں میں
پڑی ہیں رشتۂ الفت میں اُن کے تب سے گلجھڑیاں

فغاں آتا نہیں وہ شوخ میرے ہاتھ اے 'تاباں'
لکیریں انگلیوں کی مٹ گئیں گنتے ہوے گھڑیاں

— * —

سینہ شق غم میں ترے کون بشر ہے کہ نہیں
ٹکڑے ہاتھوں سے ترے کس کا جگر ہے کہ نہیں

تو جو کستا ہے کمر قتل پہ میرے ظالم
بیکسی پر بھی مری تجھ کو نظر ہے کہ نہیں

انتظاری میں مرے چشم بھی ہوگئے ہیں سفید
یاالٰہی شب ہجراں کو سحر ہے کہ نہیں

سب کو آزاد تو کرتا ہے قفس سے صیاد
بال و پر کا کہیں میرے بھی اثر ہے کہ نہیں

ڈرتے ڈرتے جو کہا حال میں اُس بانکے سے
وہ لگا کہنے کہیں تیغ و سپر ہے کہ نہیں

کوئی کہتا ہے عدم اُس کو کوئی کچھ بھی نہیں
تو ہی تو بول میاں تیری کمر ہے کہ نہیں

آج کیا تھا * کہ مجھے یار نے پوچھا ' تاباں
اپنے احوال کی کچھہ تجکو خبر ھے کہ نہیں

— * —

ھو جس کو تم سے صرف محبت مرے میاں
دیتا ھے کوئی اُس کو اذیت مرے میاں

تم بے مروتی سے نہ دو میرے تئیں جواب
ھے مجکو تم سے چشم مروت مرے میاں

رھتی ھے مثل آئینہ حیرت مرے تئیں
دیکھوں نہ جب تلک تری صورت مرے میاں

باندھوگے میرے قتل پہ تم کس طرح کمر
رکھتی ھے یہ تو حد ھی نزاکت مرے میاں

میری اذیتوں کا بھلا دوگے کیا جواب
پوچھیں اگر بروز قیامت مرے میاں

پوچھا کبھو نہ مجھہ سے کہ تو کیوں خراب ھے
مجکو رھی ھمیشہ یہ حسرت مرے میاں

بدنام چاھنے سے مرے تم بھی ھوگئے
میں کھینچتا ھوں سخت خجالت مرے میاں

گھر بار کو لٹا کے نکل جاوں دشت میں
آتی ھے اب توجی میں یہ وحشت مرے میاں

پہنچا ھے حال عشق میں یہاں تک مرا کہ اب
آتی ھے سب کو دیکھہ کے رقت مرے میاں

* (ن) ھے -

کرتے ہو مجکو قتل تو گھر ہی میں کیجو دفن
ہووے مباد خلق میں شہرت مرے میاں

ہر شب مرے مزار پہ ہے شمع جلوہ گر
آتی نہیں ہے کیا تمہیں غیرت مرے میاں

'تاباں' کا تم سوائے نہیں ہے کوئی شفیق
لازم ہے اس کے حال پہ شفقت مرے میاں

— * —

ہم خان و ماں لٹا کر صحرا میں آ رہے ہیں
مجنوں سے بھی زیادہ دھومیں مچا رہے ہیں

پا بوس کی تمہارے گر اُن کو نہیں تمنا
تو کیوں چمن میں غنچے سر کو نوا رہے ہیں

دل اُس کی زلف میں سب کہتے ہیں جمع ہوکر
ہم کس بلا میں یارو دیکھو تو آ رہے ہیں

ہر برگ سے تمہارے آنے کی آرزو میں
دست دعا چمن میں سب گل اُٹھا رہے ہیں

شکوا جو کچھہ کرے ہے خوباں کا سو بجا ہے
ہاتھوں سے اُن کے 'تاباں' ہم حد دکھا رہے ہیں *

— * —

کن نے آزردہ کیا مجھہ سے مرے یار کے تئیں
لطف فرما کے تئیں مونس و غمخوار کے تئیں

شکوا جو کچھہ کرے تو تاباں کا سب بجا ہے
ہاتھوں سے اس کے اپنا ہم جی دکھا رہے ہیں

درد * ہجراں کی مجھے تاب نہیں اُس سے کہو
اور تعزیر کرے اپنے گنہ گار کے تئیں

جن نے ظلمات نہ دیکھا ہو سو آکر دیکھے
تیری زلفوں کے تئیں میری شب تار کے تئیں

غیر یا سین کسی نے نہ بتایا کچھہ اور
سب طبیبوں کو دکھایا ترے بیمار کے تئیں

تیری شہرت کو کہاں یوسف کنعاں پہنچے
گرم تو ان نے کیا مصر کے بازار کے تئیں

سخت حیران ہوں کہ کس کس کو سراہوں ظالم
قد کے تئیں سج کے تئیں یا تری رفتار کے تئیں

مجکو پروا نہیں دولت کی جہاں میں ' تاباں '
میں تو رکھتا ہوں سدا چشم گہر بار کے تئیں

— * —

مرنے کی مجکو آپ سے ہیں اضطرابیاں
کرتا ہے میرے قتل کو تو کیوں شتابیاں

میرا ہی خان و ماں نہیں ویراں ہوا کوئی
بہتوں کی کی ہیں عشق نے خانہ خرابیاں

خوان فلک پہ نعمت الوان ہے کہاں
خالی ہے مہر و ماہ کی دونو رکابیاں

ہرگز خم فلک میں نہیں ہے شراب عشق
غنچوں کی خون دل سے بھری ہیں گلابیاں

* (ن) غیر -

حلقوں سے اس کی زلف کے رخسار ھے عیاں
'تاباں' جھڑتے میں دیکھو ھیں کیا ماہ تاباں

— * —

خلق کرتی ھے ملامت تیرے سودائی کے تئیں
تو نے پہنچایا ھے یہاں تک اس کی رسوائی کے تئیں

سرو کی خوبی کا تھا اے رشک طوبیٰ اعتبار
خاک میں تو نے ملایا اس کی رعنائی کے تئیں

تاک کو میں دیکھتا ھوں رشک سے ھے پیچ و تاب
ان نے دیکھا ھے چمن میں کس کی انگڑای کے تئیں

چھوڑ کر سب کی رفاقت ساتھہ میرا ھی دیا
بیکسی نے دیکھہ مجھہ بیکس کی تنہائی کے تئیں

جی میں آتا ھے کہ اب رسوا ھوں تیرے عشق میں
کب تلک میں کام فرماؤں شکیبائی کے تئیں

آج جرم عشق پر کرتے ھیں مجکو سنگ سار
کوئی خبر جلدی کرے میرے تماشائی کے تئیں

دیکھنا ان ماھرویاں کا تو اے 'تاباں' نہ چھوڑ
چاھتا ھے گر ھمیشہ نور بینائی کے تئیں

— * —

خوباں جو پہنتے ھیں نپٹ تنگ چولیاں
ان کی سجوں کو دیکھہ مریں کیوں نہ لولیاں

ھونٹھوں میں جم رھی ھے ترے آج کیوں دھڑی
بھیجی تھیں کس نے رات کو پانوں کی ڈھولیاں

جسدن سے انکھڑیاں تری اس کو نظر پڑیں
بادام نے خجل ہو پھر آنکھیں نہ کھولیاں

تارے نہیں فلک پہ تمہارے نثار کو
لایا ہے موتیوں سے یہ بھر بھر کے جھولیاں

سنبل کو پیچ و تاب عجب طرح کی ہوی
زلفیں جب ان نے جا کے گلستاں میں کھولیاں

گلشن میں بحثنے کو تمہارے دہن کے ساتھہ
کھولا تھا منہ کو کلیوں نے پر کچھہ نہ بولیاں

'تاباں' قفس میں آج ہیں وے بلبلیں خموش
کرتی تھیں ذل جو باغ میں گل سے کلولیاں

— * —

ہوتی نہیں ہے اس سے مجھے راہ کیا کروں
اس دکھہ میں میں جیوں کہ مروں آہ کیا کروں

انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے
جو جانتا ہو اس کو میں آگاہ کیا کروں

مکھڑا سب اس کا خط کی سیاہی میں چھپ گیا
آیا گہن میں آہ مرا ماہ کیا کروں

کعبے کو بتکدے سے کہاں لے چلا ہے شیخ
شیطان نے کیا مجھے گمراہ کیا کروں

یوسف سا شخص تو نہ ہوا اپنی بات کا
'تاباں' میں یہ سمجھہ کے کہیں چاہ کیا کروں

— * —

نہ مرے پاس عزت رمضاں
نہ کبھو کی عبادت رمضاں

دشمن عیش کا میں دشمن ہوں
گو کہ ہے فرض حرمت رمضاں

مجکو مسجد سے کام نہیں الا
سلئے جاتا ہوں رخصت رمضاں

شیخ روتا ہے اپنی روزی کو
کہ نہ از بہر فرقت رمضاں

کچھ نہ حاصل ہوا کسی کے تئیں
غیر فاقہ بدولت رمضاں

زاہد خشک کے تئیں دیکھے
یاد آتی ہے صورت رمضاں

میرے ہم مشربوں میں آ تاباں
ریجھتے ہوں گے حضرت رمضاں

— * —

زلف کہاں، کہاں یہ رخ سنبل ارغواں کہاں
لعل کہاں یہ لب کہاں غنچہ کہاں دہاں کہاں

خانہ بخانہ در بدر کوچہ بکوچہ دشت بدشت
غم میں ترے پھرے ہیں ہم روتے ہوے کہاں کہاں

پھرتے ہوے ہوی ہے عمر تیری گلی سوائے اب
ہم سے فلک زدوں کے تئیں اور کوئی مکاں کہاں

دونوں جہاں کا ہے نصیب روز ازل سے میں بلا
یہاں تو مجھے ہے رنج و غم راحت و عیش وہاں کہاں

اب یہ قفس ہے اور ہم گل ہیں یہ ہم صفیر ہیں
ہائے کہاں وہ ہم صفیر وائے وہ گلستاں کہاں

عمر ہوی کہ جا چکا تیرے ہوائے عشق میں
مشت غبار کا مرے ہوئے گا اب نشاں کہاں

غم میں ترے ہے ہر طرف تاباں ترے کو دور دور
روئے کدھر وہ بیٹھہ کر اور وہ کرے فغاں کہاں

— * —

(ردیف و)

شب کو پھرے وہ رشک ماہ خانہ بخانہ کو بکو
دن کو پھروں میں داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو

قبلہ نہ سر کشی کرو * حسن پہ اپنے اس قدر
تم سے بہت ہیں کج کلاہ خانہ بخانہ کو بکو

خانہ خراب عشق نے کھو کے مری حیا و شرم
مجکو کیا ذلیل آہ خانہ بخانہ کو بکو

تو نے جو کچھہ کہ کی جفا تادم قتل میں سہی
میری وفا کے ہیں گواہ خانہ بخانہ کو بکو

تیری کمند زلف کے ملک بہ ملک ہیں اسیر
بسمل خنجر نگاہ خانہ بخانہ کو بکو

---

* (ب) کوئیے سر کشی -

کل تو نے کس کا خوں کیا مجکو بتا کہ آج ہے
شور و فغاں و آہ آہ خانہ بخانہ کو بکو

مجکو بلا کے قتل کر، یا تو مرے گناہ بخش
ہوں میں کہاں تلک تباہ خانہ بخانہ کو بکو

سینہ فگار و جامہ چاک گریہ کناں و نعرہ زن
پھرتے ہیں تیرے داد خواہ خانہ بخانہ کو بکو

تاباں ترے فراق میں سر کو پٹکتا رات دن
پھرتا ہے مثل مہر و ماہ خانہ بخانہ کو بکو

— ❊ —

مے ہو چمن ہو* ابر ہو جام شراب ہو
یارب کبھو تو میری دعا مستجاب ہو

ہرگز ہمارے قتل میں تاخیر تو نہ کر
ظالم یہی غرض ہے اگر تو شتاب ہو

سیماب کی طرح ہے تھہرنا اسے محال
جس دل کے تئیں الم میں ترے اضطراب ہو

اے میری جان سمجھو تو انصاف کچھ بھی ہے
غیروں سے ہم کلام ہو ہم کو جواب ہو

لایا ہمارے سر پر یہ دل کیا خرابیاں
اس خانماں خراب کا خانہ خراب ہو

یہاں تک تپش ہے عشق کی مجھہ میں کہ بعد مرگ
گل بھی مرے مزار پہ گل کر گلاب ہو

* (ن) ساقی ہو ' ہو اہو -

تاباں کے تئیں خمار سے ہے روز درد سر
دیتی ہے گر شراب تو ساقی شتاب ہو

— * —

کب پہنچتا ہے سنبل اس زلف پر شکن کو
جس پر نثار کرئیے سو نافۂ ختن کو

ناصح تو آ تو اب کے سینے مرا گریباں
میں تار تار کردوں سارے یہ پیرہن کو

صیاد تو خزاں میں کیوں چھوڑتا ہے ہم کو
دیکھیں گے ہم کن انکھیوں اجڑے ہوے چمن کو

کی سب بنائے ہستی ویراں فلک نے لیکن
ہرگز شکست ہی نہیں اس گنبد کہن کو

تو جور دلربا سے شاکی ہو کیوں نہ * تاباں
لیلیٰ نے قیس مارا شیریں نے کوہکن کو

— * —

وہ شوخ ہم سے ہے بیزار دیکھئے کیا ہو
ملے ہیں تسپہ اب اغیار دیکھئے کیا ہو

چھٹیں گے یا نہ چھٹیں گے بہار آنے تک
قفس میں ہم ہیں گرفتار دیکھئے کیا ہو

نہیں ہے دل کو تعلق کسی پریرو سے
اب ان دنوں ہے یہ بیکار دیکھئے کیا ہو

* (ن) نکلا ہوا ہے - † (ن) میں بوسہ اس کا لیا تھا -

پھرے ہے ہاتھہ سے جس کے یہ خلق فریادی
کیا ہے ہم نے اسے پیار دیکھئے کیا ہو

میں اس کا لیتا تیا بوسہ* جو غیر نے دیکھا
اگر ہو خواب سے بیدار دیکھئے کیا ہو

دکھائی جب سے دیا ہے مجھے وہ نرگس چشم
ہوا ہوں تب سے میں بیمار دیکھئے کیا ہو

نہیں ہے تاب غم ہجر کی مجھے تاباں
جدا ہوا ہے مرا یار دیکھئے کیا ہو

— * —

تمہارے غم میں جو کچھہ مجھہ پہ ہے جنجال† مت پوچھو
سنو گے تم تو روؤگے مرا احوال مت پوچھو

کروں کیا وصف ہکلانے کا اس یاقوت لب کے میں
بیاں کرتے زباں ہوتی ہے میری لال مت پوچھو

دکھا مہندی بھرے ہاتھوں کو اُس خونخوار نے یارو
لہو میرا کیا جس طرح سے پامال مت پوچھو

قفس میں اب رہی نہیں طاقت پرواز بھی یارو
ہوے ہیں جس قدر ہم بے پرو بے بال مت پوچھو

کہوں کیا میں جو کچھہ تم بن گذرتی ہے گی تاباں پر
کُڑھے گا جی تمہارا سن کے میرا حال مت پوچھو

— * —

پھر بہار آئی‡ ہے دیوانہ کی تدبیر کرو
بے خبر کیا ہو شتابی اسے زنجیر کرو

*(ن) میں بوسہ اس کا لیا تھا - †(ن) احوال - ‡(ن) آتی -

عاشقاں یار کسی کے نہیں ہوتے نو خط
صفحۂ دل پہ مری بات کو تحریر کرو

ہوں مقرر میں گنہ گار کہ چاہا تم کو
خوبرویاں مجھے من مانتی تعزیر کرو

دلبراں میرے ستانے سے تمہیں کیا حاصل
دل گرفتہ ہو جو کوئی اس کو نہ دلگیر کرو

ابھی کہدے * تو نکل جاے کتابوں کا بھرم
واعظوں سامنے تاباں کے نہ تقریر کرو

— * —

چمن ہو ابر ہو ساقی ہو جام † صہبا ہو
بڑا مزا ہو جو یہ سب مجھے مہیا ہو

نہیں ہے مجنوں کے رہنے کو اس سے بہتر جا
جو سر پہ بید کا سایہ ہو اور صحرا ہو

چمن میں سن کے خبر فصل گل کے آنے کی
رہے وہ ہوش میں کیوں کر کہ جس کو سودا ہو

نہ کاڑہ باغ سے اے باغباں قسم ہے کبھی ‡
میں تیرے گل کے تئیں ہاتھ بھی لگایا ہو

جو اس کے قد کی کروں بحث سرو سے تاباں
تو کیا عجب ہے کہ میرا ہی بول بالا ہو

— * —

میں تو اب مرتا ہوں تم بھی جان صاحب آئیو
دیر مت کیجیو شتابی آپ کو پہنچائیو

---

* (ن) کہہ دوں - † (ن) اور - ‡ (ن) کبھو -

بے طرح صیاد تیری فکر میں آتا ہے آج
اڑ سکے گر باغ سے بلبل تو تو اُڑ جائیو

مجھہ سے وہ روٹھا ہے میں مرتا ہوں یارو جاکے تم
جس طرح جانو مرے ظالم کو مجھہ تک لائیو

میں مروں جس وقت یارو یہ وصیت ہے مری
اس کے کوچے سے مرے تابوت کو لیجائیو

دفن کیجو سایۂ انگور میں ساقی اسے
جو مرے تاباں تو تو یہ آرزو بر لائیو

— * —

مرتے ہیں آرزو میں اس وقت آن پہنچو
تک تم کو دیکھہ لیں ہم جلدی سے جان پہنچو

تم حال سن کے اس کا انجان جان کیوں ہو
عاشق تمہارے غم میں ہے نیم جان پہنچو

تھا میں تو تم سے بے دل پر اور دلربا اب
دل لے چلا ہے میرا اے دلستان پہنچو

ہوں منتظر تمہارا اور جاں بلب ہوں لیکن
میں جی کے تئیں نہ دونگا جب تک نہ آن پہنچو

روتا ہے چاندنی میں کر تم کو یاد تاباں
اس وقت جلد تم بھی اے مہربان پہنچو

— * —

جس پر کہ جور یار و فلک کی جفا بھی ہو
کیا حال ہوگا اُس کا جو جیتا بچا بھی ہو

ہو وے وہ ریسمان گلو اس جنوں کے ہاتھ
گر کوئی میرا تار گریباں رہا بھی ہو

کرتا ہے گر تو بت شکنی تو سمجھ کے کر
شاید کہ ان کے پردے میں زاہد خدا بھی ہو

جاتا رہا ہے جب سے تو اے میرے نور چشم
پھوٹے یہ آنکھ تب سے جو آنسو تھما بھی ہو

تاباں کے ساتھ اپنے تو بیگانہ ہو رہے
تم سچ کہو کسی کے میاں آشنا بھی ہو

— * —

میسر سب کے تئیں اے چرخ گلگشت گلستاں ہو
ہمیں کو ہو قفس اور آہ داغ ہم صفیراں ہو

خدا ہی ان بتاں سے دل کو پھیرے ورنہ اے یارو
نہیں ایسی طرح کوئی کہ یہ کافر مسلماں ہو

سعادت اس کی ہے جو ہاتھ سے تیرے مرے ظالم
مجھے کر قتل تو زنہار مت جی میں پشیماں ہو

ہر اک محفل میں ہے تو جلوہ گر اے شمع نورانی
کبھی تو روشنی بخش شب تار غریباں ہو

ترے غم میں گریباں چاک ہر عاشق ہے اے ظالم
میں ڈرتا ہوں مبادا تجھ سے کوئی دست و گریباں ہو

کرے گر یار مجھکو قتل یارب مت روا رکھیو
کہ روز حشر میرا ہاتھ ہو اور اس کا داماں ہو

نہیں ممکن اندھیری رات غم کی کٹ سکے مجھہ سے
مرے سینے میں روشن گر نہ تیرا داغ ہجراں ہو

ہمارا مزرع امید ہے گا خشک مدت سے
نہ کر منت کش باراں توھی اے اشک باراں ہو

بجا ہے اس کی تربت پر چڑھانا دستۂ نرگس
جو کوئی مقتول شمشیر نگاہ چشم خوباں ہو

مرا یہ تودۂ خاک ابر رحمت کا نہیں تشنا
الہی اس کماں ابرو کا اس پر تیر باراں ہو

کہیں فانوس میں 'تاباں' چھپا ہے شمع کا شعلہ
گل داغ محبت کس طرح سینے میں پنہاں ہو

— * —

تجکو چاہا اے ستمگر اب جو ہونا ہو سو ہو
مرگ کا بھی اُٹھہ گیا ڈر اب جو ہونا ہو سو ہو

خار ہوں صحرا میں میں یا در بدر روتا پھروں
عشق میں تیرے تجا گھر اب جو ہونا ہو سو ہو

ایک دن غم میں تمہارے جی کو دینا سر پٹک
دل میں ٹھانا ہے مقرر اب جو ہونا ہو سو ہو

چاہتا ہوں اس کو میں عالم کیا ہے جن نے قتل
جی سے بیٹھا ہاتھہ دھو کر اب جو ہونا ہو سو ہو

آئینہ اُس کے مقابل کیوں ہوا پھوڑوں گا میں
یار خوش ہو یا مکدر اب جو ہونا ہو سو ہو

عشق میں جی جاے یا سر جاے میں پھرنے کا نہیں
کہہ چکا سب سے مکرر اب جو ہونا ہو سو ہو

شمع ساں ہر استخواں ہو آتش غم میں گداز
یا کرے طعمہ سمندر اب جو ہونا ہو سو ہو

عشق کی گرمی سے ہو جاوے بھبھولا سب بدن
یا ملے خاروں کا بستر اب جو ہونا ہو سو ہو

چل کے 'تاباں' لے یہیں بیداد گر سے اپنی داد
دیکھئے کب ہووے محشر اب جو ہونا ہو سو ہو

— * —

عاشق ترا مرے تو قیامت ہی دھوم ہو
عالم کا گرد نعش کے اُس کی ھجوم ہو

پیارے سوائے سیب زنخ کے تیرے اگر
بوسہ کسی کا لوں تو وہ مجکو زقوم ہو

تجھہ بن بہار باغ خزاں ہی دکھائی دے
مجکو نسیم صبح بھی باد سموم ہو

بستی تو کیا ہے شیخ یقیں ہے مرے تئیں
اُڑ جاے وھاں کی خاک جہاں تجھہ سا بوم ہو

اس واسطے جلی غم پروانہ لے کے شمع
تا بعد یار یار کا جلنا رسوم ہو

اُس سنگدل کے دل میں تو ہرگز نہ ہو اثر
گو میری آہ گرم سے آہن بھی موم ہو

'تاباں' تو اُس کے حکم کو ہرگز نہ مانیو
جھوٹھا ہی جانیو جسے علم نجوم ہو

—*—

(ردیف ہ)

ڈھونڈ لے اُس خاک میں ظالم نشان سوختہ
جس میں آتی ہوے بوے استخوان سوختہ

غم میں پروانے کے ہے جو کچھہ کہ اُس کی سرگزشت
شمع کہہ سکتی نہیں ہے با زبان سوختہ

عشق کی آتش میں قمری جلکے خاکستر ہوئی
رہ گئی ہے سرو پر جوں آشیان سوختہ

نعمت الوان بھی خوان فلک کی دیکھہ لی
ماہ نان خام ہے اور مہر نان سوختہ

آہ آتش ناک کا جب دل سے نکلا دود آہ
آشکارا ہوگیا سوز نہان سوختہ

صرف پروانے ہی پر موقوف نہیں ہے سوز عشق
میں بھی رکھتا ہوں دل پر داغ و جان سوختہ

آہ کے شعلہ سے اُن کی لگ اُٹھے آگ اُس طرف
جس طرف کو ہوکے نکلیں عاشقان سوختہ

عشق کی آتش تو اب دل میں سرایت کرگئی
اشک سے گو میں بجھاوں خانمان سوختہ

اپنے 'تاباں' سوختہ دل کا وہی تو جان گھر
جس جگہ تجکو نظر آوے مکان سوختہ

—*—

گر اُٹھے شعلۂ سوز جگر پروانہ
آپ سے آپ جلیں بال و پر پروانہ

ایک شب آ کے کہیں شمع ہوئی تھی روشن
ہے مری خاک پہ اب تک گزر پروانہ

اُس طرف شام ہوئی اور ادھر شمع جلی
اس طرف آئی قیامت بہ سر پروانہ

شمع روکا مرے شاید کہ کبھو دل ہو گداز
حال اپنا میں لکھوں لیکے پر پروانہ

شمع کو حاجت فانوس نہیں کچھہ یارو
اُس کے پردے کے تئیں بس ہے پر پروانہ

مرگ عاشق سے ہے معشوق کے تئیں کب پروا
غم نہیں شمع کو گو ہو ضرر پروانہ

شمع کی آنکھہ میں گل کیوں ہے سبب نہیں معلوم
اُس کو شاید کہ لگی ہے نظر پروانہ

عشق میں شمع رخوں کے جو مرے گل کے عوض
اُس کی تربت پہ رکھو جا کے پر پروانہ

کس طرح شمع کے شعلے سے لپٹ جاتا ہے
عشق میں کیا ہی ہے 'تاباں' جگر پروانہ

— * —

ترا منہہ دیکھہ کر کہتا ہوں اے ماہ
کہ کیا روشن ہے یہ اللہ اللہ

کھلے گل اور بہار آئی چمن میں
قفس سے بلبلیں چھٹتی نہیں آہ

میاں صاحب ہمارے حال سے تم
بتاو کیوں نہیں ہوتے ہو آگاہ

ہمارا وہ پریرو اب کہاں ہے
نظر آتا تھا ہم کو گاہ بے گاہ

بہت سا ڈھونڈکر 'تاباں' تھکا میں
نہ پایا پر کوئی معشوق دلخواہ

— * —

ظالم تو کھینچتا ہے عبث تیغ مجھ پہ آہ
میرے شہید ہونے کو کافی ہے ایک آہ

دکھلا لہو لہان کفن حق کے روبرو
قاتل سے اپنے حشر کو ہوں گا میں داد خواہ

مدت سے آرزو ہے کہ میری یہ مشت خاک
دامن سے اُس کے جاکے لگے ہو غبار آہ

اے بادشاہ حسن گداؤں میں ہیں ترے
ہم پر نگاہ لطف کی لازم ہے گاہ گاہ

ظالم میں کیا کیا کہ تو کھینچے ہے مجھ پہ تیغ
کوئی کسی کو قتل بھی کرتا ہے بے گناہ

کیا جانئے کہ غیر کے خرمن پہ کب پڑے
رکھتی ہے حکم برق کا مجھ دل جلے کی آہ

'تاباں' کروں نثار میں حشمت کے نام پر
میرے کئے اگر ہو سلیماں کا مال و جاہ

— * —

یک بیک تم ہم سے چھوڑی آشنائی واہ واہ
تمکو یونہی چاہئے اے جان میری واہ واہ

قتل کر یا گالیاں دے سب طرح راضی ہیں ہم
جو رضا ہووے ہمارے حق میں تیری واہ واہ

کھپ گئی دل میں ہمارے چھب تری اے جامہ زیب
زور ہی پھبتی ہے تجکو* تنگ چولی واہ واہ

کیا گھٹا آئی تھی اور تونے نہ دی مجکو شراب
جی ترستا ہی رہا اے میرے ساقی واہ واہ

جب مجھے دیکھے ہو گالی دیکے چھپ جاتے ہو تم
یہ عداوت † کچھہ نئی تم نے نکالی واہ واہ

ایک باری تو سنو احوال میرا آکے تم
پھر جو کچھہ آگے رضا ہووے تمہاری واہ واہ

کیوں نہ پھوٹے خون دل 'تاباں' بڑی سن اس بات کو
تم نے اس بن غیر کے گھر جاکے مے پی واہ واہ

—*—

دے قول اب تلک بھی نہ آیا وہ یار آہ
اُس بن نہیں ہے دل کو ہمارے قرار آہ

آگے ہی فصل گل سے قفس تھا ترے نصیب
بلبل تو دیکھلے بھی نہ پائی بہار آہ

* (ن) پھبی تھی تونے -   † (ن) ادا اب -

هر رات تیرے غم سے نکلتی هے دل سے جان
کر یاد تیری زلف کے تئیں بار بار آہ

کرتا هوں یاد سنگدلی شعلہ خو کی جب
نکلے هے میرے دل سے برنگ شرار آہ

ایجان تیرے هجر میں رو رو تڑپ تڑپ
'تاباں' کے منہہ سے نکلے هے بے اختیار آہ

— ❊ —

کیوں غیر سے لکھا کر بھیجا جواب نامہ
هے پیچ و تاب مجکو جوں پیچ و تاب نامہ

قاصد سے میرے اُن نے یہ کہہ دیا زبانی
اتی هے عار مجکو لکھتے جواب نامہ

لکھہ دوں گا تجکو قاصد میں خط بلندگی کا
اُس شوخ سے اگر تو لایا جواب نامہ

میرا جواب نامہ یہاں لکھہ چکے پر اب تک
قاصد پھرا نہ وهاں سے لے کر جواب نامہ

'تاباں' کے درد دل کی باتیں لکھی هیں اس میں
لانے کا نہیں کبوتر هرگز تو تاب نامہ

— ❊ —

گئے نالے ترے برباد مانند جرس چپ رہ
اثر دیکھا تری فریاد کا دل هم نے بس چپ رہ

نہیں ممکن کہ تجکو چھوڑ دے صیاد هے ظالم
عبث فریاد کیوں کرتا هے اے مرغ قفس چپ رہ

مرا ھی شور نالہ بس ھے سوتوں کے جگانے کو
نہ پھر ھر رات چلاتا عبث تو اے عسس چپ رہ

جرس فریاد میں تیری کہاں سینہ خراشی ھے
ھمارے نالۂ دل کی عبث مت کر ھوس چپ رہ

گلی میں یار کی روتے * ھوے مدت ھوی لیکن
کبھو ھنس کر نہیں کہتا کہ اے 'تاباں' تو بس چپ رہ

— * —

(ردیف ی)

کسی کا کام دل اس چرخ سے ھوا بھی ھے
کوئی زمانہ میں آرام سے رھا بھی ھے

کسی میں مہر و محبت کہیں وفا بھی ھے
کوئی کسی کا زمانے میں آشنا بھی ھے

کوئی فلک کا ستم مجھہ سے بچ رھا بھی ھے
جفا نصیب کوئی مجھہ سا دوسرا بھی ھے

برا نہ مانیو میں پوچھتا ھوں اے ظالم
کہ بیکسوں کے ستانے سے کچھہ بھلا بھی ھے

جو پختہ مغز ھیں وے سوز دل نہیں کہتے
کسی نے شمع سے جلنے میں کچھہ سنا بھی ھے

تم اس قدر جو نڈر ھو کے ظلم کرتے ھو
بتاں ھمارا تمھارا کوئی خدا بھی ھے

* (ن) مدت ھوی روتے پڑا رہ یارر -

تو قاتلوں سے لگاتا ہے دل کو کیوں 'تاباں'
کہ اُن کے هاتھ سے جیتا کوئی بچا بھی ہے

— * —

میں نے چاہا تھا رکھوں عشق کو پنہاں تیرے
کیا کروں پھوٹ بہے دیدۂ گریاں میرے

زندگی اُس کی بتا دے تو کوئی ہو کیونکر
رات دن جس کو رہے درد و الم غم گھیرے

یار کو مجھ سے تڑاتا ہے تجھے کیا حاصل
اور بھی رنج ہیں اے چرخ تجھے بہتیرے

آج یہاں خیمے کو برپا تو بھی کرلے اے حباب
کل خدا جانئے ہوویں گے کدھر کو ڈیرے

ان بتاں سے کبھی پھرنے کا نہیں ہے 'تاباں'
عشق سے اُن کے مگر اس کو خدا ہی پھیرے

— * —

کوئی کم ہے ایسا کہ * جیتا بچا ہے
تجھے جن نے دیکھا ہے سو مرگیا † ہے

کسے چاہتا ہے کہاں مبتلا ہے
تڑپتا ہے کیوں دل تجھے کیا ہوا ہے

نہ مارا مرے ہے نہ کاٹا کٹے ہے
مجھے سخت اس دل نے عاجز کیا ہے

* (ن) جو۔ † (ن) رہا۔

کوئی مجھ سا بیکس نہ ہوگا جہاں میں
کہ نے کوئی مونس ہے نے آشنا ہے

نبھے گی مری اس کی کس طرح 'تاباں'
میں نازک طبیعت ہوں وہ میرزا ہے

— * —

فصل گل آئی ہے لیکن باغ میں صیاد ہے
بلبلوں کے حق میں یارو سخت یہ بیداد ہے

کیا توقع زندگی کی ہوگی وصل یار سے
دل مرا محروم ہے مایوس ہے ناشاد ہے

کیوں نہ خوش وقتی ہو حاصل دل کے تئیں اے بحر حسن
مجھکو تیرا سبزۂ خط سیر خضر آباد ہے

جانتے ہیں لوگ جس کے تئیں سویدا سو نہیں
عشق کا دل میں مرے یہ داغ مادرزاد ہے

کر گریباں چاک ان کے ہاتھ سے صحرا میں جا
شہر میں خوباں کے 'تاباں' ظلم اور بیداد ہے

— * —

مرا خورشید رو سب ماہ رویاں بیچ یکا ہے
کہ ہر جلوے میں اس کے کیا کہوں اور ہی جھمکا ہے

نہیں ہونے کا چلتا گر سلیمانی لگے مرہم
ہمارے دل پہ کاری زخم اس ناوک پلک کا ہے

کئی باری بنا ہوی جس کی پھر کہتے ہیں توتے کا
یہ حرمت جس کی ہو اے شیخ کیا تیرا وہ مکا ہے

ہر اک کے دل کے تئیں لے کر وہ چلچل بھاگ جاتا ہے
ستمگر ہے جفا جو ہے شرابی ہے اچکا ہے

نہ جا واعظ کی باتوں پر ہمیشہ مے کو پی 'تاباں'
عبث ڈرتا ہے تو دوزخ سے اک شرعی ڈرکا ہے

— * —

خط ہے یا یہ مصحف رخ کی ترے تصویر ہے
یا کسی عاشق کے دود آہ کی تاثیر ہے

کیونکہ ہو آزاد قمری بندگی کے طوق سے
سرو کی ہر شاخ گویا اس کے تئیں زنجیر ہے

ایک دن بھی سنگدل کے دل میں نہیں ہوتا اثر
روز اس کے غم میں مجکو نالۂ شبگیر ہے

دام لاتا ہے عبث صیاد بلبل کے لیے
رنگ گل کی موج ہی اس کے تئیں زنجیر ہے

حرص سے دنیا کی ہووے کس طرح آزاد تو
رشتۂ طول امل زاہد ترا زنجیر ہے

فصل گل آتی ہے دیوانو کرو کچھ اپنا فکر
ہر طرف سنتا ہوں میں پھر شیون زنجیر ہے

چاندنی ہے آج تاباں یا روپہلی ہے زمیں
یا یہ چادر نور کی ہے یا یہ جوئے شہر ہے

— * —

تو بھلی بات سے ہی میری خفا ہوتا ہے
آہ کیا چاہنا ایسا ہی برا ہوتا ہے

تیرے ابرو سے میرا دل نہ چھٹیگا ہرگز
گوشت ناخن سے بھلا کوئی جدا ہوتا ہے

میں سمجھتا ہوں تجھے خوب طرح اے عیار
تیرے اس مکر کے اخلاص سے کیا ہوتا ہے

ہے کف خاک مری بسکہ تب عشق سے گرم
پانو وہاں جس کا پڑے آبلہ پا ہوتا ہے

دل مرا ہاتھہ سے جاتا ہے کروں کیا تدبیر
یار مدت کا مرا ہاے جدا ہوتا ہے

راہبر منزل مقصود کو درکار نہیں
شوق دل اپنا ہی یہاں راہ نما ہوتا ہے

غیر ہر جائی مرا یار لیے جاتا ہے
مجھہ پہ تاباں یہ ستم آج بڑا ہوتا ہے

— * —

قفس سے چھوٹنے کی کب ہوس ہے
تصور بھی * چمن کا ہم کو بس ہے

بجاے رخنۂ دیوار گلشن
ہمیں صیاد اب چاک قفس ہے

* (ن) ہی -

فغاں کرتا ہی رہتا ہے یہ دن رات
الٰہی دل ہے میرا یا جرس ہے

کٹیں گے عمر کے دن کب کے بے یار
مجھے اک اک گھڑی سو سو برس ہے

ہماری داد کے تئیں کون پہنچے
نہ کوئی مونس نہ کوئی فریاد رس ہے

گلی میں یار کی ہو جائیے خاک
مرے دل میں یہ مدت سے ہوس ہے

سفر دنیا سے کرنا کیا ہے تاباں
عدم ہستی سے راہ یک نفس ہے

— * —

ساقی ہوائے * ابر ہوائے شراب ہے
اس وقت مے نہ دے تو قیامت عذاب ہے

شبنم نہیں ہے یہ تری انکھیوں کے شوق میں
ہر صبح غم سے دیدۂ نرگس پر آب ہے

شاید کیا ہے یاد مجھے آج یار نے
اس وقت میرے دل کو نہایت اضطراب ہے

دیکھ اس کو شمع تاب نہ لائی پگھل گئی
اس شعلہ خو کے حسن کی کیا آب و تاب ہے

* (ن) آتا ہے -

اس خانماں خراب کی تقصیر کچھہ نہیں
تاباں ہمارا دل ہی یہ خانہ خراب ہے

— * —

گلے لگ رات کو وہ گلبدن جب ساتھہ سوتا ہے
ہمارا صبح کو جامہ بسا پھولوں میں ہوتا ہے

ہوا ہے تجھہ سے اے پیارے جدا جس روز سے عاشق
کبھی ہنستے نہ دیکھا اس کو جب دیکھا تو روتا ہے

تو مے پی اس قدر ظالم کہ تجکو کیف کم ہووے
ترا بیہوش ہوجانا ہمارا ہوش کھوتا ہے

نظر آتی ہے یوں بوندیں عرق کی تیری زلفوں میں
کہ جیسے اپنے بالوں میں کوئی موتی پروتا ہے

پڑا ہے شور عالم میں ترے تاباں کی گرمی کا
اُچٹ جاتی ہیں نیندیں سب کی جب راتوں کو روتا ہے

— * —

بتاں پر جب سے دل مائل ہوا ہے
خدا کی یاد سے غافل ہوا ہے

تری تیڑھی نگہ سے اے ستمگر
اک عالم قتل اور بسمل ہوا ہے

غم و درد و الم اور محنت و رنج
یہ مجکو عشق میں حاصل ہوا ہے

ستایا لے کے دل کو اس کے کیوں جان
کہ عاشق تم سے اب بے دل ہوا ہے

اسے مرہم سلیمانی ہے درکار
کہ دل تاباں کا اب گھائل ہوا ہے

— * —

فصل گل ہے بہار گلشن ہے
میں ہوں بے یار و کنج گلخن ہے

آج کے دن کے کیوں نہ ہوں قرباں
اس کا خنجر ہے میری گردن ہے

داغ دل نہیں ہے میرے سینے میں
کوٹھری میں چراغ روشن ہے

شمع کی طرح ہجر میں ہر شب
اشک آلودہ میرا دامن ہے

کوئی بلبل ہوئی ہے صید مگر
ہم صفیروں میں آج شیون ہے

کیوں نہ لیوے ہمیشہ یہ جلوہ *
شمع ہر شب نئی ہی دلہن ہے

اور تو فن بہت ہیں پر تاباں
عاشقی کا بھی † اور ہی فن ہے

— * —

ہوے ہیں جا کے عاشق اب تو ہم اس شوخ چلچل کے
ستمگر ، بے مروت ، بیوفا ، بے رحم ، اچپل کے

---

* (ن) ہو جلوہ گر ہمیشہ وہ ۔ † (ن) کچھ ۔

غزالوں کو تری انکھیوں سے کچھہ نسبت نہیں ہرگز
کہ یہ آھو ھیں شہری اور وے وحشی ھیں جنگل کے

گرفتاری ہوئی ہے دل کو میرے بے طرح اس سے
کہ آے پیچ میں کیتے ھی ان کی زلف کے بل کے

یہ دولت مند اگر شب کور نہیں یارو تو پھر کیا ہے
کہ ھیں یہ چاندنی راتوں کو بھی محتاج مشعل کے

تمہارے درد سر سے صندلی رنگو اگر جی دوں
تو چھاپے قبر پر دینا مری تم آکے صندل کے

کوئی اس کو کہے ہے دام کوئی زنجیر کوئی سنبل
ھزاروں نام ھیں کافر تری زلف مسلسل کے

بیاباں بن ھمیں الفت نہیں ہے شہر سے ہرگز
طرح مجنوں کے تاباں ہم تو دیوانے ھیں جنگل کے

—*—

دل نہیں ہے مرا یہ اخگر ہے — لائق طعمۂ سمندر ہے

سینۂ گل کو چاک چاک کیا — آہ بلبل کی کیا موثر ہے

تونے دیکھا ہے اس کو کن آنکھوں — آج آئینہ کیوں مکدر ہے

سر رکھوں یار کے کف پا پر — ھاے یہ عیش کب میسر ہے

قتل سے اپنے میں نہیں ڈرتا — گر یہی جی میں ہے تو بہتر ہے

مت ہو بے صبر مل رھیگا تجھے — تری قسمت میں جو مقدر ہے

شب ھجراں یار کو مت پوچھہ — روز محشر سے بھی یہ بدتر ہے

ننگ و ناموس کو اُڑا بیٹھا
میرا تاباں عجب قلندر ہے

—*—

ہزاروں بار صاحب ہوش کی تدبیر پھرتی ہے
ولیکن حق تعالیٰ کی نہیں تقدیر پھرتی ہے

ترے رخسار پر دیکھا ہے میں نے زلف کو ظالم
دلوں کے قید کرنے کے لئے زنجیر پھرتی ہے

نہ گل کچھہ بات کہتا ہے نہ غنچہ منہ لگاتا ہے
تبھی بلبل چمن میں دیکھہ تو دلگیر پھرتی ہے

سلیماں کیا ہوا جو تو نظر آتا نہیں مجکو
مری انکھیوں کی پتلی میں تری تصویر پھرتی ہے

نہ ہو قربان کیوں تاباں سن اے ترک کماں ابرو
تری ترچھی نگہ جوں بازگشتی تیر پھرتی ہے

—*—

کیا کریں کیونکر رہیں دنیا میں یارو ہم خوشی
ہم کو رہنے ہی نہیں دیتا ہے ہرگز* غم خوشی

ہم تو اپنے درد اور غم میں نپٹ محظوظ ہیں
ہم کو کیا اس بات سے رہتا ہے گر عالم خوشی

اے عزیزو اس خوشی کو کوئی خوشی نہیں پہونچتی
عاشق اور معشوق جب ہوتے ہیں مل باہم خوشی

اے فلک جس جس طرح کا غم تو چاہے مجکو دے
میں کبھی نالاں نہ ہوں ہرگز رہوں ہر دم خوشی

* (ن) دنیا میں نہیں رہتی ہے فیراز –

یار ہے مے ہے چمن ہے کیوں نہ ہم خوش وقت ہوں
اس طرح کی ہوگی اے تاباں کسی کو کم خوشی

— * —

نہیں دیتا ہے وہ ظالم کسی کی داد کیا کیجے
جو ہو بے رحم یارو اس سے جا فریاد کیا کیجے

بہار آئی ہے اور ہم ہیں قفس میں بند مدت سے
ہمارا جی ترستا ہے ارے صیاد کیا کیجے

یہی ہے آرزو جی میں کہ اپنے ہاتھ سے مریے
ہمیں تو قتل نہیں کرتا ہے وہ جلاد کیا کیجے

نہیں ممکن کہ تیرے وصل کی ہم کو خوشی ہووے
مریں گے ہجر میں افسوس ہم ناشاد کیا کیجے

بجز تلوار تو تاباں سے ہرگز بات نہیں کہتا *
ترے ہاتھوں سے اے قاتل بتا فریاد کیا کیجے

— * —

مرا خورشید رو آتا ہے کھولے بال کیا کیجے
مقرر آج آیا سر پہ سب کے کال کیا کیجے

نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ ہنستا ہے نہ روتا ہے
ترے عاشق کا ہے اے جان اب یہ حال کیا کیجے

مرا دل ایک تو رہتا ہے دیوانہ سدا تم پر
بہار آکر ستاتی ہے اسے ہر سال کیا کیجے

* (ن) کرتا —

تمہاری زلف سے دل کو گرفتاری ہوی میرے
ہوا اس دام سے چھٹنا اسے جنجال کیا کیجے

کوئی ایسا نہیں جو قید سے ان کو چھڑا دیوے
قفس میں بلبلوں کا ہے برا احوال کیا کیجے

دیا برباد ہم نے آپ کو پر وہ نہیں آتا
یہی کہتے ہیں رو رو خاک سر میں ڈال کیا کیجے

یہ سچی بات سے تاباں کبھی قائل نہیں ہوتے
عبث ان واعظوں سے جا کے قیل و قال کیا کیجے

—*—

ملے ہے غیر سے جا جا مرا دلخواہ کیا کیجے
مرا کچھہ بس نہیں چلتا ہے اس پر آہ کیا کیجے

نہیں پاتے کوئی معشوق ہم دلخواہ کیا کیجے
اسی حسرت میں ہم مرتے ہیں یارو آہ کیا کیجے

پھریں ہم خاک سر میں ڈالتے اور پوچھتے گھر گھر
نپاے یار کے کوچے کو تو بھی آہ کیا کیجے

ہزار افسوس ہے اس سنگدل کے دل میں اے یارو
اثر کرتی نہیں ہرگز ہماری آہ کیا کیجے

میاں صاحب سبب کیا ہے بتاؤ اپنے بندوں سے
دماغ اب اس قدر کرتے ہو تم اللہ کیا کیجے

ہم اس کے ہجر میں مرتے ہیں لیکن اب تلک ظالم
نہیں ہوتا ہمارے حال سے آگاہ کیا کیجے

کیا یعقوب سے یوسف نے کیا اور کیا زلیخا سے
سمجھ اس بات کو تاباں کسی سے چاہ کیا کیجے

— * —

کرے گر قتل ظالم ہم کو بے تقصیر کیا کیجے
بتاؤ مجکو اے یارو اسے تعزیر کیا کیجے

پھرے ہر چند دیوانے ہم ان کے عشق میں لیکن
نہیں ہوتے پریرو آشنا تدبیر کیا کیجے

میں ڈرتا ہوں کہیں نازک انگوٹھے کو نہ دکھہ پہنچے
کماں کو کھینچتا ہے شوخ بے زہ گیر کیا کیجے

جو سن کر نام اس کی زلف کا بے تاب ہوتا ہے
الہی ایسے دیوانے کے تئیں زنجیر کیا کیجے

بہت میں فکر کی ہرگز نہ آیا دام میں میرے
ہوا وہ ملہرن جا اور کا نخچیر کیا کیجے

ستانا عاشق بے دل کو کیا لازم ہے اے صاحب
دیا ہو جن نے دل تم کو اسے دلگیر کیا کیجے

کماں ابرو نے تاکا تھا مرے دل کے نشانے کو
لگایا غیر کے سینے میں ان نے تیر کیا کیجے

جو غم مجھہ پر گذرتا ہے تمہارے خط کے آنے سے
سو کہنے میں نہیں آتا اسے تحریر کیا کیجے

ترا مہرو چکوروں میں گیا اور تو رہا تنہا
یہی تھی ہاے اے تاباں تری تقدیر کیا کیجے

— * —

هر چند تم سے حال همارا چهپا تو هے
لیکن کسی سے تم نے بهی کچهه کچهه سنا تو هے

میری نصیحتوں کو نه مانا هزار حیف
کهینچے گا سخت رنج تو اے دل لگا تو هے

هو مجهکو دسترس تو میں ٹکڑے کروں اسے
پهولوں کا هار تیرے گلے اب پڑا تو هے

برباد گئی هوا میں تری سب تو پوچهه دیکهه
گو میری مشت خاک نهیں اب صبا تو هے

تاباں حرم کو جاوں گا اب میں بهی چهوڑ دیر
کوئی بتاں نه هوویں* همارا خدا تو هے

— * —

عشق کیا هے جا کسی † کامل سے پوچها چاهئے
ماجرا اُس کا کسی عاقل سے پوچها چاهئے‡

کیا تڑپنے میں مزا هے قتل هو ظالم کے هاتهه
اس کی لذت کے تڑپیں§ بسمل سے پوچها چاهئے

هم سے کیوں ملتا نهیں عطار کا بیمار هے
درد اپنے کی دوا قاتل سے پوچها چاهئے

کیوں چڑهاتا هے هر اکدم تیوری تلوار کهینچ
آج برهم کس په هے قاتل سے پوچها چاهئے

جن نے اس کا زخم کهایا هو اسے معلوم هے
تیغ ابرو کی صفت گهائل سے پوچها چاهئے

* (ن) کوے بتاں نه هووے الخ - † (ن) شے هے کسی -
‡(ن) کیونکه دل جاے کسی پے دل سے پوچها چاهئے - § (ن) کو کسی -

یار کے جور و جفا و ظلم سے معلوم نہیں
کیا کدورتی ہوگی تاباں دل سے پوچھا چاہئے

— * —

کس طرح سے ہوسکے تیرے مقابل آرسی
ہر مژہ چبھتی ہے تیری دل میں اس کو آرسی

کن لےآ آنکھیں دکھائیں باغ میں نرگس کے تئیں
کیا سبب ہے جو نظر آتی ہے یہ بیمار سی

پار ہو جاتا ہے سینے سے ترا تیر نگاہ
دل میں لگتی ہے مرے ابرو تری تلوار سی

حق کہا منصور نے سولی چڑھایا اُس کے تئیں
راستی کی بات کیوں لگتی ہے سب کو دار سی

جا کے وہ مہ رو چکوروں کا ہوا ہے آشنا
اس سے ملتے مجکو اب آتی ہے تاباں عارسی

— * —

نہیں تم مانتے میرا کہا جی
کبھی تو ہم بھی سمجھیں گے بھلا جی

اچنبھا ہے مجھے بلبل کہ گل بن
قفس میں کس طرح تیرا لگا جی

تمھارے خط کے آنے کی خبر سن
میاں صاحب نپٹ میرا کڑھا جی

زکواۃ حسن دے میں بے نوا ہوں
یہی ہے تم سے اب میری صدا جی

کسی کے جی کے تئیں لیتا ہے دشمن
مرا تو لے گیا ہے آشنا جی

تھکا میں سیر کر سارے جہاں کی
مرا اب سب طرف سے مرگیا جی

جلایا آکے پھر تاباں کو تونے
ہماری جان اب تو بھی سدا جی

—*—

اس بے وفا کو میرے جا کر کوئی سناوے
مشکل ہے مجکو جینا گر آج تو نہ آوے

ظالم ہو یا ستمگر بانکا ہو یا سپاہی
ہم تو ملیں گے اس سے یہ سر رہے کہ جاوے

عاشق کو دیکھتے ہی دیتا ہے گالیاں وہ
کس کو غرض پڑی ہے کون اس کے پاس آوے

بے بال و پر ہے بلبل اور بند ہے قفس میں
گلشن کو یاد کرکر کیوں کر نہ ترپھڑاوے

رونے کو بھول جاوے بے اختیار ہنس دے
تاباں کو جب وہ مہرو ہنس ہنس گلے لگاوے

—*—

یار نے پگڑی سجی ہے زور ہی
آج اس کی سج بنی ہے زور ہی

شوخ نے گالی جو مجکو ہنس کے دی
میرے تئیں پیاری لگی ہے زور ہی

یک تھی تن زیب کی اے گلبدن
بر میں تیرے کھب رھی ھے زور ھی

زلف کالی یہ تری اے ماھرو
رنگ گورے پر کھلی ھے زور ھی

فصل گل آئی ھے تاباں چل کے دیکھہ
دھوم گلشن میں مچی ھے زور ھی

— * —

مرے دل کی سی اے یارو جرس فریاد کیا جانے
تڑپ یہ اِس طرح کی کشتۂ جلاد کیا جانے

تری زلفوں کو دل لینے کے لاکھوں پیچ آتے ھیں
یہ شکلیں صید کرنے کی کوئی صیاد کیا جانے

نگھہ لوھے کے آئینہ میں تیری ڈوب جاتی ھے
لگانا اِس صفا سے نیشتر فصاد کیا جانے

ھزاروں سر گریں تیری بھنوؤں کے اک اشارت میں
یہ جلدی اور ایسا کسب کوئی جلاد کیا جانے

میں کھویا رفتہ رفتہ غیر کے تئیں پاس سے تیرے
یہ بھاری کوہ سر سے ٹالنا فرھاد کیا جانے

میں دوں تشبیہہ کیونکر اس کے تئیں آھن سے اے پیارے
جو کچھہ سختی ھے میرے دل میں سو فولاد کیا جانے

یقیں ھے میرے تئیں تاباں نہ جمع نونہالاں میں
یہ اٹھکھیلی کے چلنے کی طرح شمشاد کیا جانے

— * —

پھرے ہے آج بلبل گرد دیواروں کے منڈ لاتی
ترے ڈر سے ارے صیاد گلشن میں نہیں جاتی

بڑے حظ لوٹتی جاکر چمن کے بیچ ہر گل سے
اگر بلبل قفس سے فصل گل میں چھوٹنے پاتی

تڑپتا ہے مرا جی بے طرح اے جان آ پہنچو
نظر آتی نہیں تم بن مجھے یہ جان تھہراتی

تمھارے گل سے چھرے پر طرح بلبل کے شیدا ہوں
مجھے تم بن کسی گلرو کی صورت خوش نہیں آتی

دیا برباد یہاں تک آپ کو میں عشق میں تیرے
کہ میری خاک بھی ظالم کبھی ڈھونڈے نہیں پاتی

چلا کر خانماں اپنا جو صحرا میں نکل جاتے
تو میرے آہ کے شعلے سے وہاں بھی آگ لگ جاتی

اگر وہ زلف اپنی کھول دکھلاتا کہیں مجھہ کو
تو کیا جانوں کہ میرے سر کے اوپر کیا بلا آتی

نہ پاتا کھوج زاہد میکدے میں دختر رز کا
اگر خم سے نکل آکر میری انکھیوں میں چھپ جاتی

بڑے حظ لوٹتا میں زندگی اپنی سے دنیا میں
اگر اس تیغ ابرو ساتھہ میری عمر کٹ جاتی

جو مہرو پہن جوڑا بادلے کا رات آجاتا
تو جھمکا دیکھہ اس کا چاندنی بھی فرش ہو جاتی

نہ جی لگتا ہے اب گھر میں نہ صحرا مجکو بھاتا ہے
کہو 'تاباں' کہ ہم جاویں کہاں کچھہ بن نہیں آتی

— * —

ھجر میں ظالم کے کیونکر دل کے تئیں بہلائیے
کر گریباں چاک اپنا کس طرف کو جائیے

ھجر ھی ھم کو رھے گا یا رکھیں امید وصل
دل میں جو ھووے تمھارے سو ھمیں فرمائیے

دل کو میں ھر چند کہتا ھوں کہ خوباں سے نہ مل
یہ سمجھتا ھی نہیں کیونکر اُسے سمجھائیے

غیر کی صحبت سے بہتر ھے کہ کریے احتراز
دوستوں کی بات کو خاطر میں اپنے لائیے

دل لگا جب یار سے تب صبر اور طاقت کہاں
... ...

فکر میں ایذا کی رھتا ھے یہ سب کی روز و شب
ھاتھہ سے اس چرخ کے آرام کیونکر پائیے

ماھرو کچھہ مہرباں ھوتا نظر آتا نہیں
جی میں آتا ھے مرے 'تاباں' کہ اب مرجائیے

— * —

پوچھیں کسے کہ یار ھمارے کہاں گئے*
معلوم نہیں کدھر کو سدھارے کہاں گئے

جب دیکھتے تھے ھم‌کو تو ھوتے تھے تم خوشی
اب وے سلوک ھاے تمھارے کہاں گئے

ڈھونڈا بہت پہ کھوج نہ پایا انھوں کا ھاے
معلوم ھم کو کچھہ نہ ھوا وے کہاں گئے

---

* پوری غزل میں بجے "کہاں گئے" کے "کدھر گئے" درج ھے -

ہم کیا کہیں کدھر کو پکاریں کسی کے تئیں
تم ہم کو غم میں چھوڑ کے پیارے کہاں گئے

'تاباں' کو تم نے کچھ نہ بتایا ہزار حیف
وہ کس طرف کو جا کے پکارے کہاں گئے

— * —

بتاں کے شہر ناپرساں میں کوئی کب * داد کو پہنچے
مگر وہاں اپنے بندوں کی خدا فریاد کو پہنچے

خبر سن فصل گل کی بلبلیں جاتی ہیں گلشن کو
قیامت ہو اگر ان کی خبر صیاد کو پہنچے

نہیں آتا ہے وہ خونخوار جی کر کیا کریں یارو
خدا کے واسطے جلدی کہو جلاد کو پہنچے

کیا جب قتل ظالم نے تو یہ کہہ جی دیا ہم نے
یہی تھی آرزو دل میں اب اپنی داد کو پہنچے

عبث تو چاہتا ہے داد اپنی اس سے اے تاباں
وہ ہے بیداد گر کیونکر تری فریاد کو پہنچے

— * —

ہوتا تمہارے عشق کا کیوں درد سر مجھے
یہ رنگ صندلی نہ خوش آتا اگر مجھے

عاشق کے واقعہ کو کہا سن کے یار نے
مرنے نہ دیتا اس کو جو ہوتی خبر مجھے

* (ن) کیا -

کہتا میں اپنے حال کو کس کس طرح سے ہائے
ہوتا اگر نہ جور کا ظالم کے ڈر مجھے

پتھرا گئی ہیں چشم ترے انتظار میں
آتا نہیں ہے ہائے پریرو نظر مجھے

ہر رات میں نڈر ہو پیوں کیوں نہ شیخ مے
ہرگز نہیں ہے حشر کے دن کا خطر مجھے

ناصح خدا کہے تو نہ چھوڑوں بتاں کا عشق
کرتی ہے کوئی تیری نصیحت اثر مجھے

'تاباں' ہزار کوس پہ گلرو ہو تو بھی جاؤں
بلبل کی طرح ہووے اگر بال و پر مجھے

--- * ---

اے باغباں چمن سے نہ کر اب جدا مجھے
آئی ہے راس باغ کی آب و ہوا مجھے

دریا میں کیوں نہ ڈوب مروں اس الم سے ہائے
جاتا رہا ہے چھوڑ مرا آشنا مجھے

آزردہ ہو گیا تو عبث مجھ سے کس لئے
کیا میں ترا گناہ کیا ہے بتا مجھے

جاتا ہوں تیرے در سے صنم نا امید ہو
پھر منہ ترا کبھی نہ دکھاوے خدا مجھے

ظالم تری جفا سے ہوا ہوں بتنگ میں
طاقت نہیں ہے جور کی تو مت ستا مجھے

کہتی ہے عندلیب کہ تو گل سے کر جدا
صیاد اس چمن سے کہاں لے چلا مجھے

'تاباں' چبھے ہے اُس کی مژہ دل میں تیر سی
مشکل ہوا ہے اُس کی طرف دیکھنا مجھے

—*—

غم اپنا گلبدن کے تئیں سنایا ہم نے کئی باری
نہ اُن نے آکے کی تو بھی ہمارے دل کی غمخواری

طرح منصور کے جو اپنے جی کو عشق میں دے گا
اُسی کو عاشقاں کی فوج میں ہووے گی سرداری

میں ہر دم، ہر گھڑی، ہر پل ترے غم میں تڑپتا ہوں
مجھے تجھ بن ہوے ہیں ہائے یوں دن کاٹنے بھاری

صنم میرا بتاں میں ہے بڑا ہی سنگ دل کافر
کروں میں کب تلک جا جا کے منت اُس کی ہر باری

بہار آئی ہے 'تاباں' کس طرح صیاد سے چھوٹیں
قفس میں عندلیبیں کر رہی ہیں آہ او رزاری

—*—

ہمارا دل لگا ہے گلبدن سے
پریرو سرو قد غنچہ دہن سے

تمہارے آشیاں کو عندلیبو
کیا صیاد نے ویراں چمن سے

ادا کی کھینچ کر تلوار ظالم
مرا دل لے گیا ہے بانکپن سے

مرے قاتل کا کیا ہو حشر میں حال
جو آوے بوے خوں میرے کفن سے

تو ہرگز چھوڑ یو مت شعر کہنا
کہ 'تاباں' نام رہتا ہے سخن سے

— * —

ایک ہی جام کو پلا ساقی
عقل اور ہوش لے گیا ساقی

ابر ہے مجھ کو مے پلا ساقی
اس ہوا میں نہ جی کڑھا ساقی

لب دریا پہ چاندنی دیکھوں
ہو اگر مجھ سے آشنا ساقی

صبح آیا شراب میں مخمور
نیند سے اُٹھ کے مسمسا ساقی

سب کے تئیں تو نے مے پلائی ہے
میں ترستا ہی رہ گیا ساقی

قہر ہے مے اگر نہ دے اس وقت
جھوم آئی ہے کیا گھٹا ساقی

کیا مزے سے کروں چمن کی سیر
گر چہ ہو ابر اور مرا ساقی

درد سر ہے خمار سے مجھ کو
جلد لے کر شراب آ ساقی

گر تو 'تاباں' کو مے پلاوے گا
ترا احساں نہ ہوگا کیا ساقی

—*—

نہ جاؤ باغ میں اے بلبلو صیاد بیٹھا ہے
تمہاری فکر میں وہ خانماں آباد بیٹھا ہے

ہوا ہے کام تجھ سے عشق میں شیریں کے ایسا ہی
کہ پتھر میں بھی تیرا نقش اے فرہاد بیٹھا ہے

مجھے ناشاد روتا چھوڑ یارو شمعرو میرا
خوشی سے غیر کی محفل میں جا کیا شاد بیٹھا ہے

کہیں دیکھا ہے مثل آسیا ایذا میں دانا کی
کبھی آرام سے یہ چرخ بے بنیاد بیٹھا ہے

بچیں گے کس طرح جیتے ہم ان خوباں کی مجلس میں
ہمارے قتل کو یہاں تو ہر اک جلاد بیٹھا ہے

ترے کوچے میں آ کر نقش پا کی طرح مدت سے
کہ عاشق دے کے اپنا خانماں برباد بیٹھا ہے

کرے تو کس طرح 'تاباں' غلط الفاظ معنی میں
کہ تیرے پاس حشمت سا ترا اُستاد بیٹھا ہے

—*—

باغباں مغرور مت ہو فصل گل دن چار ہے
جب خزاں آئی نہ یہ گل ہے نہ یہ گلزار ہے

کیا هو گر پہلے مہیں * هوں اُس کے هاتهوں سے شہید
میں سنا هے آج کهینچے تیغ وہ خونخوار هے

عشق کے هاتهوں سے سب عاشق یہی کہتے گئے
جی لئے بن چهوڑتا نہیں کیا برا آزار هے

یہ مرے آنسو نہیں گرتے هیں سن اے لعل لب
یاد میں دنداں کی تیرے چشم گوهر بار هے

کوئی طرح ایسی نہیں هوتی که میں آزاد هوں
دل مرا قید علائق سے نپٹ بیزار هے

آئینه هو کیوں نه حیراں دیکهه تیرے منهه کے تئیں
جن نے دیکها هے تجهے وہ صورت دیوار هے

آشنا حشمت سا رکهتا هوں نہیں محتاج میں
کیمیا کا علم 'تاباں' مجهه کو کیا درکار هے

—•—

عاشق کو ستا مت که برا کام یہی هے
مر جائے گا اس کام کا انجام یہی هے

اے بلبلو مت جائیو تم باغ میں زنہار
هر گل جو گلستاں میں هے وهاں دام یہی هے

لے منهه سے لگا اپنے کسی غیر کو مت دے
اے جان سمجهه بوسه به پیغام یہی هے

معلوم هوئی خواب سے مرنے کی حقیقت
یعنی که بڑا دهر میں آرام یہی هے

---

* (ن) میں هی –

مہ رویاں کی تعریف میں تو شعر کہا کر
'تاباں' ترا آخر کے تئیں نام یہی ہے

— * —

دل زلف کے حلقے میں گرفتار ہوا ہے
اس دام سے چھٹنا اُسے دشوار ہوا ہے

جو ربط میں یکساں ہی رہے تادم آخر
ایسا بھی زمانے میں کوئی یار ہوا ہے

اب چھوڑ کے دنیا کے تئیں ہو جئے آزاد
دل قید علائق سے یہ بیزار ہوا ہے

تدبیر میں پورا ہو اگر کیسا ہی دانا
پر موت کے ہاتھوں سے وہ ناچار ہوا ہے

تعزیر جو 'تاباں' پہ کریں یہ سو بجا ہے
دل دے کے بتاں کو یہ گنہ گار ہوا ہے

— * —

جوں برگ گل سے باغ میں شبنم ڈھلک پڑے
کیا ہو کہ برگ تاک سے یوں مے ٹپک پڑے

جوں عکس آفتاب ہو بے تاب موج سے
دریا میں تیرے منھہ کی اگر ٹک جھلک پڑے

بے شبہ جانتا ہوں کہ ملتا ہے تجھہ سے غیر
تیری طرف سے دل میں مرے کیوں نہ شک پڑے

محفل کے بیچ سن کے مرے سوز دل کا حال
بے اختیار شمع کے آنسو تھلک * پڑے

* (ن) ڈھلکی -

'تاباں' بجز تلاش نہیں شعر کا مزا
پھیکا ہے وہ طعام نہ جس میں نمک پڑے

— * —

اگر گلشن میں تیرے پان کھانے کا بیاں ہووے
تو سن کر رشک سے غنچہ کا دل لوہو لہاں ہووے

بھری ہے اشک سے چھاتی مری یہاں تک جو تک روؤں
تو پھر روے زمیں پر نوح کا طوفاں عیاں ہووے

اگر میں ہجر میں تیرے کروں آہ و فغاں ظالم
ابھی عالم میں ظاہر سب میرا راز نہاں ہووے

میری چشموں سے اکدم اشک کا دریا نہیں تھمتا
میں ڈرتا ہوں مبادا غرق میرا خانماں ہووے

میں مر جاؤں وہیں غیرت سے دروازے پہ گلشن کے
قیامت ہو اگر مانع مرے تئیں باغباں ہووے

تو جب ہمراہ ہو کر جان گاڑے اپنے ہاتھوں سے
ترے کوچے سے عاشق کا جنازہ تب رواں ہووے

جہاں صیاد سا دشمن ہو تاباں عندلیبوں کا
کہو کس طرح اب آباد ان کا آشیاں ہووے

— ✿ —

اگر وہ شعلہ رو منہ سے نقاب اپنا اٹھا دیوے
تجلی حسن کی دکھلا اک عالم کو جلا دیوے

مری فریاد وہ بیداد گر ہرگز نہیں سنتا
جو ہو بے رحم وہ عاشق کی اپنے داد کیا دیوے

مسیحا کی طرح آوے اگر تو نعش پر میری
عجب کیا ہے کہ مردے کو نئے سر سے جلا دیوے

عبث مت کر تو فکر آشیاں اے بلبل بے کس
نہیں ممکن کہ تجکو باغباں گلشن میں جا دیوے

میں جب جاتا ہوں اُس کے پاس ملنے کو تو کہتا ھے
ارے کوئی ہے کہ اِس کمبخت کو یہاں سے اُتھا دیوے

اگر چھوتے تو پھر دیکھیں گے گل کو ورنہ کیا قسمت
مرا پیغام اتنا باغ میں جا کر صبا دیوے

کہا ھے اِس زمیں میں ریختہ تاباں نے یہ ایسا
کہ کیسا ھی کوئی ھو سنگ دل اس کو رلا دیوے

—*—

عیش سب خوش آتے ھیں جب تلک جوانی ھے
مردہ دل وہ ھوتا ھے جو کہ شیخ فانی ھے

جب تلک رھے جیتا چاھئے ھنسے بولے
آدمی کو چپ رھنا موت کی نشانی ھے

جو کہ تیرا عاشق ھے اس کا اے گل رعنا
رنگ زعفرانی ھے اشک ارغوانی ھے

آہ کی نہیں طاقت تاب نہیں ھے نالے کی
ھجر میں تیرے ظالم کیا ھی ناتوانی ھے

چار دن کی عشرت پر دل لگا نہ دنیا سے
کہتے ھیں کہ جنت میں عیش جاودانی ھے

گلرخاں کا آب و رنگ دیکھنے سے میرے ھے
حسن کے گلستاں کی مجھہ کو باغبانی ھے

دل سے کیوں نہیں چاھوں یار کو کہ اے تاباں
دلربا ھے پیارا ھے جھوڑا ھے جانی ھے

--*--

تم سے اب کامیاب اور ھی ھے
آہ ھم پر عذاب اور ھی ھے

اُس کو آئینہ کب پہنچتا ھے
حسن کی آب و تاب اور ھی ھے

رند واعظ سے کیوں کہ سر بر ھو
اس کی چھو' کی کتاب اور ھی ھے

ھجر بھی کم نہیں ھے دوزخ سے
اِس سقر کا عذاب اور ھی ھے

اس کو لگتی ھے کب کوئی تلوار
تیغ ابرو کی آب اور ھی ھے

یوں تو ھے سرخ یار کا چھرا
پر پئے جب شراب اور ھی ھے

مجکو اس نیند سے نہیں آرام
میری راحت کا خواب اور ھی ھے

بحث علمی سے کب ھیں یہ قائل
جاھلوں کا جواب اور ھی ھے

یاد میں تیری زلف و کاکل کی
دل کے تئیں پیچ و تاب اور ھی ھے

اس ستمگر کا مجھہ پہ ھر ساعت
جور و ظلم و عتاب اور ھی ھے

کس طرح سے گہر کہوں تاباں
اس کے دنداں میں آب اور ہی ھے

—*—

برابر عشق میں کب ہو سکے ھے کوهکن ہم سے
اگر مجنوں بھی ہوتا سیکھتا دیوان پن ہم سے

اسی حسرت میں رو رو ہم نے اپنا جی دیا آخر
کبھی هنس کر نہ بولا هائے وہ غنچہ دهن ہم سے

هزاروں بار اس کے پانو پر سر رکھہ کے منت کی
لپٹ کر تو بھی نہیں سوتا کبھی وہ گلبدن ہم سے

قفس میں عندلیباں یاد کر گلشن کو کہتی هیں
چھڑا یا هائے اے صیاد تو نے کیوں چمن ہم سے

نہ چھوٹا ہم سے یہ دیوانہ پن اور ہم چلے تاباں
ہوئیں گلیاں بھی سونی هائے اب چھٹتا ھے بن ہم سے

—*—

پہاڑوں میں مجھے فرهاد محزوں یاد آتا ھے
بیاباں دیکھہ خالی مجکو مجنوں یاد آتا ھے

شراب ارغوانی دیکھہ کر مینا میں اے ساقی
بہت میرے تئیں وہ چہرہ گلگوں یاد آتا ھے

کوئی جب مصرعۂ برجستہ پڑھتا ھے مرے آگے
مجھے اس وقت میں وہ سرو موزوں یاد آتا ھے

کرو کچھہ فکر اس کی نہیں تو زنجیراں تڑاوے گا
بہار آئی ھے دیوانے کو ھاموں یاد آتا ھے

مئے گلگوں ہوائے ابر میں جس وقت پیتا ہوں
نہایت مجکو تب وہ چشم میگوں یاد آتا ھے

ترے غم میں اسے تو رات دن روتے ہی جاتے ھیں
کبھی تجکو بھی ظالم اپنا مفتوں یاد آتا ھے

کہا میں چاھتا ہوں ریختہ جس وقت اے تاباں
مجھے بے اختیار اس وقت مضموں یاد آتا ھے

— * —

قفس سے چھٹ کبھی دیکھیں گے یارب گلستاں پھر بھی
کریں گے جاکے ہم آباد اپنا آشیاں پھر بھی

مجھے اٹھکھیلیوں کی چال اس کی یاد آتی ھے
نظر آوے گا مجکو ھائے وہ سرو رواں پھر بھی

لگایا ھے نگہ کا تیر دل میں جس طرح میرے
تک اک تو دیکھہ لے اس طرح اے ابرو کماں پھر بھی

ملا یا خاک میں جن نے سبھ اپنی ہم کو دکھلا کر
کبھی اس راہ ہو آوے گا وہ سرو رواں پھر بھی

مرا خورشید رو روٹھا ھے اب تو مجھہ سے اے تاباں
یہ حسرت ھے کہ ہووے گا وہ مجھہ پر مہرباں پھر بھی

— * —

میں رویا غم سے یہاں تک لالہ رو کے
کہ چشموں سے بہے دریا لہو کے

میں اپنا عضو عضو اے نازک اندام
فدا کرتا ہوں تیرے مو بمو کے

یہ سارے خوبرو بیگانہ خو ہیں
نہیں یہ آشنا ہرگز کسو کے

نہ پایا باوفا دنیا میں کوئی
ہم عاشق ہو چکے ہر خوبرو کے

پڑا ہے بس میں دل بے طرح تاباں
ستمگر بے مروت جنگ جو کے

— * —

مدت سے نہ تھی مجکو خوباں کی گرفتاری
پھر عشق کی آ دل میں تلوار * لگی کاری

جس طرح ترے غم میں دن کاٹتے ہیں بھاری
روتے ہی گذرتی ہے یہ رات مجھے بھاری

اے جان مجھے تجھہ بن آرام نہیں ہرگز
ہر روز ہے بے تابی ہر رات ہے بیداری

غنچہ کی طرح کھل کر اک بار تنک اک ہنس لے
اے شوخ ہنسی تیری لگتی ہے مجھے پیاری

بیڑوں کو چبا ظالم عاشق کا لہو پینا
اتنی بھی روا کب ہے بے رحمی و خونخواری

سن شور بہاراں کا زنجیر تڑا بھاگا
دیوانے کی کوئی دیکھے بیہوشی میں ہشیاری

* (ن) تروار -

ہے گل سے اگر بلبل نالاں تو عجب کیا ہے
معشوقوں کا شیوا ہے عاشق کی دل آزاری

ہیہات کبھی ظالم ٹھوکر بھی لگاتا نہیں
میں پانو پہ سر اس کے رکھا ہے کئی باری

کاٹیں ہیں بتاں تاباں جوں شمع زباں میری
یہاں بات کے کہنے کی ہوتی ہے گنہ گاری

— * —

مجھے عیش و عشرت کی قدرت نہیں ہے
کروں ترک دنیا تو ہمت نہیں ہے

کبھی غم سے مجکو فراغت نہیں ہے
کبھی آہ و نالہ سے فرصت نہیں ہے

صفوں کی صفیں عاشقوں کی اُلٹ دیں
قیامت ہے یہ کوئی قامت نہیں ہے

برستا ہے مینہ میں ترستا ہوں مے کو
غضب ہے یہ باران رحمت نہیں ہے

مرے سر پہ ظالم نہ لایا ہو جس کو
کوئی ایسی دنیا میں آفت نہیں ہے

ہے ملنا مرا فخر عالم کو لیکن
ترے پاس کچھہ میری حرمت نہیں ہے

میں گور غریباں پہ جاکر جو دیکھا
بجز نقش پا لوح تربت نہیں ہے

بری* ہی طرح مجھہ سے روٹھی ہیں مژگاں
انہیں کچھہ بھی چشم مروت نہیں ہے

تو کرتا ہے ابلیس کے کام زاہد
ترے فعل پر کیونکہ لعنت نہیں ہے

میں دل کھول 'تاباں' کہاں جاکے روؤں
کہ دونوں جہاں میں فراغت نہیں ہے

—*—

خوشی گل سے بلبل کو کب ہوے گی
وہ اوقات اپنی عبث کھوے گی

نہ کہیو مرا سوز دل شمع سے
وہ دل سوختہ صبح تک روے گی

نہ ہو تیرے منہ کی سی ہرگز صفا
رخ گل کو شبنم اگر دھوے گی

بڑھاپا تو آیا شب ہجر میں
الٰہی کبھی صبح بھی ہوے گی

جو بلبل گئی اب کے 'تاباں' چمن میں
تو حق اپنے میں کانٹے پھر بوے گی

—*—

بندہ ہوں اس کا جی سے مجھے کچھہ کہو کوئی
رکھتا ہو دل میں چوٹ محبت کی جو کوئی

* (ن) پھری ہی تیری مجھہ سے رہتی ہے مژگاں -

کیا کیا اذیتیں ھیں جدائی میں الحفیظ
یارب نہ اس بلا میں گرفتار ھو کوئی

تیری گلی میں دیکھ مرے حال زار کو
ملتا ھے کوئی ھاتھ تو دیتا ھے رو کوئی

تانکے تو ٹوٹ جاویں گے جب آہ نکلے * گی
اس زخم دل کو میرے عبث مت سیو کوئی

قدرت کسے کہ تجھ سے کوئی بات کر سکے
طاقت کسے کہ ھووے ترے رو برو کوئی

قاتل تو اپنی تیغ کو دھوتا ھے کیوں عبث
جاتا ھے میرے خون کا یہ رنگ و بو کوئی

'تاباں' فلک کے جور سے نالاں نہیں ھوں لیک
سب کچھ ھو پر کسی کا مقید نہ ھو کوئی

— * —

صلا اے عندلیباں پھر گلستاں میں بہار آئی
چلوں کے دغدار و خوش ھو فصل لالہ زار آئی

نہ پایا ھم سا کوئی دلسوز ادنیٰ اور اعلیٰ میں
ھماری خاک پر تب شمع روتی زار زار آئی

مرے تو چاھنے سے تم نپٹ بیزار ھوتے تھے
میں حیراں ھوں کہ کیونکر غیر سے صحبت بر آر آئی

گئے از بسکہ رد خلق ھو ھم دار فانی سے
ھماری استخواں کھاتے ھما کے تئیں بھی عار آئی

* (ن) میں نے کی -

کیا تھا وصف تیری انکھڑیوں کا ان نے گلشن میں
ترے 'تاباں' پہ نرگس سیم و زر کرنے نثار آئی

— * —

کس سے فریاد کروں میں کہ وہ ہر جائی ہے
آہ اس بات میں تو اپنی ہی رسوائی ہے

گلبدن دیکھہ تری چھب کے تئیں حسرت* سے
نقش طاؤس صفت چشم تماشائی ہے

دیکھئے میرا جنوں اب کے کرے گا کیا کیا
فصل گل آہ میں سنتا ہوں کہ پھر آئی ہے

میں زباں زد ہوں ترے عشق میں دیوانوں کا
شہرت عشق یہ مجنوں نے کہاں پائی ہے

ربط خوباں کا تجھے خوب نہیں اے 'تاباں'
سخت بے حرمتی و باعث رسوائی ہے

— * —

محفوظ عشق سے ہم یارو اگر رہیں گے
تو کوئی دن جہاں میں بے درد سر رہیں گے

اے اہل باغ اب تو جاتے ہیں ہم قفس میں
چھوٹے تو پھر ملیں گے گر بال و پر رہیں گے

اگنے کا نہیں ہے سبزہ گرمی سے قبر پر بھی
آتش کے غم کی از بس مجھہ پر شرر رہیں گے

* (ن) حیرت -

مشاطہ زلف تیری شانہ کرے کہ گوندھے
ہم ہر طرح سے اپنا من مار کر رهیں گے

جاتی ہے عمر ہر دم ہم کو خبر نہیں ہے
کیا جانیے کہ کب تک ہم بے خبر رهیں گے

سہ سہ کہ جوز تیرے خاموش تو هیں لیکن
سن لیجیو کسی دن هم رک کے مر رهیں گے

لوتیں گے خاک پر گل اور شمع هوگی گریاں
مرنے کے بعد بھی هم صاحب اثر رهیں گے

هولی جلی قفس میں دعوائے عشق کر کر
کس منہ سے هم چمن میں پھر آن کر رهیں گے

گو اُن نے هم سے 'تاباں' اب کی ہے بے وفائی
کرنا جو کچھہ کہ هوگا سو هم بھی کر رهیں گے

— * —

نہ تجھے شرم بے وفائی ہے
نہ مجھے طاقت جدائی ہے

وجد کرتا ہے خوش هو وہ بسمل
تیری تروار جن نے کھائی ہے

آج تھمتے نہیں مرے آنسو
تیرے کوچے کی راہ پائی ہے

بسکہ ہے کھلنہ گنبد گردوں
کہکشاں نہیں دراز آئی ہے

ہو کے دیوانہ میرے تاباں نے
ہر طرف دھوم کیا مچائی ہے

— * —

یارب اِس غم نے کیا پیر ہوا خم قد بھی
کوچۂ زلف کی پاوے گا کبھو سرحد بھی

کوھکن سخت ترے حال پہ رحم آتا ہے
جان شیریں بھی گئی اور نہ ہوا مقصد بھی

گرم از بسکہ ہے بازار بتاں اے زاھد
رشک سے ٹکڑے ہوا ہے حجر الاسود بھی

تیرے آنے کی ہی حسرت میں ہزاروں مرگئے
ہے یہ آمد تو قیامت ہے تری آمد بھی

آدمی اُس پہ جو بیٹھا سو خداوند ہوا
کم نہیں تخت سے فرعون کے کچھہ مسند بھی

قید تھی اُس کو ہمیشہ ہی کہ عریاں رہئے
گو موحد تھا پہ بے قید نہ تھا سرمد بھی

ہے وہ احمق جو رکھے مجھہ سے جدائی تاباں
گو نہیں نیک کسی سے تو نہیں ہے بد بھی

— * —

مجھے ان دنوں سخت دیوانہ پن ہے
کدھر کو ہے مجنوں کدھر * کوھکن ہے

اسیری سے یہاں تک ہوی اب تو الفت
کہ شام قفس ہم کو صبح چمن ہے

*(ن) کہاں -

کروں کیا میں تعریف اُس نازنیں کی
نہ جس کی کمر ہے نہ جس کا دھن ہے

فراغت سنی ہے میں عریاں تنی میں
مرا ہاتھہ ہے آج اور پیرھن ہے

سفیدی جو آئی ہے ڈاڑھی میں تیری
سمجھہ بے خبر تار و پود کفن ہے

فقط چشم ہی تیغ ابرو بکف نہیں
سپاہ مژہ بھی تری صف شکن ہے

مقرر نہیں میرے تاباں کا مذھب
کہیں ہے مسلماں کہیں برھمن ہے

— * —

ساقی ھوا ہے ابر ہے زور ھی بہار ہے
اس وقت جی شراب کو بے اختیار ہے

تو تند اس طرف سے گزریو نہ اے صبا
اوس کی گلی میں دیکھیو میرا غبار ہے

حاجت نہیں ہے روشنیٔ شمع کی اسے
عاشق کا داغ دل ھی چراغ مزار ہے

ظالم وفا مری کو تو لیتا ہے کیا حساب
اتنی جفا و ظلم کا بھی کچھہ شمار ہے

تاباں کا جور یار سے اور دست چرخ سے
سینہ ہمیشہ چاک ہے اور دل فگار ہے

— * —

ترے پاس عاشق کو عزت کہاں ہے
تجھے بے مروت مروت کہاں ہے

بیاں کیا کروں ناتوانی میں اپنی
مجھے بات کہنے کی طاقت کہاں ہے

میں شکوہ کروں جور ظالم کا لیکن
مجھے آہ و نالہ سے فرصت کہاں ہے

کروں دعویٔ خون قاتل سے اپنے
کب آوے گی یارب قیامت کہاں ہے

تمنا تری ٹھوکروں کی ہے لیکن
رکھوں پانوں پر سر یہ جرأت کہاں ہے

مری خاک پر لوگ رکھتے ہیں گل کو
تیری دلربائی کی غیرت کہاں ہے

جو اس کی کمر میں نے دیکھی ہے تاباں
رگ گل میں ایسی نزاکت کہاں ہے

— * —

میرے سیاہ روز کو غمخوار کون ہے
جز بیکسی رفیق شب تار کون ہے

فرصت نہیں ہے شور و فغاں سے جرس کے تئیں
اس کارواں میں ہائے دل زار کون ہے

تیغ جفا سے جن نے نہ پھیرا ہو منھہ کے تئیں
ایسا سوائے دل کے جگر دار کون ہے

جس کے کراہنے سے اُچٹتی ہے میری نیند
میری گلی میں آج دل افگار کون ہے

تاباں کا شور سن کے وہ کہتا ہے جان بوجھہ
جاکر اُٹھادے کوئی یہ بیمار کون ہے

— * —

ممکن نہیں کہ ان سے کبھو دل مرا پھرے
گو ان بتاں کے عشق میں ناصح خدا پھرے

از بس ہوا ہوں عشق کی آتش میں میں گداز
محروم طعمہ خاک سے میری ہما پھرے

شور جلوں کا سر دھے بازار ان دنوں
آوے بہار جلد الٰہی ہوا پھرے

روؤں خدا نخواستہ گر ایک دم بھی میں
دریا میں جوں حباب یہ گردوں بہا پھرے

تاباں یقیں ہے یہ کہ وہیں خاک ہو رہے
بھولے سے اس گلی میں اگر کوئی جا پھرے

— * —

یوں تری زلف میں دیکھے ہیں گرفتار کئی
ایک زنجیر میں جیسے ہوں گنہ گار کئی

کس کی تروار کا میں شکر کروں حیراں ہوں
قتل کرتے ہیں مجھے جمع ہو خوں خوار کئی

باغباں اپنے گلستاں پہ نہ ہو تو مغرور
مل گئے خاک میں ایسے گل و گلزار کئی

سخت حیراں ہوں میں کس کس سے بچاؤں یارب
قطرۂ خوں ہے یہ دل اور ہیں خوں خوار کئی

ہاتھ آوے کہیں تاباں تو نہ جیتا چھوڑیں
مل کے آپس میں یہ کہتے ہیں ستمگار کئی

—*—

الفت ہوی ہے کنج قفس سے ز بس مجھے
گلگشت گلستاں کی نہیں اب ہوس مجھے

از بس رہا تصور گل ہر نفس مجھے
اب ہو گیا احاطۂ گلشن قفس مجھے

تنہا میں آ رہوں گا کہو کارواں کو جاے
کرتا ہے بے دماغ یہ شور جرس مجھے

جاتی رہی ہے نیند مری ہجر میں ترے
پاتا ہے جاگتے ہی ہمیشہ عسس مجھے

ابرو کا اس کی وصف تکلف سے گر کروں
تاباں تو دیجیو نہ کوئی تیغ حس مجھے

—*—

ترے ہجر میں کچھہ خوش آتا نہیں ہے
مجھے اپنا جینا بھی بھاتا نہیں ہے

مرا جی تڑپتا ہے اس بن نہایت
کوئی یار کو ہائے لاتا نہیں ہے

گھٹا منت جاتی ہے بے رحم ساقی
مجھے ساغر مے پلاتا نہیں ہے

ابھی فرش کردوں گا لاتوں کے مارے
ترا شور مجھکو خوش آتا نہیں ہے

میں کرتا ہوں فریاد جب اس کے آگے
تو کہتا ہے تاباں تو جاتا نہیں ہے

—*—

دلا حوادث دنیا سے کیوں تجھے غم ہے
فلک کے ہاتھہ تو عالم کا کام برہم ہے

شہید خنجر تیغ و سنان مژگاں ہوں
یہ میری لاش جو ہے حق کہ لاش رستم ہے

الم سے تیرے شہیدوں کے گل ہے چاک بجیب
یہ سرو نہیں ہے گلستاں میں نخل ماتم ہے

اگر میں خوف سے دوزخ کے جلتی ہوں شیخ
جو ہو تو وہاں تو بھلا یہ عذاب کیا کم ہے

سمجھہ بھی ہے تجھے کچھہ تو جو توڑتا ہے اسے
یہ دل نہیں ہے مری جان عرش اعظم ہے

کیا میں فرض کہ محشر کے تئیں مجھے بخشیں
جو تو نہ ہووے تو فردوس بھی جہنم ہے

نکل تو قید علائق سے جلد اے تاباں
جہاں میں بے سرو پائی کا زور عالم ہے

—*—

دل بے تاب کی آہوں سے تو ڈر بہتر ہے
دور سیماب سے اے جان حذر بہتر ہے

پوچھتا ہوں میں اُسے علم کا جوہر ہے جسے
اشک بہتر ہے ہمارا کہ گہر بہتر ہے

عاشق مہر لقا ہوں کسی سے کام نہیں
مت کہو مجھ سے کوئی یوں کہ قمر بہتر ہے

دل میں لگتی ہی نہیں ترک کماں ابرو کے
تیر میں آہ ہماری سے اثر بہتر ہے

نام فردوس کا سنتی ہوی سب باتیں ہیں
یار اپنے ہی کے کوچے میں گذر بہتر ہے

کچھ دکھائی بھی تو دیتی ہی نہیں میرے میاں
کیا کہوں کیوں کہ کہوں تیری کمر بہتر ہے

برگ گل کے بھی تئیں توڑ کے یارو دیکھو
ہے وہ بہتر کہ مرا لخت جگر بہتر ہے

تو ملے غیر سے اور مجھ سے رہے یوں ناخوش
مجکو اس نفع سے اے شوخ ضرر بہتر ہے

ماہرو شہر کا تو یار ہے لیکن اکثر
اپنے 'تاباں' کی طرف ایک نظر بہتر ہے

— * —

جہاں میں سیر ارم گرچہ سیر گلشن ہے
بغیر یار کے لیکن مجھے تو گلخن ہے

چمن میں ہے دل ہر غنچہ دیکھ لو پرخون
جگر خراش یقیں بلبلوں کا شیون ہے

خبر بھی ہے تجھے اے بے خبر مری ظالم
کہ تیرے ہجر میں عاشق قریب مردن ہے

ہوئی ہے اشک کے پانی کی آبجو ہر ایک
جہاں تلک کہ ہماری یہ چشم دامن ہے

یہ کون ڈھب ہے کہ ہر روز پوچھتے ہو مجھے
جو حال ہے دل 'تاباں' کا تم پہ روشن ہے

— * —

کب تلک اس ماہرو کے غم میں رویا کیجئے
خواب و خور برباد دے جا سیر صحرا کیجئے

ایک بوسہ کے عوض دیتا ہوں اپنے جی کو میں
جی میں گر آوے تمہارے تو یہ سودا کیجئے

منع کرتے ہیں ترے ملنے سے مجکو شیخ جی
اب کی گر آویں تو اُن کو خوب رسوا کیجئے

دم حباب آسا ہے اور کار جہاں بحر عمیق
سخت حیراں ہوں کہ اس فرصت میں کیا کیا کیجئے

تم جو اپنے ہاتھ سے کھوتے ہو 'تاباں' کے تئیں
ایک تو اُس سا ہوا خواہوں میں پیدا کیجئے

— * —

چاہنے میرے سے تیری گرم بازاری ہوئی
جابجا مانند یوسف کے خریداری ہوئی

دیکھ تیری زلف اے سر حلقۂ دام آوراں
دل کو میرے از سر نو پھر گرفتاری ہوئی

ابر میں روز قیامت بھول میں پیتا ہوں مے
کچھ نظر آتا نہیں جب رات اندھیاری ہوئی

دیکھئے میرے جنوں سے اِس برس کیا حال ہو
فصل گل آتے ہی مجکو سخت دشواری ہوئی

ایک دن وہ ہوگا 'تاباں' خاک تیری ہوئی سنگ
چار دن کے واسطے کیوں زندگی بھاری ہوئی

—*—

اک دن بھی ھنس کے بات نہ اُس شوخ نے کہی
مجکو تمام عمر یہی آرزو رھی

عاشق نے وقت مرگ کہا یار سے یہی
سمجھوں گا تجھہ سے حشر کے دن دیکھہ تو سہی

دیکھا جو میری نبض کو کہنے لگا طبیب
مجنوں موا تھا جس سے یہ آزار ھے وھی

باراں ھمارے اشک کو کیوں کر پہنچ سکے
پھرتی ھے موج اشک کی بھی یہاں بہی بہی

ہوگئی ھے کیف سی مری آنکھوں میں خود بخود
سبزی تمہارے خط کی جو دیکھی ھے لہلہی

ظالم نے جان کلی میں مجھے دیکھہ کر کہا
عاشق تو کیوں ہوا تھا سزا ھے تری یہی

آئی بہار کیونکہ گریباں کو کرئیے چاک
ھاتھوں میں ھاے ضعف سے طاقت نہیں رھی

ہرگز ہم اپنے قتل سے ناخوش نہ ہوں کبھو
اس میں اگر خوشی ہے تمہاری تو یوں سہی

پہنچی نہ تجھ کو ہائے مرے حال کی خبر
قاصد گیا تھا اونے بھی اپنی ہی کچھ کہی *

'تاباں' نے تجکو دیکھتے ہی اپنا جی دیا
سننے نہ پایا تیزی نہ اپنی ہی کچھ کہی

— * —

قیامت مجھ پہ کل کی رات اُس کے ہجر میں لائی
نہ آیا یار میرا آج بھی وہ رات پھر آئی

تیرے آئینہ رخ میں تو منہ دیتا ہے دکھلائی
صفائی اس طرح کی ماہ تاباں میں کہاں پائی

اگرچہ سرو کو تشبیہ تیرے قد سے ہے لیکن
تری سی اُس نے چھب تختی و رعنائی کہاں پائی

پڑا ہے یار پر سر چیر ناحق جان شیریں دی
ہوا معلوم مجکو کوہکن تھا سخت سودائی

نہیں ممکن کہ شہرت اور دیوانے کی وہاں پھر ہو
کہ اک صحرا نشینی کی طرح مجنوں سے بن آئی

تمہارے عشق میں پھرتا جو ہوں میں ہر طرف روتا
کوئی کہتا ہے دیوانہ کوئی کہتا ہے سودائی

---

* یہ شعر نسخۂ مدراس کے سوا ایک اور قلمی دیوان میں زاید ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ غلطی سے داخل ہوگیا ہے اس لئے کہ کلیات سودا میں یہ شعر موجود ہے—

جلے یوں چاہئے عاشق برہ کی آگ میں چپکے
زبان شمع میں جیسے نہیں ہوتی ہے گویائی

ہمارے اُس بسنتی پوش کے آنے سے مجلس میں
پڑی ہے دھوم 'تاباں' اس طرح گویا بسنت آئی

—*—

لگ جاے ہے دل میرا ہر یوسف ثانی سے
بیزار ہوں میں یارو ایام جوانی سے

کب تک نہ کروں ظاہر میں عشق تیرا ظالم
جلتا ہے مرا سینا اِس سوز نہانی سے

میں خواب میں رویا تھا دیکھہ اُس مہ کنعاں کو
تھی صبح مری بالیں تر اشک فشانی سے

دم مارتی تھی ظالم وہ تیرے لبوں آگے
میں دختر رز کے تئیں پتلا کیا پانی سے

جز آہ و فغاں اس میں کچھہ ذکر نہیں ہرگز
دیوان مرا 'تاباں' کم نہیں ہے فغانی سے

—*—

عشق تو کر چکا ہے سب کوئی
پر بتاؤ تو مجھہ سا اب کوئی

میں دوں تشبیہ نیشکر کے ساتھہ
اور چوسے تمہارے لب کوئی

دیکھتے ہی تجھے ہوا ہوں خراب
یہ ستم ہے کہ ہے غضب کوئی

آئینہ رخ کا خط تلک نہ چھپا
پھیر دیکھے گا اُس کو کب کوئی

واے اُس عیش اور عشرت پر
تو نہ ہو اور کرے طرب کوئی

جیسے کہب جاے کوئی غنچہ دھن
سیکھہ لے مجھہ سے آوہ ڈھب کوئی

اعتبار وفا ہو گر تیرا
تجکو چاھے گا جان جب کوئی

تو ہو بد مست میں نہ چھیڑوں تجھے
مجھہ سے ہوتا ھے یہ ادب کوئی

شمع پر جیسے ہووے پروانہ
تجکو دیکھے گر ایک شب کوئی

میری تقصیر تو کرو ثابت
روٹھتا بھی ھے بے سبب کوئی

عشق میں ننگ و نام کھو بیٹھا
میرا 'تاباں' بھی ھے عجب کوئی

—*—

علاج دلفگاراں ھے تری انکھیوں کی مخموری
کہ حد نافع ھے زخمی کے تئیں صہباے انگوری

رھی نہیں اب تو ھرگز مجھہ میں یارب طاقت دوری
شتابی سے کہیں ہوں دفع یہ ایام مہجوری

تجھے اے ماھرو میں شمع سے تشبیہ دوں کیونکر
کہ کچھہ نسبت نہیں ھے اُس کو وہ ناری ھے تو نوری

زلیخا آن کر یوسف کے کیوں پہلو نشیں ہوتی
نہ کرتا ابتدا میں حسن پر گر اپنے مغروری

نہ پڑیو کوئی یارب ہاتھہ میں بے قدر کے ہرگز
یہی گرنے میں کرتی ہے سدا چینی یہ فغفوری

خبر شیریں کے مرنے کی عوض انعام کے بھیجی
بھلی خسرو نے دی فرہاد کو محنت کی مزدوری

نہ ہوگی گور میں منعم کے ہرگز روشنی 'تاباں'
جلے ہر رات گو تربت پہ اُس کے شمع کافوری

— * —

نامہ تو (؟) شعلہ کو کبوتر تو لے اُڑے
پر جل اُٹھے جو اُس کی گلی کی طرف مڑے

واعظ تو مجھہ سے بحث کے سر بر نہ رہ سکے
لیاوں میں ٹانگ کھینچ فلک پر اگر اُڑے

غارت ہوں ایک پل میں صفوں کی صفیں اُدھر
ظالم تری سپاہ مژہ جس طرف مڑے

پرچے اُسی سے خوب وہ دکھنی پسر کہ جو
بھر بھر سپاریوں کے اُسے زور دے پڑے

'تاباں' سے اپنی جان تمہیں توڑنی نہ تھی
مشکل ہے اب جو اُس سا کوئی پھر تمہیں جُڑے

— * —

جو کشتۂ تیغ نگہ یار نہ ہووے
یارب اُسے ہرگز ترا دیدار نہ ہووے

دنیا میں بتاں کا جو پرستار نہ ہووے
محشر میں خدا کا اُسے دیدار نہ ہووے

صحرا میں چلوں راہ پھپھولوں سے میں کیونکر
گر خار مرے پانو کا غمخوار نہ ہووے

ہے سخت قیامت کہ جو ہو عشق کا بیمار
حسرت ہی میں مرتا ہووے اور یار نہ ہووے

جینے سے تو اُس شخص کے مرنا ہی بھلا ہے
جو کوئی کہ تری چشم کا بیمار نہ ہووے

اے شیخ جو کچھہ مکر تجھے یاد ہیں شاید
شیطان بھی اس طرح کا مکار نہ ہووے

محروم ہے وہ سایۂ طوبیٰ سے مقرر
جس پر کہ ترا سایۂ دیوار نہ ہووے

جو اس میں اذیت ہے سو راحت ہے مرے تئیں
یارب مجھے جز عشق کچھہ آزار نہ ہووے

کیا جانے کوئی کشمکش دام حوادث
جب تک تری تروار کا پھروار نہ ہووے

کیا عشق ہے اُس کا جو کوئی ننگ و حیا چھوڑ
رسواے سر کوچہ و بازار نہ ہووے

مرجاے تو لے جائیو مشہد میں اُڑا کر
اے باد صبا خاک مری خوار نہ ہووے

مردی کی جو کچھہ قدر اُسے ہی نہ رہی پھر
نواب بہادر سا جو سردار نہ ہووے

بلبل تو سنے گر مرے نالہ کی حقیقت
واشکوۂ گل پر تری منقار نہ ہووے

سچ جس کی ہو میٹھی نہ اُسے چاہ تو 'تاباں'
کس کام کا معشوق جو خونخوار نہ ہووے

— * —

ظلم میں تجھہ سا بھی قصاب کہیں ہوتا ہے
عشق میں مجھہ سا بھی بیتاب کہیں ہوتا ہے

دل مرا کیوں نہ رہے تشنۂ دیدار سدا
سیر بھی آب سے دولاب کہیں ہوتا ہے

جب تلک اشک نہ ہو خشک رہے کشت امید
گلستاں سبز بھی بے آب کہیں ہوتا ہے

آتش عشق کی کب ہے دل بے تاب کو تاب
قائم النار بھی سیماب کہیں ہوتا ہے

آب شمشیر ترا آب بقا ہے ظالم
دل عشاق بھی سیراب کہیں ہوتا ہے

اُس سے مل خواب میں جب میں نے کہا ...
... کم اس عیش کا اسباب کہیں ہوتا ہے

ضد ہے اس بات سے کب اُن نے کہا یوں 'تاباں'
جاے جا سچ بھی کوئی خواب کہیں ہوتا ہے

— * —

یار بھی دشمن ہوا اور چرخ بے بنیاد بھی
کوئی سہی جاتی ہے یارب مجھہ سے یہ بیداد بھی

میں وہ سودائی ہوں جو رگ رگ کو چیروں بے چھری
ڈھونڈھتا ہے کوئی ایسے کے تئیں فصاد بھی

بسکہ میرے سر میں مدت سے ہوائے عشق ہے
خوار و سر گرداں ہوا اور خانماں برباد بھی

کھینچ کر تصویر تیری بسکہ شادی مرگ ہوئی
جی دیا مانی نے اپنا مر گیا بہزاد بھی

ایک قطرہ خوں کا جب مجھہ میں نہ نکلا بعد قتل
لوگ سب رونے لگے حیراں ہوا جلاد بھی

بید مجنوں جس طرح ہے غم میں مجنوں کے دوتا
سرنگوں اس طرح بھی ہے تیشۂ فرہاد بھی

مان 'تاباں' کا کہا گلشن میں مت جا عندلیب
باغباں دشمن ہے تیرا مدعی صیاد بھی

— * —

دل سے یک لخت اٹھا اپے یہ سب یار منی *
جی میں آتا ہے مرے اب کے بھی پہنوں کفنی

بوجھہ جامہ ہی کا تو اپے † اٹھا سکتا نہیں
اللہ اللہ یہ ستمگر تری نازک بدنی

زور ہی نام ترا سارے جہاں میں ہوے
لخت دل گر تو رکھے میرا بجائے یمنی

تم گلے لگ تو کبھو ساتھہ نہیں سوتے ہو
مجھہ کو تھیراتے ہو کس واسطے گردن زدنی

* (ن) ما و منی - † (ن) بوجھہ جامہ کا بھی اپنے وہ -

کس طرح رک کے نہ مرجاے کوئی مل تجھہ سے
ایک تو تنگ دھاں تس کے اوپر کم سخنی

کیا کروں یار ہوا جاکہ میں اوس کا قاتل
اب تو 'تاباں' مرے اس جی کے اُپر آن بنی

— * —

لگاتا ہے نگہ کا تیر دل میں جس طرح میری
تک یک تو دیکھہ لے اوس طرح اے ابرو کماں بہری

ملایا خاک میں جن نے سبج اپنی ہم کو دکھلاکر
کبھی اس راہ ہو اوے گا وہ سر و رواں نہری

— * —

اپن کیوں کسی کے ساتھہ دل اپنا لگائیے
ہر بے وفا ہے کاہے کو عاشق کہائیے

دل تو دیا ہوں جان بھی مانگے تو دیجئے
لازم ہے بار سخت سے مجھہ کو چھڑائیے

ہم مان مان آتے ہیں پر ان کی منتیں
ساجن اگر ملے تو نیازاں چڑھائیے

عاشق ہوے تو خلق کی رسوائی کر قبول
اپے پراے سب کی ملامت اتھائیے

— * —

اگر معلوم اے ظالم ترے جور و جفا ہوتے
تو ہم ہرگز نہ دل دیتے نہ تجھہ پر مبتلا ہوتے

رقیبوں سے نہ ملتے تم تو اے پیارے قیامت تک
نہ تم سے ہم جدا ہوتے نہ ہم سے تم جدا ہوتے

(متفرق اشعار)

افسوس اے صنم تم ایسے ہوئے ہو اب تو
ملتے ہو غیر سے جا ہم سے رکھائیاں ہیں

کہتے تھے ہم کسی سے تم بن نہیں ملینگے
اب کس کے ساتھہ پیارے وے دل ربائیاں ہیں

جب پان کھاکے پیارا گلشن میں جا ہنسا ہے
بے اختیار کلیاں تب کھل کھلائیاں ہیں

آئینہ روبرو رکھہ اور اپنی چھب دکھانا
کیا خود پسندیاں ہیں کیا خودنمائیاں ہیں

—*—

اے عندلیب باغ سے کچھہ کام ہی نہیں
چھوٹی عبث تو گل کا یہ ہنگام ہی نہیں

—*—

مرا بس ہو تو ہرگز خط نہ آنے دوں ترے لیکن
لکھا قسمت کا کوئی بھی مٹا سکتا نہیں

—*—

تو کہے گر کہ میں وفا نہ کروں
تو بھی شکوہ کبھو ترا نہ کروں

سر نہ پھوڑوں کہ میں نہ کھاؤں زہر
دل کے ہاتھوں سے آہ کیا نہ کروں

بے وفاؤں سے جی میں ہے 'تاباں'
اور سبب کچھہ کروں وفا نہ کروں

—*—

لب تشنگئی نوع میں بھی اُس کے رھیں تر
ھو ورد زباں جس کا سدا ساقیِ کوثر

— * —

ھونٹوں پہ تیرے ظالم مسی کی یہ دھڑی ھے
یا ان کے تئیں کسی نے مل مل کیا ھے نیلا

— * —

ناصح میں تری ضد سے کروں چاک ھی ھردم
دیکھوں تو گریباں کو کہاں تک تو سئے گا

— * —

تجھے فعلوں سے کیا 'تاباں' کے ناصح
وہ جانے اور اُس کا کام جانے

— * —

شیخ جو حج کو چلا چڑہ کے گدھے پر یارو
زور نہیں ظلم نہیں عقل کی کوتاھی ھے

— * —

راستی بات کی کہتے 'تاباں'
ھوگیا مجھہ سے وہ بانکا تیڑھا

— * —

ھوی ھے اُس ظالم کو دل سے دشمنی
اب تو میرے جی پہ یارو آبنی

— * —

اور کو تو شعلہ رو کے دیکھنے کی کب ہے تاب
حسن کی گرمی سے اپنی آپ تپ کرتا ہے وہ

—*—

عبث کرتا ہے توماتھے کے تئیں اپنے زر افشانی
نہیں کم لوح مصحف سے یہ پیشانی نورانی

—*—

تھوے سے مدام اس کو ہے شوق عوض مے کے
'تاباں' جو کوئی ہیگا اس دور میں بلیادی

—*—

ستانا دل کو اے ظالم برا ہے
قلوب المومنین عرش خدا ہے

—*—

سخت بے درد ہے گلگیر کہ منھہ میں لے کر
کاٹ لیتا ہے زباں شمع کی ہر دم جب دے

—*—

کیوں نہ لڑکے اُس کے تئیں تلیر کہیں
شیخ تو رکھتا ہے ڈاڑی گز بڑی

—*—

شمع کی گل نہیں بڑھاپے میں
اُس کے چونڈے کے تئیں لگا ہے کلنک

—*—

ہم تمہارے ہجر میں تم غیر پاس
ہم کہاں اور تم کہاں کیا قہر ہے

—*—

اشک خونیں سے کیا سرخ بدن کا جاما
یار کے ہجر میں جیتے ہی منائی ہولی

—*—

اے یار کہاں ہے کس طرف ہے
ہے یار کہاں ہے کس طرف ہے

—*—

ترے ہونٹوں پر یہ مسی کی سیاہی تو نہیں
خون شاید کہ پیا ہے کسی سودائی کا

—*—

اگرچہ بے ادبی ایسی بات ہے لیکن
سرین تیرے اے میاں جان ہیں صاف تو مروا

—*—

کیوں یہ ناصح نے سیا سخت میں دلگیر ہوا
پھر گریباں یہ مرا ہائے گلو گیر ہوا

بسکہ رو رو کے اسیری میں ہوئی خالی چشم
حلقۂ چشم مرا حلقۂ زنجیر ہوا

—*—

ہند میں جتنے پریرو ہیں میں اُن کا یار ہوں
ہوں تو دیوانہ پر اپنے کام میں ہشیار ہوں

ساقی ھے ابر مجھہ کو محروم رکھہ نہ مے سے
گر آج مے نہ دے گا تو کل پڑے گی کیسے

— * —

اُس سے مت مل جو ھے غرض کا اپنی
حاصل تجھے کیا وہ ھے غرض کا اپنی

— * —

(رباعیات)

مدت میں حقیقت اس جہاں کی جانی
یہاں دل کا لگانا ھے عبث * نادانی
دانا ھے اگرچہ تو سمجھہ اے 'تاباں'
باقی اللہ اور سب کچھہ فانی

— * —

مرنا غافل لگے ھے کیوں تجھکو برا
دنیا میں ھمیشہ کوئی جیتا بھی رھا
آدم اور نوح سے بھی جیتے نہ رھے
گو تو بھی بہت جیا تو آخر پھر کیا

— * —

کہتا ھے نماز پڑہ کے یارب دلخواہ
ھو کوئی مرید صاحب حشمت و جاہ
بیٹھا ھے اسی فکر میں لے کر تسبیح
کیا شیخ کی اوقات ھے سبحان اللہ

— * —

* (ن) نہت -

ہوتے ہیں ترے جب * اشتیاقی ساقی
بے خود ہو پکارتے ہیں † ساقی ساقی

ہے ہم کو خمار شب کالا ‡ صبح ہوئی
شیشے میں جو کچھہ کہ ہے ہو باقی ساقی

— * —

ہے مجکو بہت شراب پینے کی خوشی
یا ہیگی مطالعہ سفینے کی خوشی

چُھٹ اُس کے میں آزاد ہوں سب سے 'تاباں'
مرنے کا نہ غم ہے کچھہ نہ جینے کی خوشی

— * —

جو مردم دنیا ہیں وے مکار ہیں سب
میں جان بزرگ اب کروں کس کا ادب

فارغ ہوں میں دو جہاں سے 'تاباں' مجکو
دنیا سے نہ کچھہ کام نہ دیں سے مطلب

— * —

ہم کو تو تمہارے غم میں جینا ہے محال
تم ہم کو لکھو کہ ہے تمہارا کیا حال

دو سال جو ہم تم رہے یک جا حشمت
اب اس کے عوض ہجر کا ہے روز ہی سال

— * —

* (ن) ہو تا ہوں ترا جو - † (ن) تا ہوں - ‡ (ن) لے آ -

قارون و سلیمان و سکندر دارا
رکھتے تھے بہت اگرچہ مال اور دنیا

لیکن جب مر گئے بجز خالی ھاتھ
چھاتی کے اوپر رکھہ کوئی کچھہ لےنہ گیا

— * —

ھے شاہ و گدا میں فرق لیکن تاباں
آزاد کے نزدیک ھیں دونوں یکساں

شاکی تو کسی طرح سے دنیا میں نہ رہ
دن عمر کے ھر طرح سے کٹ جائیں گے یہاں

— * —

تاباں یہاں کوئی نہیں صاحب ارشاد
اس سعی میں مت عمر کو دے تو برباد

ایسا کوئی کم ھے جو نہ ھووے پابند
یوں نام کے تئیں تو سرو بھی ھے آزاد

— * —

سب غم مجھے باتوں سے تری بھولے ھے
پھر آکہ ھوئے ھجر میں تیرے اکٹھے *

روتا ھوں میں اس غم سے کہ تجھہ بن حشمت
اب کس سے کہوں کہ میرے آنسو پونچھے

— * —

* (ن) جمع -

میں ہجر میں رہتا ہوں تمہارے رنجور
اب تو مجھ میں رہا نہیں کچھ مقدور

نزدیک نہیں کہ ہو ہر لالہ پخوں
گردش نے فلک کی ہائے کیا ہیگا دور

— * —

تاباں مہ چاردہ ہے تک کر تو نگاہ
آتا ہے نہت صاف نظر مطلع ماہ

گویا کہ بچھی زمیں پہ ہے چادر نور
کیا چاندنی ہے آج کہ اللہ اللہ †

— * —

میخانے میں کیا پھرے ہے متکے متکے
زاہد عابد سے دور بھٹکے بھٹکے

قاضی سے ڈرے نہ محتسب سے کافر
یہ دختر رز ہے جس سے اٹکے اٹکے

— * —

قطعات

سلیماں میرزا سا خوبصورت
نہیں اس دور میں کوئی زیر افلاک

سلیماں دوسرا بھی ہے ولیکن
چہ نسبت خاک را با عالم پاک

— * —

تو ہے اقبال مند اے 'تاباں'
میں نے دیکھا ہے خوب کر کر غور

---

† (ن) سبحان اللہ ۔

ہاتھہ سے چرخ کے نہ ہو نالاں
ایک دن یہاں ترا بھی ہوگا دور

— * —

تسبیح وہ خاک کربلا کی رکھے
'تاباں' جو دل سے ہووے شبیر کا دوست

گر غیر اسے گلے میں اپنے پہلے
خون شہدا تمام بر گردن اوست

— * —

(مثلث)

اگر تم سے صاحب سلامت نہ ہووے
تو ہرگز کہیں میری حرمت نہ ہووے

کسی کو مرے پاس عزت نہ ہووے

اگر بات بھی آنہ مجھہ سے کہو تم
یو ہیں غیر کے ساتھہ جاتے رہو تم

تو کس طرح مجھہ پر قیامت نہ ہووے

ستاتے ہی رہتے ہو تم مجکو ہر دن
غرض چاہنا خوب ہوتا ہے لیکن

کسی کو کسی سے محبت نہ ہووے

گرفتار یہاں تک ہوں غم میں تمہارے
کہ رو رو کے اپنا ہی جی دوں پیارے

مجھے تب بھی شاید فراغت نہ ہووے

برا ہے بہت تم سے اخلاص کرنا
صنم ایسے بیدل سے لازم ہے ڈرنا

جسے کچھ خدا کی بھی دہشت نہ ہووے

لئے نیمچہ ہاتھ میں اپنے ننگا
مرے سر پہ آتے ہو ہردم مبادا

کہیں قتل کی میرے شہرت نہ ہووے

مرا حال ہر روز تم پوچھتے ہو
مصیبت کو اُس کی تمہیں جی میں سمجھو

جسے غم سے یک لحظہ فرصت نہ ہووے

جفا تم نے دیکھو تو کی کیسی کیسی
اذیت بھی دی مجکو یہاں تک کہ ایسی

مرے دشمنوں کی بھی قسمت نہ ہووے

مرے دل میں یہ آرزو ہے کہ پیارے
میں ہوں عشق میں محو یہاں تک تمہارے

کہ تا حشر مجکو افاقت نہ ہووے

میں یہاں تک تو گریاں ہوں تم بن کہ جانی
نہ پہنچے اگر اشک میرے کا پانی

تو ہرگز چمن میں طراوت نہ ہووے

جو کہتے ہو مجکو سو کرتا ہوں لیکن
یہ دھڑکا مرے جی میں رہتا ہے نسدن

کہ برباد سب میری محنت نہ ہووے

رقیبوں کا اخلاص کھوتے نہیں تم
کبھو مہرباں مجھ پہ ہوتے نہیں تم

مجھے کیونکہ جینا اذیت نہ ہووے

میں کہتا ہوں سچ تم سے اے میرے مشفق
ہوں اس زندگی سے نہایت ہی میں دق

تمہاری اگر مجھ پہ شفقت نہ ہووے

سنو اے میرے رشک شمع شبستاں
کہوں گا کبھو تم سے سوز دل و جاں

زباں میں گر اُس وقت لکنت نہ ہووے

سبھی خوب کہتے ہیں خط کو تمہارے
و لیکن مجھے تو یہ دھڑکا ہے پیارے

کہیں حسن کا ملک غارت نہ ہووے

ہمیشہ تو میں جور سہتا ہوں صاحب
پہ جھنجھلا کے اب میں یہ کہتا ہوں صاحب

وہ چاہے تمہیں جس میں عزت نہ ہووے

یہ 'تاباں' جو ہے جی سے بندہ تمہارا
یہی دل میں رکھتا ہے اپنے تمنا

کہ سب کچھ ہو پر تم سے فرقت نہ ہووے

— * —

مخمس

رہا تجھ سے جس بات میں میں خفا
وہی بات کی تونے اے بے حیا

شرارت سے اپنی نہ ہرگز پھرا
نصیحت سے میری تجھے کام کیا

زنانوں سے مل جا کے تالی بجا

رہی نہیں مجھے اب رعایت تری
وہ خواہش بھی نہیں اور نہ الفت تری

شکایت ہی ہے اب حکایت تری
نہیں ہے مرے پاس عزت تری

زنانوں سے مل جا کے تالی بجا

دکھاتے ہیں تروار کو باڑ جو
وے ہوتے ہیں کوئی اور اے جلگ جو

شرافت سے بیٹھا ہے تو ہاتھ دھو
نہ سچ نیمچا اور نہ تو مرد ہو

زنانوں سے مل جا کے تالی بجا

روا تو نے ہم پر رکھے حد ستم
وگر نہ نہ ہوتا مرا ربط کم

شتابی سے ہوگئے خبردار ہم
نہ ملنے کا میرے تجھے کیا الم

زنانوں سے مل جا کے تالی بجا

رعایت ہے 'تاباں' کو تیری ارے
و اِلا نہ حد تجکو ایذا وہ دے

شب و روز جو تجھ سے ظالم جلے
نہ یہ بات کس طرح تجھہ سے کہے

زنانوں سے مل جاکے تالی بجا

— * —

مخمس

رات دن رهتا هوں میں اندوہ و غم میں مبتلا
چرخ سے هرگز نہیں هوتی مری حاجت روا

بلکہ اُس کے هاتھہ سے نالاں هی رهتا هوں سدا
تم شتابی حل کرو عقدہ میرا مشکل کشا

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

تم سوا کس سے کروں فریاد میں اندوہ گیں
سخت هی بیکس هوں اس دنیا میں کوئی رکھتا نہیں

چرخ هے گر مدعی مشکل کرو آساں تمھیں
یا شہنشاہ دو عالم یا امیرالمومنین

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

رنج و غم میں هر طرح کے مبتلا هوں میں غریب
ایک دن بھی گلشن هستی میں راحت نہیں نصیب

روز و شب آہ و نغاں سے کام هے جوں عندلیب
درد کے درماں کو میرے کوئی نہیں تم بن طبیب

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

جی کی خواهش مال و دولت نفس چاهے خوبرو
دل گرفتار علائق ترک میری آرزو

جسم کا فکروں سے ہردم خشک ہوتا ہے لہو
تم چھڑاؤ ہوں اسیر دام غم میں مو بمو

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

بسکہ سرزد مجھہ سے دنیا میں ہوے آکر گناہ
نامۂ اعمال بھی شاید مرا ہوگا سیاہ

تم سوا بحر حوادث میں نہیں مجھہ کو پناہ
نا خدا ہو جلد ہوتی ہے مری کشتی تباہ

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

سب نے اس دنیا میں آکر خوب لوٹیں لذتیں
میں نے کھینچی قوت کے بھی واسطے یہاں ذلتیں

اب تو کی جاتی نہیں اہل دول کی منتیں
ترک کی ہمت دو تم یا دل کی کاڑھو حسرتیں
یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

چاہتا ہوں میں کہ میرے دل کے تئیں آرام ہو
جس صنم پر جی کی خواہش ہو وہ میرا رام ہو

کچھہ کروں دنیا میں عشرت دین کا کچھہ کام ہو
تا مرا دونوں جہاں میں تم سے 'تاباں' نام ہو

یا علی یا حیدر کرار یا مشکل کشا

— * —

مخمس

یہ بے رحمی کہو صیاد کے تئیں کن نے سکھلادی
کہ کرتا ہے یہ ناحق بلبلوں سے ظلم بیدادی

خبر سن فصل گل کی کس طرح ہووے انہیں شادی
اسیران قفس مدت سے ہیں اس غم سے فریادی

کہ ممکن نہیں ہمیں صیاد کے ہاتھوں سے آزادی

خدا کے واسطے جلدی ہماری تو خبر لے رے
کہ تیرے غم میں مجنوں ہو گئے ہیں ہم سے بہتیرے

ہمیں بھی رات دن رہتا ہے تیرا درد و غم گھیرے
ہمارے جی میں یوں آتا ہے ظالم ہجر میں تیرے

گھر اپنا کرکے ویراں جا کریں جنگل میں آبادی

لگن تجھ سے لگی تھی جس گھڑی اے شمع رو جب سے
جلا کرتا ہوں تیرے عشق میں پروانہ ساں تب سے

نہ چاہوں اور کو پھر تجھ سوا وعدہ کیا رب سے
ترے کارن ہوا اے سرو قد آزاد میں سب سے

بجا ہے گر کہیں سب پیشوا اب مجکو یا ہادی

ہوا تھا ایک تو وہ ابرؤں کی تیغ سے گھائل
کیا تھا خنجر مژگاں سے تسپر اس کے تئیں بسمل

پر اب کی چھوٹنا اس دام سے ہیگا نپٹ مشکل
پریشانی مرے دل کو نہ ہو اب کس طرح حاصل

کہ اُس کافر نے اپنی کھول زلف عاشق کو دکھلادی

نہ اُس کو گھر خوش آتا ہے نہ اب بھاتا ہے بن اُس کو
اُسے مضبوط اب کے سال زنجیروں سے تم جکڑو

وگر نہ سر کے تئیں وہ پھوڑ کر مرجائے گا سن لو
قیامت ہے میرے مجنوں پہ وحشت اندنوں یارو

بہار آنے کی اُس کے تئیں نہ جانو کن خبر لا دی

گیا تھا عاشقوں کو ساتھ لے کر باغ میں پیارا
پلاتا تھا ہر اک کے تئیں وہ اپنے ہاتھ سے صہبا

یکایک دیکھتا ہوں میں قیامت ہو گئی برپا
جتنے خانہ خراب عاشق تھے اُس کے ہو گئے بیجا

بلا جب پاس اُن نے غیر کے تئیں بزم میں جا دی

تمہارے ہجر میں وحشی ہوئے ہم خانماں تج کر
گریباں چاک کر پھرتے ہیں روتے در بدر گھر گھر

کہاں فرہاد ہم سے ہو سکے ہے عشق میں سر بر
سجن ہم وے دوانے ہیں گر آویں اپنے دعوے پر

تو مجنوں جاے جنگل چھوڑ پھر بستی میں فریادی

کبھو کہتے ہو ہم کو تیغ ابرو سے کریں گھائل
کبھو کہتے ہو ان مژگاں کے خنجر سے کریں بسمل

کہاں سے تم ہوئے پیدا ہمارے جی کے تئیں قاتل
ہمارے قتل پر پھرتے ہو باندھے کیوں کمر سب مل

تمہیں کن نے سکھائی ظالمو یہ رسم جلادی

جو کوئی عاشق ہووے مرنے سے اپنے وہ ڈرے کیونکر
صنم کے ہجر میں رو رو کے اپنے دن بھرے کیونکر

بتاؤ میرے دیوانے کے تئیں اب وہ مرے کیونکر
بتاں جو سنگدل ہیں دل میں اُن کے جا کرے کیونکر

مرے مجنوں کے تئیں کرنی پڑی ہے سخت فرہادی

نہیں رہتی ہے ہرگز جان اُس ظالم کے مارے میں
کبھی دیکھا نہیں ہے رحم اُس خونخوار پیارے میں
نہ ہووے کیونکہ دہشت اُس سے یارو دل ہمارے میں
جدا عاشق کے تن سے سر کرے ہے ایک اشارے میں
یہ ابرو سیدی احمد کی ہے گویا تیغ فولادی

نہ اب دل میں مرے ہے شوق ان خوباں کی الفت کا
نہ ہوں مشتاق اس دنیا میں ' تاباں ' شان و شوکت کا
سجن سے آشنائی ہے نہیں محتاج دولت کا
لکھا میں چاہتا ہوں ان دنوں دیوان حشمت کا
بہ شرط آنکہ پیدا ہووے کاغذ دولت آبادی

— * —

مخمس

ہو مجھ سے جدا دل کے دکھ پانے کو کیا کہئے
قابو میں ستمگر کے آجانے کو کیا کہئے
یوں سر پہ بلا میرے لے آنے کو کیا کہئے
اس درد و مصیبت کے افسانے کو کیا کہئے
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

ہاتھوں سے کوئی جس کے اب لگ نہ رہا سالم
اُس شوخ سے لگ جانا اس دل کو نہ تھا لازم
ٹک دیکھ تو یہ ایتا بے رحم ہے یارا حم
یہ آھی گیا بس میں یک بارگی ہے ظالم
کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

کہتا تھا میں اس دل کو عاشق تو نہ ہو جانا
نقصان ہے یاں جی کا اس پلنٹھ میں مت آنا

ناحق تو کوئی آفت مت سر پہ مرے لانا
ہر چند کہا اُس کو اُن نے نہ کہا مانا

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

چاہا میں بہت یارو قابو میں رہے یہ دل
پر تھا ملنا وحشی کا ہوتا ہے بہت مشکل

باتوں کو مری اُن نے جانا کہ یہ ہیں باطل
اُس طفل پریرو پر یہ ہو ہی گیا مائل

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

جوں جوں میں کہا دل کو ہے عشق میں رسوائی
توں توں یہ ہوا دونا کھو عقل کو سودائی

ساتھہ اُس کے مرے سر پر ناحق کی بلا آئی
نے تاب ہے اب مجکو نے صبر و شکیبائی

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

نے چین مجھے دن کو نے رات کو سوتا ہوں
ہر وقت تڑپتا ہوں ہر آن میں روتا ہوں

اوقات عزیز اپنی اس طرح سے کھوتا ہوں
کچھ کچھ کے یہی ہر دم بیتاب میں ہوتا ہوں

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

اس عشق کے کوچے سے جب تک کہ نہ تھا محرم
تب تک تو مجھے ہرگز نے درد تھا کچھہ نے غم

اب اپنے اوپر روؤں یا دل کا کروں ماتم
آتا ہے مجھے لیکن افسوس یہی ہردم

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

جو آہ و فغاں مجکو کچھہ کام نہیں رہتا
ہے اشک بھی آنکھوں سے دریا کی طرح بہتا

دل میرے کئے رہتا تو دکھہ کو میں کیوں سہتا
کر چاک گریباں کو پھرتا ہوں یہی کہتا

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

ہر رات میں روتا ہوں فریاد و فغاں کر کر
رومال کو لے مکھہ پر یا زانو اوپر سر دھر

ہے شام غریباں سے ہر صبح مجھے بدتر
ہر وقت گزرتی ہے یہہ بات مرے جی پر

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

یارو میں کہوں کیا اب جیسی ہے مری خواری
ہیں بال بڑے سر کے اور اشک بھی ہیں جاری

جیسے کہ لئے مالا ہو کوئی جتا دھاری
مل مُکھہ کو بھبوت اپنے جپتا ہوں میں ہر باری

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

سنتا ہوں کہیں یارو جب راگ کی مجلس کو
تب گھر سے میں جاتا ہوں مشتاق نہایت ہو

قوالوں کی کر منت بے حال ہو اور رو رو
کہتا ہوں مری خاطر اس وقت یہی بولو

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

اس عشق کا جس کے تئیں آزار لگا ہووے
اُس شخص کا اے یارو کیا حال بھلا ہووے

ہے مجھکو یہی زحمت کیا جانئے کیا ہووے
تھا میں تو بھلا چنگا پر اُس کا برا ہووے

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

ہوتی نہیں مجھکو اس رنج سے تک فرصت
کیا جانئے ہوئی کیسی یکبارگی یہ زحمت

ہے ضعف مجھے یہاں تک جو بات کی نہیں طاقت
پر تو بھی مرے منہہ سے نکلے ہے یہ ہر ساعت

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

آتا ہے مرا غش میں اس ضعف سے جی ہردم
اور نبض بھی جاتی ہے ہاتھوں سے چھٹی ہردم

نرگس کی طرح گردن رہتی ہے ڈھلی ہردم
ہوتی ہے افاقت جب کہتا ہوں یہی ہردم

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

مصراع یقیں سنکر بے تاب ہوا 'تاباں'
آئینہ صفت غم سے رہتا ہے سدا حیراں

ہر ساعت و ہر پل ہے مانند جرس نالاں
احوال وہ اپنے پر کہتا ہے یہ ہو گریاں

کیا کام کیا دل نے دیوانے کو کیا کہئے

— * —

مخمس

بیاں میں کیا کروں دیوانگی اپنی کا افسانا
نہ میرا گھر میں جی لگتا ھے نے بھاتا ھے ویرانا
خوش آتا ھے مجھے گلیوں میں سنگ کودکاں کھانا
ارے ناصح عبث ھے یہ ترا بیہودہ سمجھانا
پریرو ھو جدا جس کا نہ ھووہ کیونکہ دیوانا

عبث مت بک نہیں میں مانتا تیرا کہا ناصح
مرے آہ و فغاں کرنے سے بتلا تجکو کیا ناصح
میں اپنے جی سے بھی بیزار ھوں تو مت ستا ناصح
بھلا چاھے تو اپنی آبرو کو لے کے جا ناصح
مجھے بے طرح آتا ھے تری باتوں پہ جھلجھلانا

تو کیوں بیہودہ کہتا ھے نصیحت کے سخن اکثر
سنوں کیونکر تری باتیں کہ میرا حال ھے ابتر
رھوں آرام سے بے یار اے ناصح بھلا کیونکر
کہ میری زندگی اور موت بھی موقوف ھے اُس پر
اگر آوے تو جی جانا * جو اُتھہ جاوے تو مر جانا

خدا جانے کہ مجھہ پر کیا بلاے ناگہاں آئی
کہ یک باری ھوا میں کھو کے عقل و ھوش سودائی
نہ مجکو تاب و طاقت ھے نہ ھے صبر و شکیبائی
اگر چپ رھوں تو مرتا ھوں و گر بولوں تو رسوائی
نہیں معلوم کیا انجام رکھتا ھے یہ غم کھانا

* (ن) اُٹھنا -

طرح سیماب کے ھے بے قراری روز و شب مجکو
نہیں معلوم فرصت ھوے گی اس دکھہ سے کب مجکو

ستاتا ھے غم اُس ظالم کا آکر جب نہ تب مجکو
پڑے ھیں اپنے جینے کے بھی لالے ھاے اب مجکو

ھوا ھوں ناتواں ایسا کہ نہیں جاتا ھوں پہچانا

مری حیرت کی صورت دیکھہ آئینہ ھوا حیراں
مری فریاد سن سن کر جرس بھی ھے سدا نالاں

مرے افسردہ دل کو دیکھہ کر کھلا گئیں کلیاں
مری واسوختگی کو سن کے ھر شب شمع ھے گریاں

مری بیتابیوں کو دیکھہ کر جلتا ھے پروانہ

تڑپنے سے مرے سیماب بھی بیتاب ھوتا ھے
رکی چھاتی مری کو دیکھہ غم سے ابر روتا ھے

مرے شور و فغاں سے رات کو کم کوئی سوتا ھے
مجھے جو دیکھتا ھے اب سو اپنا ھوش کھوتا ھے

مری تدبیر میں عاجز ھیں سارے شہر کے دانا

کوئی کہتا ھے اس کے واسطے فساد * کو لاؤ
کوئی کہتا ھے اس کے حال کو ملاں سے کھلواؤ

کوئی کہتا ھے اس کو قید کر زنداں میں لے جاؤ
کوئی کہتا ھے سایہ ھے اسے سیانے کو دکھلاؤ

کوئی کہتا ھے لاحاصل ھے دیوانے کا غم کھانا

* (ن) فصا -

نگار شوخ فندق زیب کی کر یاد قصابی
گرے ہیں اشک کے قطرے مری انکھیوں سے عنابی

اُسی آئینہ رو بن ہے مجھے اس طرح بے تابی
کہ جو سیماب مالی آب ہووے آدم آبی

لبوں پر یوں ہے جی جیوں سے سے ہو لبریز پیمانا

کبھی آتا ہے جی میں یار کے کوچے میں جا بیٹھوں
کبھی آتا ہے جی میں جا کے کوہ اور دشت میں روؤں

کبھی آتا ہے جی میں کوھکن کی طرح سر چیروں
کبھی آتا ہے جی میں لوٹتے ھی لوٹتے جی دوں

غرض اب ہر طرح سے سوجھتا ہے جان کا جانا

کبھی توڑوں ہوں دیواریں کبھی پھونکوں ہوں میں گھر کو
کبھی پھاڑوں ہوں میں کپڑے کبھی پھوڑوں ہوں میں سر کو

کبھی افیوں منگاتا ہوں کبھی مانگوں ہوں خنجر کو
کبھی تروار نہیں پاتا سو میں ڈھونڈوں ہوں جدھر کو

کبھی سوجھے ہے گر بالائے بام اپنے سے مر جانا

کبھی کہتا ہوں اپنے دل میں تھا میں تو بھلا چنگا
یکایک کیا ہوا مجکو کہ جینا خوش نہیں آتا

کبھی بالیں پہ ہو حیرت زدہ گریاں ہوں میں ایسا
کہ مجکو دیکھکر حیراں ہوئی ہے صورت دنیا

مری دیوانگی کو دیکھ کر عالم ہے دیوانا

کبھی گھبرا کے اُٹھ جاتا ہوں وحشت سے بیاباں میں
کبھی پھرتا ہوں ننگے پاوں میں خار مغیلاں میں

کبھی چلتا ہوں گلچیں کی طرح تلکے گلستاں میں
کبھی شور و فغاں کرتا ہوں جا جا عندلیباں میں
کبھی جا کنج گلخن میں پٹک کر سر کو پھر آنا

کبھی مسجد میں جاکر پوچھتا ہوں میں کہ اے یارو
بنا اس میکدے کی کن نے کی ہے مجکو بتلاو
نہ یہاں نا قوس ہے نے برہمن ہے کیا سبب کہدو
کبھی منبر کو خالی دیکھہ کر کہتا ہوں حیراں ہو
کہ یہاں بے بت سنگھاسن کیوں ہے یہ کیسا ہے بتخانا

کبھی جادیر میں میں بوجھہ کعبہ مست ہو کہتا
کہ یہاں تو توڑ بت یار و خدا کا گھر بنایا تھا
سبب کیا ہے کہ اس میں پھر بتھاے ھیںگے بت لالا
ارے کعبے کے لوگو تم بھی کافر ہوگئے ہو کیا
کہ تم نے خانۂ مولا کیا ہے پھر صنم خانا

کبھی حال زلیخا سن کے عقل و ہوش کھوتا ہوں
کبھی یعقوب کی تربت کو اشک اپنے سے دھوتا ہوں
کبھی وامق کا سن احوال میں بیتاب ہوتا ہوں
کبھی لگ کر گلے میں گور سے مجنوں کی روتا ہوں
کبھی سنگ مزار کوہکن سے سر پٹک آنا

کبھی راتوں کے تئیں کرتا ہوں گھر میں نالہ و افغاں
کبھی پھرتا ہوں تنہا شہر میں وحشت سے سر عریاں
کبھی ہوتا ہے میرے ساتھہ 'تاباں' مجمع طفلاں
مرے تئیں اس طرح سے دیکھہ کر اب خوار و سر گرداں
کوئی کہتا ہے سودائی کوئی کہتا ہے دیوانا

—*—

(مخمس)

پیر خرد کو مجھہ پر ہر چاند بر تری ہے
ملک جلوں کی لیکن اب میں نے دھن دھری ہے
پر ہر قدم کے اوپر وھاں دل کو تھر تھری ہے
میں نے سنا ہے تجھہ میں حد بندہ پروری ہے

اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاھتا ہوں چھوڑوں سب خویش و اقربا کو
یکبارگی اُڑادوں اس شرم اور حیا کو
کانٹوں پہ جاکے رکھوں اپنے برھنہ پا کو
مانع ہے عقل میری پر میرے مدعا کو

اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاھتا ہوں کھودوں دنیا سے نام مجنوں
لوں ملک میں میں اپنے ہے جس قدر کہ ھامون
اور کوہ بے ستوں کو ٹکروں سے جاکے توڑوں
پر عقل چاھتی ہے ہرگز نہ ہو یہ مفتوں

اے عشق پیرو مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاھتا ہوں آنسو آنکھوں سے اب بہاؤں
اتلے کہ جس میں سارے عالم کے تئیں ڈوباؤں
کئی نیزے عرش پر بھی پانی کے تئیں چڑھاؤں
پر بے مدد میں تیری قدرت کہاں سے پاؤں

اے عشق پیرو مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاھتا ہوں رشتہ الفت کا سب سے توڑوں
مجنوں کی طرح جاکر صحرا سے دل کو جوڑوں

یا یار کی گلی میں پتھروں سے سر کو پھوڑوں
کہتی ہے عقل لیکن ہرگز نہ تجھ کو چھوڑوں

اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاہتا ہوں سیکھے مجھ سے فغاں کو بلبل
ٹکڑوں سے میرے دل کے دامن بھرے ہر اک گل

آشفتگی سے میری شرمندہ ہووے سنبل
اور چاہتا ہوں مجھ سے ہو عقل دور بالکل

اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

میں چاہتا ہوں جی سے 'تاباں' ہوا ہے رسوا
ہر دشت ہر گلی میں پھرتا ہے بے سروپا

ہوں میں بھی عاشقی میں مشہور خلق ایسا
تا حشر میرے اوپر احسان رہے گا تیرا

اے عشق پیر و مرشد یہ وقت رہبری ہے

— * —

مسدس

خوباں میں جس کو چاہوں کہ بحر علوم ہو
اور اُس کے علم و حلم کی عالم میں دھوم ہو

لوگوں کا درس دینے کو اُس کے ہجوم ہو
لیکن زبس نصیب ہی اپنا جو شوم ہو

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— * —

خوباں تو کیا ہیں جس کے تئیں آشنا کروں
گھر بار اپنا نام پر اُس کے فدا کروں

ہردم میں بات اُس کے بھلے کی کہا کروں
آخر کو اُس کے منھہ سے برا ہی سنا کروں

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں جو عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— ☼ —

اسباب دنیوی کا جو عمدوں سے کر تپاک
ہو جاوں پھرتے پھرتے اسی سعی میں ہلاک

تاگا بھی اک نہ دیں جو سیوں پیرہن کا چاک
سونے پہ ہاتھہ ڈالوں تو ہو جاوے وہ بھی خاک

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں میں عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— * —

ساقی سے مے کو مانگوں تو ہرگز نہ دے جواب
ہو جاے آب گرم جو پاوں کہیں شراب

بیٹھوں جو ابر میں تو نکل آے آفتاب
میرے قدم سے بحر بھی ہو جاوے سب سراب

بوؤں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پالوں میں عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— ☼ —

تاباں جو چاہوں دید کروں ماہتاب کی
ہو جاے ہر طرف سے سیاہی سحاب کی

مدت سے سیر کرکے میں ہر اک کتاب کی
سودا کی ایک بیت یہی انتخاب کی

بووں میں تخم گل کو جہاں وہاں زقوم ہو
پاؤں میں عندلیب قفس میں تو بوم ہو

— ۞ —

(مسدس)

کب تک سہوں میں جور ترا اے فلک بتا
نالاں ہی تیرے ہاتھ سے رہتا ہوں میں سدا
حاصل کبھی نہ تجھ سے ہوا دل کا مدعا
کس سے کہوں میں اپنی مصیبت کا ماجرا
شاکی ہیں میری طرح ترے ہاتھ سے سبھی
راضی ملا نہ کوئی ترے دور میں کبھی

— • —

تنہا کوئی ترا ہی نہیں اے فلک ستم
پہنچے ہے دل کے ہاتھ سے بھی مجھکو درد غم
مجھکو تمام عمر رہا محنت و الم
لیکن ہے اس سبب مجھے تجھ پر بہت بھرم
یعنی کہ تب ہے دشمن دانا چو آسیا
گردش میں تیری جو کوئی آیا سو پس گیا

— . —

شکوا ترا اگرچہ قیامت تلک کروں
نزدیک اپنے تو بھی میں سے چرخ کم کروں

جور و جفا سے تیرے مرا دل ہوا ہے خوں
شاکی میں تیرے ہاتھہ سے اب کس طرح نہ ہوں

تو نے کبھی نہ شاد رکھا ہاے دل مرا
نالاں ہی تیرے ہاتھہ رہا ہاے دل مرا

— * —

نالے سے ایک دم نہیں فرصت مرے تئیں
رہتا ہوں غم سے یار کے ہر وقت میں حزیں

رونے سواے اور مجھے کام کچھہ نہیں
لوگوں کو میرے جینے کا ہرگز نہیں یقیں

عاجز ہو کیوں نہ نبض کے تئیں دیکھہ کر طبیب
پہنچا ہوں اُس کے ہجر میں میں مرگ کے قریب

— * —

پاتا نہیں ہوں ہاے کوئی ایسا دوستدار
جو آکے درد و غم میں ہووے میرا غمگسار

اس دہر میں تو کوئی کسی کا نہیں ہے یار
روتا ہوں اپنے حال پہ اپنے میں زار زار

اس بیکسی کو جاکے کہوں کس سے میں غریب
بیکس ہی مجکو حق نے بنایا تھا یا نصیب

— * —

یارب شتاب حادثۂ غم سے تو چھڑا
فریاد رس سواے ترے کوئی نہیں مرا

مجکو پھر اب کی بار تو اُس یار سے ملا
کب تک میں اُس کے غم میں رہوں ہاے مبتلا

اب تو نہ دل کو تاب ہے میرے نہ صبر ہے
جینا بغیر یار کے حد مجھ پہ جبر ہے

—٭—

اس زندگی کے بیچ بجز غم نہیں حصول
ہے مرگ ایسے جینے سے میرے تئیں قبول

رہتا ہوں غم سے یار کے ہر آن میں ملول
اٹھتی ہے اُس کے درد کی ہر وقت دل میں سول

کب تک رہوں فراق میں نالاں و سینہ چاک
اس دکھ سے ایک روز میں ہو جاؤں گا ہلاک

—٭—

جس کا جدا ہو یار اُسے کیونکہ کل پڑے
آہ و فغاں سوا وہ کہو اور کیا کرے

رو رو کے اپنی عمر کے کب تک وہ دن بھرے
ہاتھوں سے ان دکھوں کے کہو کیوں نہ وہ مرے

ناچار اب تو جی میں یہ آتا ہے کیا کروں
اک روز گھول زہر کے تئیں پی کے سو رہوں

—٭—

'تاباں' خدا کرے کہ وہ کافر ترا صنم
آوے شتاب سے تو ترا درد ہو یہ غم

کھینچا ہے تو نے ہجر میں اُس کے بہت الم
لیکن میں جانتا ہوں کرے گا خدا کرم

مایوس محض ہو جیو مت وصل یار سے
کوئی دن کو پھر وے عیش ہیں اور ہیں وہی مزے

— * —

(ترکیب بند)

ہر بن مو کے تئیں اپنی زبان کرتا ہوں
وا طرح غنچہ کے اب اپنا دہاں کرتا ہوں

راز مخفی کو میں اب سب میں عیاں کرتا ہوں
ماجرا سوز دل اپنے کا بیاں کرتا ہوں

گلۂ جور و جفا ہائے بتاں کرتا ہوں
جس مصیبت سے سدا شور و فغاں کرتا ہوں

اُس مصیبت سے میں بلبل کی طرح ہوں نالاں
اپنے احوال کو کرتا ہوں اب اول سے بیاں

— * —

جب تلک ہم تھے عدم میں ہمیں کچھ ہوش نہ تھا
جانتے کب تھے کہ دنیا میں مزے ہیں کیا کیا

یہاں جب آئے تو لگی یہاں کی ہمیں اور ہوا
وہ جو عالم تھا سو یکبار سبھی بھول گیا

یہ بھی معلوم نہیں اب کہ عدم تھا کیسا
ہم کو یہاں آکے ہوا عشق بتاں کا سودا

جانتے نہیں کہ خدا کون ہے اور ہم کیا ہیں
یا مسلمان ہیں یا گبر ہیں یا ترسا ہیں

— * —

جب سے معلوم ہوئی ہم کو وفاداریٔ عشق
دل ہمارے کو ہوئی تب سے گرفتاریٔ عشق

نہیں ممکن کہ ہووے دور یہ بیماریٔ عشق
آہ ہوتی ہے نپٹ سخت گرانباریٔ عشق

ہے مرا کام کہ سہتا ہوں جفا کاریٔ عشق
حق کسی کے نہ نصیبوں میں کرے خواریٔ عشق

ہائے رے ہائے اذیت ہے ترے دل کی چاہ
اس بلا سے رکھے محفوظ ہر اک کو اللہ

— * —

میرے دل میں تو نہ تھا عشق کا زنہار خیال
لیکن آیا جو نظر ایک پریرو کا جمال

اُس کے پیچھے میں تجا گھر کو لٹایا زر و مال
خاک مل منہہ کو پھرا دشت میں مجنوں کی مثال

اس خرابی سے ہوا میرے تئیں اُس کا وصال
اب وہ پھر روتھہ گیا ہائے پڑا کیا جنجال

ہجر میں اُس کے مرے دل کو نہیں ہے آرام
یار تو روتھہ گیا مفت ہوا میں بدنام

— * —

چھوڑ تنہا مجھے وہ شوخ گیا ہے ظالم
مجھہ سے لڑ غیر سے اب جا کے ملا ہے ظالم

کچھہ نہ کی اُن نے مرے ساتھہ وفا ہے ظالم
دل مرا لے کے ہوا مجھہ سے جدا ہے ظالم

اُس بن اب حال برا ہیگا مرا ہے ظالم
مفت میں غم کا گرفتار ہوا ہے ظالم

میں اگر جانتا تو پیار نہ کرتا ہرگز
سب سے ملتا نہ اُسے یار نہ کرتا ہرگز

— * —

سیم تن زر کے لئے ربط مرا کھوتا ہے
درد کا تخم عبث دل میں میرے بوتا ہے

ہاتھہ اخلاص و محبت سے مرے دھوتا ہے
غیر کے ساتھہ میرے سامنے وہ سوتا ہے

ہائے اخلاص زمانے میں یہی ہوتا ہے
کہ ہنسے کوئی کسی ساتھہ تو پھر روتا ہے

اس توقع پہ مرے کوئی کسی پر کیونکر
آپ کو خوار کرے کوئی کسی پر کیونکر

— * —

مل چکے سب سے کوئی ہم نے نہ پایا ایسا
کہ وہ گلرو ہووے اور اس میں ہو تک بوے وفا

جس کو دیکھا وہ ستمگر ہے جفا جو ہے بڑا
سب کے اخلاص کو اس واسطے ہم ترک کیا

لیکن افسوس یہ ارمان سدا جی میں رہا
کہ کوئی یار ہو ایسا جو نہ ہو مل کے جدا

سو تو یہاں کوئی نہیں یار کہو کیا کیجے
ہم بھی اب سب سے ہیں بیزار کہو کیا کیجے

— * —

یہاں کے پیارے تو ہیں سب شوخ یہ ہیں کس کے یار
اس لئے عشق سے کرتا ہوں میں ان کے انکار
اب کے معشوقوں کو ہے شوق الہی سرشار
تنگ جامے کو پہن سج کے سجیلی دستار
چپکہ جیبی پانوں میں کمخواب کی پھڑکا کے ازار
سب کے تئیں جاکے تراتے ہیں دکھاتے ہیں بہار

لالچی ایسے کہ جس پاس سلے زر کی بو
جا ٹھہریں پہلے تو پیچھے ہر جو کچھ ہے اُن پہ سو ہو

— * —

سب کے تئیں دیکھ لیا سب سے ملے ہم یارو
من ہرن ہم سے سب آخر کو کئے رم یارو
کر چکے سیر ہر اک طرح کا عالم یارو
جتلے معشوق ہیں ہے سب میں وفا کم یارو

ہم کو اس بات کا رہتا ہے سدا غم یارو
کہ نہیں ہائے کوئی مونس و ہمدم یارو

اب تو آتی ہے یہی لہر ہمارے جی میں
غرق دریا میں کریں ان کو بٹھا کشتی میں

— * —

ہائے رے ہائے مرے ساتھ کوئی یار نہیں
گلبدن بہت سے ہیں پر کوئی غمخوار نہیں

حیف کوئی دل کا غریبوں کے خریدار نہیں
دلربا سب ہیں ولے ایک بھی دلدار نہیں
کوئی دلبر نہیں ایسا دل آزار نہیں
عشق اب دل کا مرے دل میں بھی زنہار نہیں

پر مجھے صبر نہیں آہ کہو کیجے
کوئی پایا نہیں دلخواہ کہو کیا کیجے

—*—

دکھہ کہوں کس سے وہ غمخوار مرا روٹھہ گیا
چھوڑ کو دلبری اور پیار مرا روٹھہ گیا

نہیں معلوم کہ کیوں یار مرا روٹھہ گیا
کیا کیا میں کہ دل آزار مرا روٹھہ گیا

بے گنہ مجھہ سے ستمگار مرا روٹھہ گیا
دل کو لے میرے وہ دلدار مرا روٹھہ گیا

مجکو اُس بن کسی دلبر سے سروکار نہیں
اُس سوا کوئی مرے دل کا خریدار نہیں

—*—

ہاے میں حال دل اپنے کا سناؤں کس کوں
سوز کہہ اس دل سوزاں کا جلاوں کس کوں

بیکسی پر دل محزوں کی رلاؤں کس کوں
عشق کے داغ کے تئیں جاکے دکھاؤں کس کوں

سب مرے حال سے غافل ہیں جتاؤں کس کوں
کوئی پاتا نہیں میں دوست بتاؤں کس کوں

کس سے میں جاکے کہوں ہاے اب اس دل کی طرح
ہجر میں یار کے تڑپے ہے یہ بسمل کی طرح

—*—

کون ہے دوست مرا کس سے میں احوال کہوں
کب تلک ہجر میں اُس شوخ کے خاموش رہوں

جی میں آتا ہے کہ بیرحم کو نامہ میں لکھوں
اور بیاں اُس میں کروں اپنا میں سوداو جنوں

جب کہ احوال دل اپنے کا میں سب ختم کروں
کر کے قاصد میں صبا ساتھ صبا کے بھیجوں

کیونکہ کوئی دوست نہیں اور جو نامہ میرا
جاکے اُس یار دل آزار کے تئیں دیوے گا

— * —

الف آہ کا میں کرکے قلم ہے کی دوات
جاے کاغذ کے کروں لے کے حنا کا میں پات

روشنی چشم کی سے تب میں لکھوں حال کی بات
کروں قاصد میں صبا کیونکہ چلے ہے دن رات

جلد پہنچاے گی نامہ کو مرے یار کے ہات
تب تو بخشے گا وہ تقصیر مری ہوگی نجات

پس میں لکھتا ہوں اب احوال دل زار کے تئیں
اے صبا جلد تو پہنچائیو اُس یار کے تئیں

— * —

اے گل باغ دل اے سرو قد خوش رفتار
گلبدن غنچہ دہن چشم سیہ مہ رخسار

گلشن حسن میں اے شوخ تجھی سے ہے بہار
گل سے چہرے پہ ترے مجھ سے فدا ہونگے ہزار

عرض کرتا ہوں یہ خدمت میں تری کھو کے قرار
کہ ترے ہجر میں بے تاب ہوں میں لیل و نہار

نہ مجھے تاب فغاں ہے نہ مجھے طاقت صبر
زندگانی بھی جدائی میں تری ہوئی ہے جبر

— * —

ہاے رے ہاے مجھے تو نے بھلایا اک بار
حیف صد حیف دل آزار ہوا تو دلدار

چھوڑ کر میرے تئیں جا کے ہوا غیر کا یار
نہ مرے ساتھہ رکھا ربط نہ اخلاص نہ پیار

کیا مروت یہی دنیا میں ہے اے رشک بہار
میں اگر جانتا تجھکو کہ تو ہیگا میار

تو تیرے ہاتھہ میں اس دل کو نہ دیتا ہرگز
اور اس درد و الم غم کو نہ لیتا ہرگز

— * —

ڈھونڈتا تجھکو ہر اک کوچہ میں جاتا ہوں میں
سر پہ میں سانتی وہاں خاک اُڑاتا ہوں میں

نام لے لے کے ترا تجھکو بلاتا ہوں میں
گھر بگھر شور و فغاں جا کے سناتا ہوں میں

سب کے تئیں داغ دل اپنے کا دکھاتا ہوں میں
اپنے احوال پہ ہر اک کو رلاتا ہوں میں

پر ترا کھوج بھی معلوم نہیں کچھہ ہوتا
اک دن یوں ہی میں مر جاوں گا روتا روتا

— * —

اب تو ملنے سے ترے میں بھی قسم کھاوں گا
گرچہ یوسف تو ہووے تو تو بھی نہ پھر چاھوں گا

تیرے ملنے سے سوا دکھ کے میں کیا پاوں گا
بلکہ اس شہر کو بھی چھوڑ نکل جاوں گا

اور معشوق کسی ملک سے لے آوں گا
پر اگر اس میں بھی تک بوے وفا پاوں گا

ورنہ پھر اور کا بھی نام نہ لوں گا ھرگز
دل کے تئیں ھاتھہ سے اپنے میں نہ دوں گا ھرگز

— * —

جی میں آتا ہے کہ کر چاک گریباں کے تئیں
شہر کو چھوڑ نکل جائیں بیاباں کے تئیں

آگ دے پھونک دیویں یہاں کے گلستاں کے تئیں
غرق پانی میں کریں شہر کے خوباں کے تئیں

ھو تو برباد دیویں تخت سلیماں کے تئیں
خاک مل منھہ کو چلے جائیں گے اب وھاں کے تئیں

کہ جہاں جائیں تو پھر کھوج نہ ھووے معلوم
اور بستی کی طرف جاکے مچاویں پھر دھوم

— * —

اب کی باری تو مرے پاس تو آ جا قاتل
دل میں حسرت جو مرے ھے سو مٹا جا قاتل

یعنی تو کھینچ کے تلوار لگا جا قاتل
خاک اور خوں میں مجھے لے کے ملا جا قاتل

مجکو جھگڑے سے ہمیشہ کے چھڑا جا قاتل
پھر ملا کیجیو غیروں سے تو جا جا قاتل

میں تیرے ہاتھہ سے اب حد ہی بتنگ آیا ہوں
جی میں ہے اپنے ہی ہاتھوں سے کروں اپنا خوں

— * —

کون سا رنج ہے جو میں نے نہیں پایا ہے
کس بلا کو تو مرے سر پہ نہیں لایا ہے

میں نے ظالم ترے ہر ظلم کا غم کھایا ہے
کُشتنی تو نے غرض مجکو تو ٹھہرایا ہے

میں بھی راضی ہوں اگر جی میں یونہی آیا ہے
پر مجھے اب مرے 'تاباں' نے یہ سمجھایا ہے

کہ کہے میں ہو جو کوئی اپنے وہی یار بھلا
نہیں تو عشق سے اُس شوخ کے انکار بھلا

— * —

تضمین بر غزل حافظ

ہر وقت و ہر آن ہر گاہ و بیگاہ
پیتا ہوں مے اپنے دلبر کے ہمراہ

بوسے بھی دیتا ہے ہر لحظہ وہ ماہ
عیشم مدام است از لعل دلخواہ

کارم بکام است الحمد للہ

— * —

بھڑکی اس وقت الفت کی آتش
بیٹھا ہے لے یار جام منقش

کوئی غیر نہیں پاس بے غل و بے غش
اے بخت سر کش تلگش بہ بر کش

گہے جام زر کش گہے لعل دلخواہ

—•—

ناصح کی جو ہم کو بھاتی نہ تھی پند
کہتا تھا وہ ہم کو سمجھا کے ہر چند

تھے میکدے سے بھی ہم بسکہ خورسند
مارا بہ مستی افسانہ کردند

پیران جاہل شیخان گمراہ

—•—

کیا جانے آئی ہے کیسی یہ آفت
ہوئی ہجر کی رات روز قیامت

نہیں غم سے یک لحظہ ہم کو فراغت
جاناں چہ گوئیم شرح فراقت

چشمے و صدنم جانے و صد آہ

—•—

ہے چاندنی رات لے جام در دست
آیا ہے گلشن میں تو ہو کے بد مست

ہو گئی ہے پامال گلزار یکدست
کافر مبیناد ایں غم کہ دیداست

از قامتت سرو از عارضت ماہ

—•—

ہم میکدے کے ہیں مدت سے ساجد
ہم شیشۂ مے کو رکھتے ہیں شاہد

زاہد ہے مکار جھوٹا ہے عابد
کردیم توبہ از قول زاہد

وز فعل عابد استغفراللہ

—•—

ہر روز ہر رات کہتے نہ تھے ہم
خوباں کے ملنے کو تاباں تو کر کم

کھاتا ہے اب تو ہر وقت کیوں غم
حافظ نمی شد رسوائے عالم

گر گوش می کرد پند نکو خواہ

—•—

تضمین دیگر بر غزل حافظ

وہ کہ ہے جس سے ہر اک مذہب و ملت کی شکست
باعث فتنۂ آفاق ہوا روز الست

دشمن دین و بد آئین و بت بادہ پرست
زلف آشفتہ و خوی کردہ و خنداں لب مست

پیرہن چاک و غزلخواں وصراحی در دست

—•—

چین بہ ابروہوے عالم کا کئے خون رواں
آستیں بر زدہ آلودہ لہو میں داماں

اور لیے تیر و سناں ساتھ سپاہ مژگاں
نرگسش عربدہ جو و لبش افسوس کناں

نیم شب دوش ببالین من آمد بنشست

—•—

میں تو رہتا تھا سدا ہجر میں اس کے غمگیں
خواب و خور راحت و آرام نہ تھا میرے تئیں

شامت بخت سے لگ گئی تھی مری آنکھ وہیں
سر فرا گوش من آورد وبہ آواز حزیں

گفت کا ے عاشق شوریدۂ من خوابت ہست

—•—

زاہد بیہودہ گو مجکو عبث دے ہے تو پند
عقل کوتہ ہے تری، گو ترا شملا ہے بلند

چشم خونخوار سیہ مست کروں کیوں نہ پسند
عاشقے را کہ چنیں بادۂ شبگیر دہند

کافر عشق بود گر نہ بود بادہ پرست

—•—

لائے بادہ سے بنایا ہے ہمارا یہ خمیر
ہم اگر مست رہیں مے سے نہیں کچھ تقصیر

موج صہبا ابھی کرتی ہے تجھے آ زنجیر
برو اے زاہد و بر دردکشاں خوردہ مگیر

کہ نہ دادند جز ایں تحفہ بما روز الست

—•—

جس طرح تجکو خوش آتی نہیں صہبا کی شمیم
اس طرح ہم کو بھی بھاتی نہیں جنت کی نسیم
روز محشر کا بتاتا ہے عبث ہم کو تو بیم
آنچہ او ریخت بہ پیمانہ و ما نوشیدیم
اگر از خمر بہشت است ور از بادۂ مست

— * —

مہ نوعید کا تاباں شب مہتاب و بہار
بارش ابر لب جوی و ہوائے گلزار
گریۂ شیشہ و آوازِ نے و بین و ستار
خندۂ جام مے و زلف گرہ گیر نگار
اے بسا توبہ کہ چوں توبۂ حافظ بشکست

— * —

تضمین دیگر بر غزل حافظ

ہوائے عشق میں اسباب لٹ گیا سارا
ملا یہ ہم کو نشیمن ہوے جب آوارا
کہ خاک دشت کی بستر ہے تکیہ ہے خارا
صبا بہ لطف بگو آں غزال رعنارا
کہ سر بکوہ بیاباں تو دادۂ مارا

— * —

چمن چمن جو میں اس کے دھن کا وصف کیا
کلی کلی کا جگر سن کے لخت لخت ہوا

دیا ہے بوسۂ جاں بخش یار نے بھی صلا
شکر فروش کہ عمرش دراز باد چرا

تفقدے نہ کند طوطی شکر خارا

— • —

ہمیشہ باغ میں سنتا ہوں نالۂ بلبل
نہ ہووے کیونکہ مجھے پیچ و تاب جوں سنبل

ہزار حیف نہیں داد عاشقاں بالکل
غرور حسن اجازت مگر نداد اے گل

کہ پرسشے بکنی عندلیب شیدا را

— • —

تو زلف و خال دکھا سب کو مت لبھایا کر
رہے گا اس کا گرفتار کوئی سدا کیونکر

تجھے میں بات سناتا ہوں فہم ہوئے اگر
بخلق و لطف تواں کرد صید اہل نظر

بہ دام و دانہ نہ گیرند مرغ دانارا

— • —

صبا اگرچہ تجھے دے وہ شوخ دکھلائی
جوان دنوں میں ہوا ہے بہت تماشائی

ادب سے کہیو کہ کہتے ہیں تیرے سودائی
چو با حبیب نشینی و بادہ پیمائی

بیاد آر حریفانِ بادہ پیما را

— • —

ہر ایک گل ہے محبت میں تیری چاک بجیب
تری کمر کا تصور ہے سِرِ عالَمِ غیب

بجا ہے حق میں جو عاشق کہے ترے لاریب
جز این قدر نتواں گفت در جمال تو عیب

کہ خال مہر و وفا نیست روئے زیبا را

— * —

عیاں ہے تاباں راز نہفتۂ حافظ
غذائے روح ہے شعر شگفتۂ حافظ

سبھی ہیں خوب گہر ہائے سفتۂ حافظ
در آسماں چہ عجب گرز گفتۂ حافظ

سماع زہرہ برقص آورد مسیحا را

— * —

تضمین بر غزل مظہر

رحم اس بے رحم کے جی میں نہیں آتا ہنوز
روز اُٹھ کر میرے تئیں دیتا ہے وہ ایذا ہنوز

قتل کو میرے بہانا ڈھونڈتا ہے کا ہنوز
شد خطِ او سبز و دارد رنجش بیجا ہنوز

میچکد مانند طوطی خوں ازاں لبہا ہنوز

— * —

میں تو رہتا تھا ہمیشہ بادۂ گلگوں سے مست
رات دن میرا ہی تھا ہر میکدے میں بند و بست

اب تمہارے ہاتھہ سے اے زاهد'ن خود پرست
توبہ خود کردم ولے ذوق شرابم در سراست

در نگاہ شوق می بوسم لب مینا ہنوز

— • —

دیکھہ رخ بلبل کے دل سے عشق گل جاتا رہا
فاختہ نے دیکھہ قد ' چھوڑا تماشا سرو کا

سرو بھی پامال سایہ کی طرح سے ہو گیا
یک سحر در سیر گل وا کردۂ بند قبا

میروند بر باد در گلشن گریباں ہا ہنوز

— • —

مر گئے ہیں آرزو میں جس کی رو رو اے نسیم
اب تلک بھی ہائے اس گل کی نہیں آتی شمیم

گور میں ہم حشر تک نالاں ہیں در اُمید و بیم
در امید وعدۂ دیدار از بس مردہ ایم

بوئے جاں می آید از خاک مزار ما ہنوز

— • —

اب تلک غافل ہے میرے حال سے وہ خود پسند
کر دیا راہوں کو میری اشک کے سیلوں نے بند

آہ نے میری لگائی ہے فلک تک جا کمند
گرد باد سرمہ شد صد بار زیں صحرا بلند

چشمت از روز سیاہ ماست بے پروا ہنوز

— • —

بسکہ رہتا تھا ہمیشہ مجکو گھیرے اس کا غم
نالہ و فریاد سے فرصت نہیں تھی ایک دم

تھا مگر تقدیر میں میری لکھا درد و الم
مردہ ام اما بسان برق و باراں بر سرم

آہ و اشک آید فرود از عالم بالا ہنوز

—•—

میں نے اب تک اس سا کوئی دیکھا نہیں ہے بیقرار
رات دن آنسو چلے جاتے ہیں جس کے زار زار

ہائے تاباں کیا نہیں ہوتی ہے قدر دلفگار
نالہ موزوں میکند عمریست لیکن پیش یار

قسمت مظہر در شمار شاعراں گویا ہنوز

—•—

تضمین دیگر بر غزل حافظ

میکدے میں میں گیا چھوڑ حرم تا بہ کنشت
کون ہے تو کہ کہے مجکو ترے فعل ہیں زشت

خوب میں لائق دوزخ ہوں تجھی کو ہو بہشت
عیب رنداں مکن اے زاہد پاکیزہ سرشت

کہ گنہ دگرے بر تو نخواہند نوشت

—•—

گو مجھے دختر رز کی ہے شب و روز تلاش
یا میں طفلان پریرو کے تئیں چاہوں فاش

سخت حیراں ہوں کہ کیوں مجھ سے ہے تجکو پرخاش
من اگر نیکم و گر بد تو برو خود را باش
ہر کسے آں درود عاقبت کار کہ کشت

— • —

ہے کوئی بت کا پرستار کوئی بادہ پرست
کوئی کعبے کا مطوف ہے کوئی جام بدست
کوئی مدہوش یہاں آج کوئی مست الست
ہمہ کس طالب یارند چہ ہشیار و چہ مست
ہمہ جا خانۂ عشق است چہ مسجد چہ کنشت

• —

نیک اور بد کی مجھے اپنے نہیں کچھ پروا
میں سلامت رہوں اور پیر خرابات مرا
گو مجھے یا تو نہ فردوس میں رکھلے دے خدا
سر تسلیم من و خاک در میکدہ ہا
مدعی گر نہ کند فہم سخن گو سر و خشت

— • —

تو بدوں میں جو مرے نام کو کرتا ہے مثل
تجکو معلوم ہے کب آج کہ کیا ہوگا کل
شیخ ہر ایک کا عقدہ ہے کہاں تجھ پر حل
نا امیدم مکن از سابقۂ روز ازل
تو چہ دانی کہ پس پردہ کہ خوب است و کہ زشت

— • —

شیخ رکتا تھا عبادت سے زبس میرا نفس
خوش کیا ساغر مے چھوڑ کے کوثر کی ھوس

اب سمجھتا ھوں ترے سبزۂ فردوس کو خس
نہ من از خانۂ تقوی بدر افتادم و بس

پدرم نیز بہشت ابد از دست بہشت

— * —

اس زمانے کی زبس بخل سے ھوئی ھے بلیاد
ایک خوش ھو تو نہ ھو دوسرا اس سے دلشاد

ربط ظاھر میں بہت دل میں بھرے بغض و عناد
گر نہادت ھمہ ایں است زھے نیک نہاد

ور سرشتت ھمہ ایں است زھے نیک سرشت

— * —

روز محشر کو خدائے دو جہاں عز و جل
وقت بخشش کے نہ پوچھے گا بد و نیک عمل

اپنا احوال ھے معلوم کسے بعد اجل
بر عمل تکیہ مکن خواجہ کہ در روز ازل

تو چہ دانی قلم صنع بنامت چہ نوشت

— * —

صرف کر سیر و سیاحت میں سدا لیل و نہار
دل میں زنہار نہ رکھہ تو خطر روز شمار

دیکھہ اس گلشن ھستی میں ھر اک گل کی بہار
باغ فردوس لطیف است و لیکن زنہار

تو فلیمت شمر ایں سایۂ بید و لب کشت

—•—

خوب ہے میکشی اور شغل مئے گلنامی
رکھہ تو پھر تا قدم اس رہ میں نہ کامی کامی

کل ہی کرتا تھا نصیحت تجھے تاباں نامی
حافظا روز اجل گر بکف آری جامی

یکسر از کوے خرابات بر ندت به بهشت

—•—

تضمین دیگر بر غزل مظہر

سینۂ گل چاک چاک از نالۂ زار ملست
سوز بلبل در گلستاں شرح گفتار ملست

نرگس تصویر لعل چشم بیدار ملست
گریہ دریا کردۂ مژگان خونبار ملست

سیل غم از خانہ پردازان دیوار ملست

—•—

اپنے روز و شب کا تجھہ سے کیا کہوں میں ماجرا
روز میرا ہے شب بیمار سے بدتر سدا

صبح میری نے خجل شام غریباں کو کیا
شام من پروردہ در آغوش صبح فتنہ زا

روز محشر قرۃ العین شب تار ملست

—•—

ھے زباں قاصر مری میں کیا کروں شکر ستم
کیوں نہ ھوں خوش وقت ھے افزود ھر دم میرا غم
ھے مرے احوال پر اللہ کا فضل و کرم
می نوازد عشق او ھر دم بدارد تازہ دم
.. . ایں نوازش ھا فزوں از قدر مقدار ملست

— ٭ —

قطرۂ صہبا کا پینا ھے مرے نزدیک سم
قلقل مینا کا مجھکو شور خوش آتا ھے کم
منتشر میرے حواسوں کو کرے سیر ارم
ایں کہ نتوانم کہ دور از یاد گل را بو کنم
شمۂ از بے دماغی ھائے بسیار ملست

— ٭ —

فرقۂ اھل جفا کا چاھنا ھوتا ھے بد
ھے یہ میری بات حق میں ہوشمندوں کے سند
عاشق ھر ماھرو مانند تاباں ھوں میں کد
آں صنم را بندۂ مظہر کہ رام من شود
آنکہ با من باز بفروشد خریدار ملست

— ٭ —

تضمین

میں تیرے عشق سے از بس کہ کفر میں آیا
طریق مسجد و بت خانہ ایک سا بوجھا
تمام خلق نے مشہور ملحدوں میں کیا
دیا ھے قتل کا قاضی نے بھی میرے فتوا

بجرم عشق توام میکشند غوغائیست
تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست

— • —

جہاں میں اب تو مری عاشقی کا شور ہوا
حیا و شرم گئی صبر و ننگ دور ہوا
جلوں کا دوست ہوا دشمنی شعور ہوا
جفا کے سنگ سے شیشہ بھی دل کا چور ہوا
خدا کند کہ زمن عشق دست بردارد
دلے نہ ماند کہ دیگر شکست بردارد

— • —

زبسکہ اشک نے کی تیرے غم میں طغیانی
یہ میری چشم کی کشتی ہوی ہے طوفانی
زمیں سے لے کے بھرا آسماں تلک پانی
نہیں کوئی کہ کرے ایسی اشک افشانی
منم کہ چشم و دل دجلہ آفریں دارم
نم سحاب و ترشح در آستیں دارم

— • —

ہوا نہیں ہے کوئی مجھ سے عشق میں بہتر
نہیں ہے قیس کہ وہ چومتا قدم آکر
مجال کیا ہے کہ فرہاد مجھ سے ہو سربر
کسی میں شور جلوں کی نہیں ہے بات مگر

سلم کہ گوش فغاں بر لب خموش ملست
خروش محشر ما بیش خیز جوش ملست

—*—

ہر ایک گھر میں میں سنتا ہوں شور و افغاں کو
میں دیکھتا ہوں الملاک ہر مسلماں کو

نہیں ہے شغل بھی پتھروں کا آج طفلاں کو
کیا ہے تونے مگر قتل اپنے 'تاباں' کو

چہ شُدکہ از ہمہ جا بوے درد می آید
زہر کہ می شلوم آہ سرد می آید
—*—

تضمین

نازک اندام تجھے دیکھ ہوا میں مفتوں
عقل اور ہوش کو کھو نام رکھایا مجنوں

زور پھبتی ہے ترے بر میں قباے گلگوں
اس کے تئیں جھوٹ تو مت جان میں سچ کہتا ہوں

شمع گر دا تو کند دعوے نازک بدنی
گشتنی سوختنی باشد و گردن زدنی
—*—

سب سے میں تیرے لیے رشتۂ الفت توڑا
تجھ سے بیرحم سے میں آن کے دل کو جوڑا

سر کو پتھروں سے ترے کوچہ میں جا جا پھوڑا
ہو کے وحشی میں ترے عشق میں سب کچھ چھوڑا

دین و دنیا همه برباد شد از دیدن تو
هیچ کافر نه کند میل پرستیدن تو

—*—

جی کو بن دیکھے ترے ایک گھڑی چین نہیں
دل بھی اس درد سے رهتا هے نہایت غمگیں

رو رو آنکھوں نے ترے شوق میں ترکی هے زمیں
ڈر کے تک اپنے خدا سے تو بتا میرے تئیں

صنما در غم عشق تو چه تدبیر کُنم
تا بکے در غم تو نالۂ شبگیر کُنم

—*—

آشنا بس که ترے عشق میں اب مرتا هوں
تاب جینے کی نہیں عمر کے دن بھرتا هوں

جور اور ظلم سے تیرے میں بہت ڈرتا هوں
اپنے احوال کی کچھه عرض نہیں کرتا هوں

گرچه از آتش دل چوں خُم مے درجوشم
مُهر برلب زده خوں میخورم و خاموشم

—*—

میں نے چاها تها ترے عشق میں هو کر مجنوں
چھوڑ بستی کے تئیں جا کے بساؤں هاموں

مجکو یاروں نے جو دیکھا که هوا اس کو جنوں
لے کے زنداں میں کیا قید میں اب کس سے کہوں

کار رسوائی من حیف بہ 'تاباں' نرسید
نارسا طالع خاکی کہ بداماں نرسید

— * —

کس سے میں جا کے کہوں کون مری دیوے داد
عمر جاتی ہے مری ہجر میں تیرے بر باد

جب سے تو جاتا رہا دل پہ مرے کر بیداد
تب سے کرتا ہوں اسی بیت کو کر کر فریاد

اے صبا نکہتے از خاک رہ یار بیار
ببر اندوہ دل و مژدۂ دیدار بیار

— * —

یہ جو 'تاباں' ہے ترا سوختہ دل تجھ پہ فدا
کونسا رنج ہے جو تونے نہیں اس کو دیا

روز و شب فکر اذیت ہی میں تو اُس کی رہا
ذبح کرنے کا غرض قصد بہت تونے کیا

قتل ایں خستہ بہ شمشیر تو تقدیر نہ بود
ورنہ ہیچ از دل بے رحم تو تقصیر نہ بود

— * —

مستزاد

اے فلک یار کے تئیں میرے نہ تو دیکھہ سکا ہائے فریاد و فغاں
کر دیا اس کو مرے پاس سے اکدم میں جدا ہائے فریاد وفغاں
کس سے میں جا کے کہوں حال دل زار کے تئیں اے مرے یار بتا
غم سوا کوئی نہیں مونس و غمخوار مرا ہائے فریاد و فغاں

رات دن روتے گذرتی ہے مجھے غم میں ترے اے ستمگار مرے
خواب و خور راحت و آرام بھی سب میرا گیا ہائے فریاد و فغاں

میں نے چاہا تھا چھپاؤں میں ترے عشق کا راز اے دل آزار مرے
پر مری چشم نے رو رو کے اسے فاش کیا ہائے فریاد و فغاں

جب سے آیا میں عدم سے مجھے رونا ہی رہا یہ مصیبت نہ گئی
ایکدم بھی نہ میں اس گلشن ہستی میں ہنسا ہائے فریاد و فغاں

اس کے دامن تئیں پہنچا تھا مرا مشت غبار آرزوؤں سے بڑی
ان نے غصہ سے جھٹک اس کو بھی برباد دیا ہائے فریاد فغاں

جن نے اسلام سے کھویا ہے ہزاروں کے تئیں ایک ہی آن دکھا
دل ہمارا بھی اسی کافر بے دین سے لگا ہائے فریاد و فغاں

سیج پر پھولوں کی سونا مجھے اس یار بغیر لوٹنا آگ پہ ہے
خواب مخمل بھی مرے تن کے تئیں خار ہوا ہائے فریاد و فغاں

باعث قتل مرا حشر کو گر پوچھیں تجھے اے جفا کار بھلا
کیا جواب اس کا تجھے آئے گا اس وقت بتا ہائے فریاد و فغاں

فصل گل آئی گلستاں میں مبارک ہو تمہیں اے رفیقان چمن
ہم تو ہو سکتے نہیں دام سے ظالم کے رہا ہائے فریاد و فغاں

میں تڑپتا ہی رہا خاک میں ہو اس کا شکار وہ گیا اسپ کُدا
اس کے فتراک سے بند ہنا نہ نصیبوں میں ہوا ہائے فریاد و فغاں

شکوۂ چرخ کروں یا میں کروں شکوۂ یار مجکو بتلائے کوئی
ہاتھ سے دونوں کے نالاں ہی میں رہتا ہوں سدا ہائے فریاد و فغاں

کس طرح ایسی بلاؤں سے بچے آکے کوئی کہ تیرا یار مرے
خط بلا، خال بلا، اور قد رعنا ہے بلا ہائے فریاد و فغاں

ایکدم کی بھی جدائی تھی تری مجھپہ ستم تجھپہ روشن ہے میاں
سو ترا دیکھنا بھی اب مجھے دشوار ہوا ہائے فریاد و فغاں

ہم وہی ہیں کہ گرفتار جدائی کے ہوے ایکدم بھی جو کبھی
مثل آئینہ و سیماب نہ ہوتے تھے جدا ہائے فریاد و فغاں

رات کل کی تو ترے ہجر میں روتے ہی کٹی میرے تاباں کے تئیں
آج کی رات خدا جانے ستم لیائے گی کیا ہائے فریاد و فغاں

— ٭ —

(قصیدہ)

ہوئی ہے فیض ہوا سے عجب طرح کی بہار
کہ جس طرف کو نظر جا پڑے تو ہے گلزار

گلوں نے سر کو گریباں سے اپنے کاڑھا ہے
چمن میں سبزۂ خوابیدہ پھر ہوا بیدار

میں دیکھتا ہوں گلستاں میں جب کہ سبزے کو
تب آوتا ہے مجھے یاد سبزۂ خط یار

زبسکہ جوش بہاراں ہے کوہ و صحرا میں
عجب نہیں ہے کہ پتھر سے نکلے سبز شرار

چمن میں جیسے زمرد کی کان ہے سبزا
کہ جس کے عکس سے سقف فلک ہے مینار کار

ہوئی ہے فیض ہوا اس طرح کی گلشن میں
کہ تاجدار ہے دولت سے گل کی ہر اک خار

بسنتی پوش نہ ہو کس طرح گل صد برگ
کہ گلستاں میں نئے سر سے پھر ہوئی ہے بہار

زبسکہ شوق ہوا فصل گل کے دیکھنے کا
اُٹھی ہے لے کے عصا ہاتھہ نرگس بیمار

اگر نہیں ہے خوشی فصل گل کے آنے کی
تو کیوں ہے سنگ میں شادی سے سرخ رنگ شرار

یہ بحر ابر ہے گویا برستے ہیں اشکوک
چمن کے صحن میں پڑتی نہیں ہے مینھہ کی بہار

نہیں ہے خاک ہوا دار گر گلستاں کی
تو کیا سبب ہے کہ گلشن کے گرد ہے دیوار

ہر ایک بیت میں کہتا تھا فصل گل کی صفت
کہ کی میں فکر غزل چھوڑ وصف فصل بہار

هنسا ہے باغ میں جب کھل کھلا وہ گل رخسار
ہر ایک گل کا جگر پھٹ گیا ہے مثل انار

نہیں ہے صاحب جوہر کی قدر دنیا میں
جلے ہے آتش حسرت میں اس سبب سے چنار

یہ آرزو ہے ہر اک عندلیب کے دل میں
کہ بعد مرگ کے سایے میں گل کے ہووے مزار

ہوا ہو ابر ہو ساقی ہو باغ میں تو ہو
بڑی ہے سیر بڑا ہے مزا بڑی ہے بہار

ہمیشہ یاد کر اُس سنگدل کو روتا ہوں
پٹک کے سر کو پہاڑوں سے میں پکار پکار

جو راست باز زمانے میں ہو نہ بولے جھوٹ
رکھے ہے اُس سے عداوت یہ چرخ کج رفتار

ہوا ہوں دیکھہ کے مخمور چشم اُس کی مست
کہ جس کو دیکھہ کے بے ہوش ہوگئے ہشیار

میں تیرے خط کا لکھوں وصف صفحۂ دل پر
جو پہلے سیکھہ لوں اُستاد سے میں خط غبار

جب اپنے گھر سے نکلتا ہے جامہ زیب مرا
تو بند دیکھہ کے ہوتے ہیں کوچہ و بازار

کوئی کہے ہے کیا ذبح کوئی کہے لوٹا
پڑے ہے ہاتھہ سے ظالم کے ہر طرف یہ پکار

میں دیکھہ اُس ابروے خمدار کو کہا 'تاباں'
خدا نصیب کرے اُس کے ہاتھہ کی تلوار

کہاں تلک میں کہوں اس بہار کی تعریف
نہیں مرے تئیں اپنی بھی طاقت گفتار

کہاں دماغ کہ ہر گل کے وصف کو کہئے
کسے غرض کہ کرے درد بلبلاں اظہار

نہ یہ بہار رہے گی نہ یہ چمن نے گل
خزاں کے ہاتھہ سے ہو جاے گا یہ سب کچھہ خوار

پس اُس کی فکر میں اوقات کیوں کروں ضائع
کہوں میں کیوں نہ شہنشہ کے وصف میں اشعار

سپہر مرتبہ شاہنشہ زمین و زماں
کہ جس کے حکم میں ہیگا یہ چرخ کج رفتار

جو اُس کی خاک لگے جا کسی کے دامن کو
تو وہ بھی جانے نہ دیوے جبتک دے مثل غبار

بیان سن کے شجاعت کا اُس کی دہشت سے
ہو چاک دیو کا سینہ چو رخنۂ دیوار

اگر نگاہ غضب کی کرے کسی پر وہ
تو مل کے خاک میں ہو خوار کوچہ و بازار

میں اس کی تیغ کی تعریف کیا کروں ' تاباں '
عدو ہو دیو تو کافی ہے اس کو ایک ہی وار

میں اس کی کاٹ کو دیکھا ہے اپنی آنکھوں سے
جو کوہ پر بھی لگے دو کرے وہ ایک ہی بار

جو اُس کے اسپ کی جلدی کی کچھ صفت لکھوں
تو بھول جائے تمام اپنی یک بیک رفتار

چلے ہے گرم کمیت قضا سے بھی آگے
کب اُس کی جلدی کو پہنچے ہے برق یا کہ شرار

لگے ہے بال ہر اک اس کی ایال کا ایسا
کہ جیسے زلف کا معشوق کی ہووے ہے مار

ہما کے بال سے ہے ہمسری دم اُس کی کو
کہ شاہ خود بہ سعادت ہوا ہے اُس پہ سوار

عدو کے خون میں آیا ہے سیر کر گویا
نہیں ہے پانو اوپر اُس کے سرخ رنگ نگار

کہاں تلک میں کہوں اُس کا وصف اے ' تاباں '
یہ جی میں ہے کہ کروں اب دعا پکار پکار

ہر اک پہ اُس کا رہے ظل عاطفت یارب
ہے جب تلک چمن دہر میں گل و گلزار

ہو دوستوں پہ حرام اُس کے آنچ دوزخ کی
جو دہر میں ہے عدو ان کی جاے ہو فی النار

مثنوی

مثنوی در مدح اُستاد خود حشمت و *عمدۃ الملک

کروں کیا میں توحید حق ابتدا
کہ اُس کی صفت کا نہیں انتہا

ثنا کیا کرے ایزد پاک کی
یہ قدرت کہاں پتلۂ خاک کی

ہو وے نام جس کا بھلا ذوالجلال
کوئی بول سکتا ہے وہاں کیا مجال

نہ قدرت کہ نعت پیمبر کہوں
نہ طاقت کہ میں وصف حیدر کہوں

نہ استاد کی مجھکو تاب ثنا
کہوں گر تو کب ایسی فکر رسا

کمالوں میں جن کے نہیں کچھ قصور
وے سب طفل مکتب ہیں ان کے حضور

ہر اک علم میں ہے وہ صاحب کمال
زبان وصف میں اس کے ہوتی ہے لال

---

* عمدۃ الملک، امیر خاں انجام کا خطاب ہے جو عہد محمد شاہی کے ایک باوقار امیر تھے۔ تاباں نے ان کی تاریخ وفات بھی کہی ہے جو اس دیوان میں موجود ہے۔

کروں علم حکمت میں کیا اس کی نقل
کہ بقراط کی دیکھ کر جاے عقل

کہاں اس کے رتبے کی لقماں کو بار
ارسطو سے شاگرد ہیں کئی ہزار

فلاطون اگر ہو تو لیوے سبق
ہوے رشک سے بو علی سینہ شق

اسے رمل میں بھی ہے ایسا کمال
کہ دیکھے تو شاگرد ہو دانیال

وہ ہئیت میں اُستاد ہے ہند کا
منجم بھی نہیں اس سا کوئی دوسرا

قیامت وہ منطق میں اُستاد ہے
اسے علم اشراق بھی یاد ہے

عجب نہیں کہ وہ مس کو کردے طلا
کہ جو بات ہے اُس کی ہے کیمیا

عجائب غرائب کو جانے ہے غیب
کہ بے شک ہے اس کے تئیں دست غیب

فضیلت میں جو عمر کرتے ہیں صرف
وے کچھ جانتے نہیں بجز نحو و صرف

اگر اس کا ہو کوئی شاگرد جا
تو عالم کو دے درس مشکوات کا

کرے فقر کا اس کے گر قیل و قال
تو شبلی و عطار کی نہیں مجال

کسی کو کہاں اُس سے ھے برتری
کہ ھے نام اُس کا محمد علی

تخلص بھی حشمت ھے اس کا بجا
وہ اهل سخن بیچ ھے بادشاہ

غرض اس سا کوئی نہ ہوگا کبھی
جوں احمد پہ ہوئی ختم پیغمبری

زباں وصف میں اس کے ہوتی ھے بند
کہ یوں کہہ گیا ھے کوئی دردمند

کوئی آج اس کے برابر نہیں
وہ سب کچھہ ھے اِلّا پیمبر نہیں

زیادہ کہوں وصف میں اس کا کیا
بصورت ھے انساں بمعنی خدا

میں کرتا ہوں اب وصف اُس کا* بیاں
کہ ھے سب امیروں میں والا مکاں

کہاں ماہ کو اُس سے ھے ہمسری
کہ خورشید ھے اُس کی سورج مکھی

وزارت کے قابل ھے وہ باوقار
کہ چہرے سے اقبال ھے آشکار

نظر کیا عجب اُس پہ ہو شاہ کی
کہ اُس پر عنایت ھے اللہ کی

سخاوت میں ایسا ھے آج اُس کا دل
کہ حاتم اگر ہو تو ہووے خجل

* یعنی عمدۃ الملک امیر خاں انجام —

الٰہی وہ دنیا میں قائم رہے
سلامت تری طرح دائم رہے

سخن مختصر ساقیٔ میکشاں
کہاں ہے تو اس وقت ظالم کہاں

گھٹا ہر طرف زور آئی ہے جھوم
مچائی ہے کیا ابر نیں آج دھوم

نہیں ہے فلک پر یہ ابر سیاہ
کہ پیچان ہوا ہے مرا دود آہ

گرجتے ہیں بادل نپٹ شور سیں
برستا ہے مینھہ آج کیا زور سیں

ہوا جوش باراں کا اب یہاں تئیں
کہ یکساں ہوا آسماں اور زمیں

پیالہ دے مجکو مئے ناب کا
تماشا کروں عالم آب کا

ارے ساقی اے جان ابر و ہوا
خبر بھی ہے کچھہ تجکو بیٹھا ہے کیا

کہ آئی ہے اب کے قیامت بہار
رہے گی یہ مدت تلک یادگار

ارے دیکھہ ہر دشت اور ہر زمیں
کہ جز سبزہ و گل کے کچھہ اور نہیں

جہاں تک نگہ کام کرتی ہے یہاں
کہیں خار و خس کا نہیں کچھہ نشاں

ہے سبزے سے اے ساقی دل نواز
ہر یک دشت فرش زمرد طراز

جہاں میں خوشی بسکہ ارزاں ہے آج
لب نقش تصویر خنداں ہے آج

خبر سن بہاراں کی سب بحر اب
ہر ایک موج سے ہے تبسم بہ لب

جو پہنچے خبر کان گوہر طرف
تو دنداں در سوں ہو خنداں صدف

بیاں کیا کروں میں شکوہ چمن
مجھے نہیں ادب سے مجال سخن

ہے کچھ ان دنوں اور ہی شان باغ
کہ ہر گل کا ہے عرش پر اب دماغ

ہوی بسکہ فیض نسیم سحر
ہر ایک گل کا کیسا ہے لبریز زر

ہیں اہل چمن آج ساغر بدست
ہے یہاں سلطنت کا سا اب بند و بست

کسی بے ادب کا نہ ہو تا گزار
عصا لے کے نرگس ہوئی چوبدار

رکھے گر زیادہ کوئی حد سے پا
تو مہر تو سرو ہے جا بجا

طراوت بھی ہے ایسی اب باغ میں
کہ جلنے کے ہووے گی کب باغ میں

ہے شبنم سے سیراب سارا یہ بن
خیاباں خیاباں چمن در چمن

زبس ہے طراوت فزا یہ ہوا
ہیں گلہائے موسیں بہ نشو و نما

جہاں بلبلیں تھے طراوت سے وہاں
ہوا سبز ان کا خس آشیاں

زمیں سب ہے سیراب جم گئی ہے گرد
عجب نہیں ہو پتھر کی آتش بھی سرد

غرض ہے غلیمت یہ آب و ہوا
گر اس وقت ساغر تو دے سا قیا

تو ہو مست لوٹوں چمن کی بہار
کروں تجھہ پہ لے لے زر گل نثار

وگر نہ فلک مدعی ہے بڑا
مبادا کہ پھر جائے آب و ہوا

یہ کل ہی کی تو بات سن سا قیا
کہ اک شخص یہاں عمدۃ الملک تھا

ہمیشہ اسے عشق سے کام تھا
سدا اس کو شغل مے و جام تھا

کروں بزم کا اس کی میں کیا بیاں
سرا پا خدای کا جلوہ تھا وہاں

وہ دیوان خانے میں جب بیٹھتا
تو وے وے پریرو وے وے بلا

چپ و راست پیرامن ورو برو
کھڑے رہتے آبا ندہ کر ھاتھہ کو

صفت اس کے دیوان خانے کی گر
لکھوں میں تو کاغذ ایتا ھے کدھر

کہ ایواں در ایواں جہاں اور تھا
زمیں اور تھی آسماں اور تھا

اس ایوان میں شہ نشیں ایک تھا
جو تخت معلق کہوں ھے بجا

کروں اس کی رفعت کا میں کیا بیاں
معلق تھا وہ عقل سے بھی مکاں

شکوہ و بلندی میں تھا آسماں
کہ قوس قزح اس کا تھا سایہ باں

تہ سائباں حوض لبریز تھا
اگر رشک کوثر کہوں ھے بجا

زمیں ھے غبار اس کے میدان کا
فلک برگ سبز اس کی بستان کا

سدا صحن میں اس کے رھتا تھا رنگ
سدا تھی نوائے دف و نے و چنگ

کلاونت و قوال سب مل کے وھاں
بموسیقی استاد تھے بے گماں

جو قوال قول و غزلخواں تھا وھاں
عرب محو مدھوش ایراں تھا وھاں

کوئی تپہ دھرپت کو گاتا تھا وہاں
ترانے سے دل کو لبھاتا تھا وہاں

کوئی کرکے آغاز ساتوں کرام
دکھاتا بہ تدریج ہر ایک مقام

عجب مل کے سازوں سے ہوتا تھا رنگ
کہ تھی وہاں فلاطوں کی بھی عقل دنگ

کہیں باجتے تھے استار و منہ چنگ
کہیں خنجری اور کہیں جلترنگ

کہیں نے کہیں تھا جلاجل کا شور
بجاتا تھا قانون کو کوئی زور

صدا سن کے تنبور کی وہاں نوا
رگ جاں کا تھا چاک کرنا بجا

غرض راگ سازوں کا یہاں تک تھا شور
کہ پہنچے ہے کب شور یوم النشور

زمیں سے فلک لگ ... ...
... ...

کہیں رقص کرتے تھے مہ طلعتاں
کہیں دید کرتے تھے ساغر کشاں

یہ سب خوبرویانِ ہندی نژاد
نمکسار زاد و نمک سار زاد

خوشی ہو کے آتے تھے جب رقص میں
انہیں دیکھ آتے تھے سب رقص میں

زبس عالم آب بھی تھا سدا
سبھی مست و مدھوش تھے جا بجا

سبکتا تھا ان میں جو مثل حباب
رواں تھا وہ گویا کہ بر روے آب

کسی میں تھی جوں شعلہ جوا لگی
کسی میں تھی جوں برق جولانگی

بلا تھا کوئی بیٹھ کر ہو کے مست
کوئی مثل فوارہ کرتا جست

اٹھا کر کوئی ہاتھ پڑھتا تھا بید
کوئی تھا خم و چم میں جوں شاخ بید

کوئی دور انداز چوں شاخ نم
کوئی مثل شمشیر ہوتا تھا خم

کوئی پر ملو ساز کرتا تھا وہاں
کوئی سر کہا آغاز کرتا تھا وہاں

کوئی باد دیتا تھا ... ...
کوئی خرچ کرتا تھا نت بدیا

بلدھے پانو میں ان کے گھنگرو نہ تھے
تھے دلہاے نالاں قدم سے لگے

غرض کیا کہوں بزم اس کی کی بات
کہ اندر کا بھی وہاں اکھاڑا تھا مات

مچاتا تھا جب وہ کہ ہولی کے تئیں
تو رنگیں تھے سب آسماں و زمیں

کوئی زعفراں پوش سر تا بپا
کوئی ارغواں پوش سر تا بپا

کسی کا بھرا رنگ سے پیرهن
کوئی تھا سراپا بہار چمن

چھڑکتا تھا کوئی کسی پر گلاب
لاتا تھا کوئی کسی کو شراب

زبس رنگ کی چھٹتی پچکاریاں
زمیں رشک گلزار ہوتی تھی وهاں

برستے تھے پچکاریوں سو جو تیر
تو دف ڈھال کرتے صغیر و کبیر

اُڑاتے تھے لے لے کے از بس عبیر
بھرے جھولیاں سب صغیر و کبیر

لو ساقی زمیں سے فلک تک لگا
تھی خوشبوے ... بچھائے ہوا

زمیں رنگ سے بسکہ هوتی تھی لال
سبھی صحن خالی موں نہ بچھتا گلال

جو کوئی یا سمن لیکے بوتا تھا وهاں
تو اگتے تھے لالا ھی یا ارغواں

زمیں پر جو گرتا تھا از بس گلاب
تو اگتا تھا وهاں گل ھی بے کشت و آب

زبس چورۂ زعفراں صرف تھا
خل ولاے اس ڈھیر کی تھی ارگجا

سفیدی سے وہاں صبح کی ہر سحر
اڑاتی تھی ابرک کو دامن سے بھر

ہر اک شام لے کر شفق کی گلال
در وسقف و دیوار کرتی تھی لال

نہ کرتا جو وہاں ہوکے رنگین عید
اُسے طعن تہا مثل ریش سفید

نہ تھی رنگ پوشی وہاں جس کو خو
طرح گل کے تھا سب میں وہ سرخرو

جو صوفی تھے بے نشہ ہوتے تھے مست
ہر اک وجد میں آکے کرتے تھے چست

کبوتر صفت اور سب میکشاں
بروے ہوا چرخ کھاتے تھے وہاں

غرض کیا کہوں اُس کے گھر کا بیاں
کہ ہوتی ہے یہاں لال میری زباں

کیا اس فلک نے بڑا ہی ستم
وہ عشرت کدہ سب ہوا جائے غم

نہ آیا اُسے رحم کچھ ساقیا
دیا خاک میں ویسے گھر کو ملا

تجھے گر جو منظور دینی ہے مے
تو کئی جام دے لے مجھے پے بہ پے

ارے پھر کہاں ہے یہ فصل بہار
خدا جانے پھر کب ہو وصل بہار

فلک کام پر اپنے ہے مستعد
مبادا کہ آجائے ظالم کو ضد

ابھی اک دم میں جہاں اور ہے
زمیں اور ہے آسماں اور ہے

مجھے ساقیا اب تو طاقت نہیں
یقیں جانیو دم :کی فرصت نہیں

اگر مے کو دینا ہے تو دے شتاب
ارے پیر کہاں ہے کہاں یہ شراب

مجھے چاہئے ایسی مے تو پلائے
کہ دنیا و دیں مجکو سب بھول جائے

و گر مے نہ دینی ہو تیرے تئیں
تو ہے فرض کہنا یہ میرے تئیں

کہ کرتا ہوں میں اس تمنا میں اب
ترے ہاتھہ سے کھینچ رنج و تعب

اگر میں مروں گا تو تو جائے آب
چوانا میرے منہہ میں ساقی شراب

کہ پہنچی ہے مجکو خبر یہ یقیں
مری بات میں کچھہ تفاوت نہیں

کہ جس حال تئیں جس کی یہاں مرگ ہو
اُٹھے گا اُسی حال سے حشر کو

مجھے بھی پلا مے تو ساقی اینی
کہ پیتے ہی پینے نکل جائے جی

اٹھوں حشر کے دن نہایت ہی مست
ہو اُس روز بھی جام و مینا بدمست

زبس ہے مرے تئیں خیال شراب
سمجھتا ہوں ساغر مہ و آفتاب

مجھے سایۂ تاک افلاک ہے
یہ پرویں نہیں خوشۂ تاک ہے

ارے جس کو ہو یہ تمنا بھلا
کوئی اُس سے رکھتا ہے مے کو بچا

مجھے مے پلا مے پلا مے پلا
کہ ہو مست مانگوں یہ حق سے دعا

یہ ساقی ہو اور یہ مے ہو اور ہو بہار
یہ دنیا ہو اور میرا 'تاباں' ہو یار

— * —

قطعات تاریخ

تاریخ وفات سیدی احمد (۱۱۵۷ ھ)
سیدی احمد کا میں جب مرنا سنا
کیا کہوں 'تاباں' کہ کیا کیا غم ہوا

فکر میں تاریخ کی تب میں گیا
کیونکہ تھا مجھ سے بہت وہ آشنا

یوں کہا ہاتف نے ہے ہے کیا ہوا
۷۳
سیدی احمد مرگیا واحسرتا
۱۱۵۷
۱۰۸۴

تاریخ وفات شرف الدین پیام

—*—

شرف الدین پیام کو یارو
جب کہ پہنچا اجل کا آ پیغام

ہاے افسوس ہوگیا ناگاہ
زندگانی کا روز اُس پہ تمام *

جی میں آیا کہ میں کہوں تاریخ
کیونکہ تھا اُس سے دوستی کا نام *

غیب سے یک بیک ندا آئی
تجکوں جنت ہوئی نصیب پیام
۱۱۵۷

—*—

تاریخ وفات مضمون

سن کے دانا * سے دیا † نے آ کہا
یک بیک مجھہ سے کہ مضموں مرگیا

تب میں پوچھا اُس کے تئیں افسوس ہاے
کد موے ہے ہے میاں مضموں بتا

وہ لگا کہنے کہ یہ معلوم نہیں
ذکر میں تاریخ کی تب میں گیا

التجا کی اُس گھڑی ہاتف سے میں
کیونکہ اُس سے ربط مجکو دل سے تھا

---

* (ن) پر شام - † (ن) کام - ‡ (ن) میر فضل علی دانا - $ (ن) الہ دیا -

ہو کے تب غمگین کہی ہاتف نے یہ
کہ موئے ہے ہے میاں مضموں کہا
۱۱۴۷

— * —

تاریخ وفات روشن رائے

وہ گرامی قدر والا منزلت
خلق و خوبی تھا سدا جس کا شعار

یعنی روشن رائے شمع انجمن
دہر کو تاریک کرکے ایک بار

ہوگیا فارغ ہوا اور حرص سے
جوں خلیل اللہ کی خوش اُن نے نار

اس خبر کو سن کے میں 'تاباں' بہت
شمع کے مانند رویا زار زار

اور اسی غم سے طرح فانوس کے
چاک کرکے پیرہن ہو سو گوار

جی میں آیا سال رحلت کو کہوں
تار ہے عالم میں اُس کی یادگار

یوں کہا دل نے خدا کے حکم سے
آگ روشن رائے پہ ہوئی لالہ زار
۱۱۵۳

— ۵ —

تاریخ شہادت نواب امیر خاں *

* (ن) نسخۂ مدراس میں یہ قطعہ زاید ہے۔

کہتا ہوں اوس سے کہ جن نے
عشرت کی بنا خراب کردی

جدھر جو امیر خاں کو مارے
نامرد کہاں کی تھی وو مردی

تاریخ وفات میں خرد نے
مارا ہے امیر خاں خبردی
۱۱۵۹

— * —

تاریخ وفات حشمت

چھوڑ عالم کا دید واویلا
کی شہادت خرید واویلا

ہو اجل مستفید واویلا
یار ہوں نا امید واویلا
ہاے حشمت شہید واویلا

جانتا میں کہ چھوڑ دار فنا
یہ سفر تو کرے گا سوے بقا

تو میں جانے ہی تجکو کیوں دیتا
اب کہاں سے کروں تجھے پیدا
ہاے حشمت شہید واویلا

تو تو وہ تھا کہ تیرے آگے قضا
کرتی گر قبض روح کا سودا

چھچلیوں ہی میں تو اُسے رکھتا
تیرا مرنا مجھے تعجب تھا
ہاے حشمت شہید واویلا

تو تو وہ تھا کہ گر عدو تروار
کھینچ کر چاھتا کرے ایک وار

بلد کرتا تو ایک دم میں دھار
اب کے حیراں ھوں کیا ھوا اسرار
ھاے حشمت شہید واویلا

کیا کہوں تو نے کیا قیامت کی
جا کے تیغ قضا سے الفت کی

قطع ھر بار کی محبت کی
مجھہ سے بھی زور ھی مروت کی
ھاے حشمت شہید واویلا

یک بیک تو نے یوں جدائی کی
واہ وا کیا ھی آشنائی کی

خوب آخر کو دلربائی کی
کیا بری طرح بے وفائی کی
ھاے حشمت شہید واویلا

میں وھی ھوں کہ ایک دم میں جو
وحشی ھوتا تھا بن ملے رو رو

ایک دم چین نی نہ تھا مجکو
سو ھے موقوف خواب میں اب تو
ھاے حشمت شہید واویلا

روز و شب غم تو تجھہ سے کہتا تھا
تیرے غم کو کہوں میں کس سے جا

کون ایسا شفیق ھے میرا
کہ دلاسا دے اس الم سے آ

ہاے حشمت شہید واویلا

جو مصیبت فلک سے پاتا تھا
کوئی خاطر میں میں نہ لاتا تھا

تیری باتوں میں بھول جاتا تھا
جب میں روتا تھا تو ہنساتا تھا

ہاے حشمت شہید واویلا

اب میں روتا پھروں اگر ہر سُو
کوئی پونچھے نہ آ میرے آنسو

تجھ سا ہے کون آشنا یکسو
کر گیا کیا ہی مجکو بیکس تو

ہاے حشمت شہید واویلا

جس گلی کی طرف میں جاتا ہوں
آب جو اشک کے بہاتا ہوں

شور نالے سے غل اُٹھاتا ہوں
اور یہ کہہ سب کے تئیں رلاتا ہوں

ہاے حشمت شہید واویلا

اشک سینے میں جب اُبلتا ہے
طرح فوارے کے اُچھلتا ہے

بلکہ آنکھوں سے خون ڈھلتا ہے
دمبدم منھہ سے یہ نکلتا ہے

ہاے حشمت شہید واویلا

غم میں تیرے زبسکہ ہوں گریاں
اشک سے تر ہے سب مرا داماں

لوگ ہوتے ہیں سن کے سب حیراں
جب میں کہتا ہوں کرکے آہ و فغاں
ہائے حشمت شہید واویلا

روز شب دل کو بیقراری ہے
جی کو بھی حد اضطرابی ہے
ہر گھڑی آہ و نالہ زاری ہے
اور زباں پر ہمیشہ جاری ہے
ہائے حشمت شہید واویلا

غم نے تیرے جب اشتہار کیا
سارے عالم کو سو گوار کیا
ہر گریباں کو تار تار کیا
جن نے یہ ورد اختیار کیا
ہائے حشمت شہید واویلا

تجکو ایسا ہی اب تو رووں گا
کہ میں لوح و قلم ڈبوؤں گا
سر نوشت قضا کو دھوؤں گا
اور یہ کہہ سب کے ہوش کھوؤں گا
ہائے حشمت شہید واویلا

تیرا 'تاباں' غریب و خستہ جگر
فکر تاریخ میں تھا حد مضطر
مصرعۂ آخری پہ کی جو نظر
۲۴
دد سے ہاتف نے اُس کو دی یہ خبر
ہائے حشمت شہید واویلا
۱۱۹۱ = ۲۴ + ۱۱۶۷

مطبوعۂ

مطبع انجمن ترقی اردو اورنگ آباد (دکن)